

تسليماً

وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّينَ الَّذِينَ آمَنُوا بِهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَمَّا هَذَا الَّذِي أَذْهَبَ طَعْمَ الْإِيمَانِ فَازِلُهُ الْمُنُونُ يَا وَثَقَانَا شَرَابُ مَنْ عَيْنُ بَصَرٍ
يَا مُقَرَّبُونَ يَا وَاصِلَاتِ عِلْمٍ مِنَ اللَّهِ عَلَيْنَا بِالْطَّعْمَةِ الْجَنَانِ يَا وَفَرْنَا بِهِ
يُحْيِيهِمْ جَنَّةً فِي قَرَبِ الرَّحْمَنِ يَا وَالدِّينِ النِّعَمُ اللَّهُ عَلَيْنَا بِهِمْ بِالرَّحْمَةِ وَالْغَفْرِ
أَصْحَابِ الدِّينِ أَفَاضُوا عَلَيْنَا مَوَاسِدَ الْإِحْسَانِ يَا _____ أَمَا بَعْدُ



تقدّمتم بطبع هذا الكتاب بأمر المصنف

في مطبع البرمانيّة سنة ١٣٥٠ هـ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سولہ سبیل
 الانبیاء والمرسلین بیجا علی ولد الشریف عوث لا غظم
 وبارک وسلم اباعہ اجد الراجی من فضل الملک المنان خادم الشرع
 الشریف المدعو بہ محمد یسح الدین خان مفتی اول ابن حضرت محمد وجلیلین
 خان علیہ الرحمۃ والعقران ناظرین کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ سب
 علماء حقانہ اور صلحا اور اکابر اولیاء خلفاء عن سلف عرس حضرت صلوات
 علیہ وسلم کا اور اعراس نبرگان دین اولیاء اللہ کا کرتے چلے اور
 اور اکابر صلحا اور علماء اور مشائخین جو مرجع وقت اور اہل سفہ رت
 تھے طعام اعراس کو تبرک جانتے چنانچہ زمانہ عنقریب میں مولانا عبد
 صاحب بحر العلوم ملک العلماء اور شاہ عبدالعزیز صاحب اور قاضی رتضا علیہ السلام
 کہ مزاج خلائق تھے اور ہر شخص اونکے قول و فعل سے استدلال کرتا ہے
 دعوت اعراس میں جاتے اور ہمارے شہر میں مولوی شجاع الدین صاحب
 علیہ الرحمۃ اور مولوی حیدر صاحب معذور مبرور سے آجکے تقاریب
 دعوت اعراس اونکے خانہ انین جاری ہے اور کبار و مشائخین اس میں

جو علم ظاہر سے قطع نظر علوم باطن میں بہرہ قائم رکھتے تھے مثل خاندان حضرت
 سید شاہ موسیٰ قادری علیہ الرحمہ اور خاندان حضرت سید شاہ عبدالقادر القادری
 قدس سرہ اور خاندان حضرت شاہ خاموش صاحب علیہ الرحمہ یہ سب تہذیب
 اعراس کرتے ہیں اور بڑے بڑے صلحاء اور علماء اور امرائے سعاد
 سمجھ کر قریب اعراس میں آتے رہے اور حضور پر نور اور ارکین
 سلطنت قدیم الایام سے قریب نیازات کرتے چلے آئے اور
 ان کی دعوت میں کبار علماء اور صلحاء اور مشائخین اہل مقدرت اور غیر
 اہل مقدرت سب بلا انکار و ہتے مائل آتے رہے ایسا ہی اس شہر میں علم
 سے ادنیٰ تک اور ادنیٰ سے اعظم تک اپنی حب مقدرت عرس شریف
 آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم اور اعراس اولیاء اللہ کا کرتا ہے اور ملک
 کی دعوت میں غنی غیر غنی صلحاء علماء سے بلا مائل آتے ہیں خصوصاً بہ
 باعث کثرت خیرات اور نیازات کے پھر مدہ شہرہ آفاق ہے اور باعث برکت
 نیازات دروعدا مسلمین کے قیام ریاست ہے خصوصاً صفا جاہ بہادر سے
 آج تک ہر کوئی رئیس اولیاء اللہ سے عقیدت تامہ رکھتے چلے آئے
 اور مراعات سنگین و صعب میں استمداد اولیاء اللہ سے کرتے رہے
 اور زنا میڈ اور استمداد اولیاء اللہ سے بڑے بڑے امور مالاخیل حل ہوئے
 حضورنا صراہ و لغیر ان منزل اکثر منوالیہ صاحب علیہ الرحمہ سے جو سالک
 و مجذوب تھے عقیدت رکھتے اور کوئی مشکل صعب و پریش ہوئی اون سے
 استمداد کرتے اور زنا میڈ جاتے بہت سے مشکلات حضرت کی تائید سے
 حل ہوتے چنانچہ بعض مقبرین کے زبانی مسموع ہوا کہ ایک وقت حضور غفران
 منزل گوا مور ریاست میں ایک نہایت مرصع پیش ہوا کہ ادس کا حل

نہایت دشوار معلوم ہوتا تھا حضور غفران منزل نے کسی اپنے عہد کے
 ہمراہ ایک کشتی دیکر حضرت میرنوا البصاحب علیہ الرحمہ کے نزدیک
 بسے اور کشتی میں غفران منزل نے اپنی دستار سر کی بندھی ہوئی
 اور شمشیر دھوپ رکھی ہوئی تھی اور جو شخص کہ اول کشتی کے ہمراہ گئے
 تھے تجلیہ میں بلائے کہ کسی کو اس سے اطلاع نہ دے اور خفیہ دیکھو
 فرمائے کہ تم اس کشتی کو حضرت میرنوا البصاحب قبلہ کے روبرو رکھ کر دست
 بستہ سرسری عرض کرو کہ حضرت یہ عزت اور ریاست آپ کی ہی عنایت
 فرمائی ہوئی ہے موافق ارشاد بندگان عالمی غفران منزل کے انہوں نے
 وہ کشتی ہمراہ لیکر میرنوا البصاحب علیہ الرحمہ کے پاس پہنچے جبکہ
 حضرت میرنوا البصاحب کے پاس وہ کشتی لیکر پہنچے انہوں نے اسی
 کچھ پیام بندگان عالمی کا ہنوز میرنوا البصاحب کو پہنچائے نہیں تھے کہ حضرت
 دور سے جب وہ کشتی کو دیکھے خود بخود فرمائے کہ وہ کشتی کو سامنے
 لاؤ اس واسطے کہ او میں ناصرالدولہ نے اپنی دھوپ اور دستار رکھ کر
 ہمارے پاس بیٹھیں اور ہمارے پاس یہ پیام گئے ہیں یہ وہ کشتی
 کشادہ ہو کر حضرت کے روبرو رکھے گئے حضرت شمشیر دھوپ پر اور دستار
 پر اپنائت پھیر کر فرمائے کہ جا کہو تیری ریاست تجھے مبارک ہے پھر
 وہ کشتی بندگان عالمی غفران منزل کے نزدیک آئی اور یہ ارشاد حضرت
 کا بندگان عالمی نے سنے نہایت خوش ہو کر وہ دستار اپنے
 سر پر رکھے اور دھوپ اپنے مات میں لئے پس جو امر صعب کہ
 درپیش تھا مثل کا فور کان لم یکن تھا اور ایک وقت بندگان عالمی
 غفران منزل کو کوئی ایک اور امر صعب پیش ہوا بندگان عالمی نے

سواری کا حکم دئے اور درگاہ میں حضرت سید احمد پیارہ جو قریب آصف نگر کے ہے تشریف لاکر حضرت کی زیارت کئے اور حضرت سے استمدا دا اپنے امور میں کئے اور سیوقت ایک پہول حضرت کی فرار شریف سے رو برو حضور غفران منزل کے آکر گرا حضور کے قلب پر حضرت کے جانب سے کیا تسکین اور کیا اشارہ پایا گیا و اللہ اعلم حضور نے اس پہول کو اوٹھا کر اپنی دستار پر رکھے اور فرما کہ حضرت کی غایت میرے حال پر ہو گئی اور بہت خوشحال ہو کر ویسا ہی پہول رکھا ہوا دستار میں مراجعت فرمائے اور دیوڑھین داخل ہوئے اور حصول مقصودندگان عالمی کا ہوا حضور غفران منزل نے بہت سے اعراس اولیاء اللہ کے جاری فرمائے چنانچہ حضرت سید احمد پیارہ اور حضرت شاہ یوسف صاحب شریف صاحب علیہم الرحمہ والرضوان اور اجالہ شاہ صاحب اور حضرت احمد علی شاہ دولہ قدس سرہما کا عرس جاری کیا ہوا حضور غفران منزل کا ہے اور حضور مغفرت مکان افضل الدولہ مرحوم و مغفور عقیدت اولیاء اللہ میں مشتعل خاندان آصفیہ تھے مرا میں جو بات مشکل اور صعب و پریش ہوتی نیازات اولیاء اللہ کے کرتے اور بتائید اولیاء اللہ کے وہ امور صعب آسان فیے مبدل ہوتے چونکہ اعراس اولیاء اللہ باعث خوشنودی اور تائیدات ارواح طیبہ اولیاء اللہ ہے اور ایک توجہ سے اولیاء اللہ کے وہ بڑے کار و متوہ ہے جو ہماری سو برس کی عبادت خالص سے ہو سکے جیسا کہ مولانا روم ثنوی شریف میں فرماتے ہیں یہ کہ بانی جنتیہ یا اولیاء بہتر از صد سال طاعت پیر یا اگر کے خواہر شیند یا خدا گوت شیند و حضور اولیاء پس بنظر خیر خواہی تسلیم کے پھر سال فضایل عرس میں لکھا گیا اور نام اس سالہ کا مسیح الانعام فی فضایل عرس الانام و اولیاء اللہ الکرام رکھا گیا

اور رسالہ کو تین فصل پر اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا گیا فصل اول بیان میں
 فضائل مولود شریف اور اعراض آنحضرت اور اولیاء اللہ میں فصل دوم بیان
 وجہ تعین اعراض میں فصل سوم بیان فواید مولود اور اعراض کے خاتمہ
 و رباب اصل مذہب و ثابت اور ذکر علامات و ناپوشی کے بطور اختصار فصل اول
 ذکر فضائل اعراض سید الانام و اولیاء اللہ الکرام صلو اللہ علیہ و آلہ و صحابہ
 و اولیاء اللہ صلو اللہ علیہ و آلہ و سلم و ائمہ مکررۃ مائکرت الدہور و الایام بسم اللہ
 الرحمن الرحیم اے اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین
 امنوا صلو علیہ و سلم و تسلیما حق تعالیٰ اس آیت کریمہ میں اظہار نشان
 اپنے حبیب کریم صلو اللہ علیہ و آلہ و سلم کا فرماتا ہے کہ ارشاد الہی
 ہے کہ ہمارے حبیب کی شان اور مرتبہ ہمارے پاس ایسا ہے کہ
 ہم اور ہمارے فرشتے ہمارے حبیب پر رحمت کاملہ نازل کرتے ہیں
 اور تربیت امت مرحومہ کو کرتا ہے کہ اس ہمارے حبیب کی امت تم ہی
 ہمارے حبیب پر درود پہنچنے میں مصروف اور مشغول رہو اس آیت کریمہ
 سے مفاد اور مقصود ہی درود پہنچنے کا معلوم ہوا کہ فائدہ روزیجے کا واسطے
 طلب رضامندی آنحضرت صلو اللہ علیہ و آلہ و سلم کے ہے تاکہ حضرت کی رضا
 مندی کے حاصل ہو نین استحقاق شفاعت حضرت کا امت مرحومہ کو زیادہ
 تر ہو ورنہ اس واسطے کہ معاذ اللہ کچھ حضرت کو ہمارے درود پہنچ سکی
 احتیاج ہے اس واسطے کہ جب خود حق سبحانہ تعالیٰ اپنی رحمت نازل کرے
 حضرت کے جانب متوجہ ہے پس بند و مکی و عادی نزل رحمت کی کہ معنی درود
 ہے حضرت کو کیا احتیاج ہے پس حضرت کے واسطے ہر آن نزل
 رحمت الہی اور ترقیات مراتب حق تعالیٰ کے جانب سے عنایت

ہیں حضرت کا تو بڑا مرتبہ ہے حال امت مرحومہ کا حضرت کے بیان کیا
 جاتا ہے عقلاً لثین نے فضایل بدلہ لایمیں میں لکھا ہے قال المرء
 سمعت والدی رحمۃ اللہ علیہ یقول سمعت ابا عبد اللہ
 الدلاصی یقول سمعت الشیخ عبد اللہ الدیسی یقول کشف
 لی عن اهل المعلى فقلت لهم اتجدون نقما بما الهدی الیکم
 من قرأۃ ونحوها قالوا لیس نحن محتاجین الخ والک
 فقلت لهم ما منکم احد واقف الکمال قالوا ما نقف حال احد
 فی هذا المكان ترجمہ کیا مر جانی نے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ وہ
 کہتے تھے کہ میں نے ابو عبد اللہ دلاصی سے سنا ہوں وہ کہتے ہیں کہ مجھے اہل
 معلہ کا حال کشف ہوا پس میں نے اہل معلہ سے کہا کہ جو تمہارے پاس یہ قرسم
 قرآۃ قرآن وغیرہ ہے جاتا ہے کچھ اس سے نکل کر فایض حاصل ہوتا ہے انہوں
 نے کہے کہ ہم اس کے پتھر خلیج نہیں ہیں پر میں ان سے کہا کہ کوئی تم سے ایسا ہی
 کہ جب کا ایک حال ہے اور اسکو ترقی نہیں انہوں نے کہا کہ اس مقام
 میں کوئی ایسا نہیں کہ واقف الکمال ہو یعنی اسکو ترقی ہو جبکہ امت
 مرحومہ میں جو اولیاء اللہ ہیں انکو صدقہ اور ایصال ثواب سے
 کچھ پروا نہیں حضرت تو سید الامت بلکہ سید الانبیاء ہیں حضرت کو کیا
 حاجت ہے بلکہ حضرت ہر وقت رحمت الہی میں مستغرق ہیں اور
 رحمت الہی حضرت کو کافی اور وافی ہے پس امت مرحومہ کو چاہئے کہ
 خواہ حضرت پر درود عرض کریں خواہ ایصال ثواب از قسم نیاز
 وغیرہ کریں کمال آداب اور خضوع اور خضوع سے کریں اور یہ تصور
 اور یقین کریں کہ اگر درود دیا ایصال ثواب ہمارا حضرت کی جناب میں

وارد ہے کہ حضرت نے فرمائے کہ جو کوئی میری قبر شریف کی زیارت
 کرے اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہے پس یہ امور مقرر
 واسطے استرضاء نبوی کے تربیت ہوئے دیکھا جاوے کہ دنیا میں
 عادت سلاطین کی ہے کہ جب کوئی شخص سلطان کے حق میں دعا کرتا
 رہے اور اس کو سلام کرنا عادت اپنی اختیار کرے اور نذر گذرانا
 جاوے پر خد کہ سلطان اس کی دعا کو سلام یا نذر سے مستغنی اور رہے پورا
 سے مگر عادت سلاطین کی جاری ہے کہ یہ تفصیلات تھانہ سلطان اس کے
 طرف نظر شفقت اور رحمت سے دیکھتا ہے چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ
 نے فرمائی میں سے دو باد اگر آید کے بخدمت شاہ سوم ہر آغیہ برد
 کند بہ لطف نگاہ اسی باعث سے درود و سلام عرض کرنا عین عبادت
 الہی نماز میں ہمیر حکم ہوا تاکہ غلطی جاری کہ سراسر راز نقصانات ہے حضرت کی
 شفاعت اور تفسیر آری سے مقبول جناب الہی ہووے اور زیارت
 کو حضرت کے حاضر ہونے کا بھی اسی واسطے ارشاد ہوا کہ سرفرازی اور رعایت
 حضرت کا ہمیر سرفراز رہے اور کیون نہ ہم بندے حضرت کی رضا جوئی کہیں
 اور طالب رضائے نبوی رہیں کہ حق تعالیٰ طالب رضایہ حضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم ہے جیسا کہ حدیث بخاری میں قول حضرت عایشہ صدیقہ مطہرہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے تبارک اے رب العالمین عافی ہوا
 یعنی حضرت صدیقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کئے
 کہ میں نہیں دیکھتے ہوں آپ کے پروردگار کو مگر آپ کی خوشنویسی کی طرف جلدی
 کرتا ہے اور حدیث قدسی ہے کل شیء یطلب رضا فی دانا اطلب
 رضاک یا حبیبی یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر خد کہ

[illegible]

بہارِ حبیب اللہ

موافق شروط علماء ظاہر کے اسناد اس حدیث کے نہیں ہے مگر مضمون اس حدیث کا صحیح ہے اس واسطے کہ حدیث مشکوات انا حبیب اللہ حضرت نے فرمایا ہے میں اور معنی حبیب اللہ کی علماء نے یہی فرمایا ہے میں کہ حق تعالیٰ طالبِ رضا سے آنحضرت سے احکام حاصل رضا جوئی آنحضرت کی قسم پر کئی وجوہ سے ضرور ہوئی اول یہ کہ ہم جکے بندہ میں وہ خود رضا جوئے حضرت سے دوم یہ کہ ہمارے پروردگار نے خود رضا جوئی حضرت کی ہموکتی فرمایا جیسا کہ بیان اوسکا اور گدرا تیسرا یہ کہ ہر شخص چاہتا ہے کہ خدا سے راضی رہے اور رضا مندی خدا کی بے رضا مندی آجکے ممکن نہیں چنانچہ ارتداد الہی سے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعوا محبتکم اللہ دیکھنا چاہئے ہر خد کوئی آدمی لا الہ الا اللہ لاکہ بار کے محمد الرسول اللہ نہجے وہ کافر و دوزخی ہے چوتھا امر یہ ہے کہ ہر شخص اپنے منافع چاہتا ہے پس سعادت و اربین اور منافع کو نہیں آپ کی نعمت اور شفاعت پر منوط اور منحصر ہیں ان وجوہات سے ہم پر واجب ہے کہ ہم ہمیشہ رضا جوئی اور استرضائیں حضرت کے ہمہ تن مصروف رہیں اور اس محبوب الہی کی محبت میں اپنے جان و مال کو نثار کریں سوط الرحمن میں تفسیر عزیزی متعلق سورہ الم نشرح سے نقل کرتے ہیں محبوب تازیانی ماہِ حبیبی بلکہ کعبہ ثنالی کہ تجلی الہی بدن اور استیاء خود ساختہ و طور ثنالی کہ انوار حسن ازلی بران مافقہ تان محبوبیت الہی در و جلوہ گر شد صید دلہا بہ جاذبہ محبت می کشد و نزاران نزار عاشق حسن ازلی دیوانہ دراز بے توقع منفعت و استفادہ کمالی از دور دست بجاذبہ کمنہ او دیدہ می آید و بر آستانہ او سجدات می کنند و مرقا

بہارِ حبیب اللہ
بہارِ حبیب اللہ
بہارِ حبیب اللہ
بہارِ حبیب اللہ

لمحہ از جمال اوینداین مرتبہ از ان مراتب است کہ کس را از بشر دست نہ داده مگر
 بطیفیل این محبوب مقبول برنے از اولیاء امت راشدہ از ان محبوبیت نصیب
 شدہ و مسجود خلایق و محبوب دہاک شدہ اند مثل حضرت غوث الاعظم و سلطان
 المشیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہما انتہای پیوآن و جبریدہ ہے کہ حضرت
 شفقت اور رحمت اپنی سب امت پر کس طور سے مبدول ہے کہ ابتداء
 تولد شریف سے وصال تک آپ کو اپنی امت کی فکر رہی اور آپ اپنی
 امت کے واسطے یہودی اور شفاعت چاہتے رہے اور عالم برزخ
 میں بھی جیسے آپ تشریف فرما ہیں اپنی امت کے واسطے شفاعت فرما
 ہیں اور قیامت میں بھی اپنی امت کے واسطے شفاعت اپنی امکی اختیار
 فرما دیں گے دیکھا جائیگی کہ دنیا میں حضرت نے واسطے ہدایت اور ایمان
 اپنی امت مرحومہ کے کس کس طور سے سعی فرمائی ہے میں اور کس طور کی
 فکر ہدایت اور رفایت امت آکھے قلب مبارک میں تھے بیان ہک
 کہ ارشاد الہی ہوالعلک باخیع نفسک ان لا یکنوا مومنین
 یعنی حق تعالیٰ حضرت کو فرماتا ہے کہ شاید اپنے تین آپ ہال کر لو گئے
 اونکے ایمان نہ لائیکے اور حدیث میں وارد ہے لکن یصابوا بمثلنی
 یعنی میری امت کو اپنے انجام اور مال کی فکر نہیں جیسا کہ مجھے اونکے انجام
 اور مال کی فکر اور مصیبت سے دیکھنی کس قدر شفقت اور رحمت آگئی
 امت مرحومہ پر ہے حضرت کا ارشاد مبارک تھا کہ جو کوی مال چوڑ کر
 مرے وہ ادسکے وار لونکے واسطے ہے اور جو کوئی قرض اور وار لونکو
 نفلس چوڑے ادائی قرض اور پرورش اونکے میرے ذمہ ہے
 پرورش امت کا حضرت کو کس قدر خیال تھا کہ اغنیاء اور فقراء امت پر باجمعہم

غایت کی مثال حال تھی اس واسطے آپ نے حکم زکوٰۃ اور صدقات نفل اور
 صلہ رحمی اور ضیافت مسکین اور اطعام طعام کا فرمائی تاکہ زکوٰۃ سے
 فقراء کو اور ضیافت سے اغنیاء کو اور صدقات نفل اور صلہ رحمی سے سب
 فقراء اور اغنیاء کو عموماً آرام اور راحت ہو اس باب میں جو احادیث اور
 میں عرض کئے جاتے ہیں گان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم بقول اعداء الرحمن والطعم والطعام وافشوا السلام
 وصلوا باللیل وانا سیرناکم ملک خلو بسلامہ وقال ابو ہریرہ
 رضی اللہ عنہ قلت یا رسول اللہ احبۃ انی اذارک تک
 طاعت نفسی فایبئی عن کل شیء قال کل شیء خلق من اللہ
 قلت یا رسول اللہ اخبرنی بشیء اذا عملتہ دخلت
 الجنة قال اطعم الطعام وافشوا السلام وصل الاوصاء
 تلخل الجنة بسلامہ وكان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 يقول خیارکم من اطعم الطعام وكان صلی اللہ علیہ وسلم
 يقول الکفارات اطعام الطعام وافشوا السلام وصلوا
 باللیل وانا سیرناکم ہ وكان صلی اللہ علیہ وسلم یقول
 ان اللہ عز وجل یناہی ملائکته بالذین یطعمون الطعام
 من عبدہ وكان علی رضی اللہ عنہ یقول لان اجمع
 نفر من اتخوانی علی صاع او صاعین من طعام احب الی
 من ان اشتری رقبۃ واعتقها ہ وكان صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم یقول من اعطی نارا فکما نما تصدق بجمع ما
 انصفت طلب النار ومن اعطی لحماً فکما نما تصدق بجمع

ما طيبت تلك الملح ومن سقى مسلماً بشرية من الماء حيث يوجب الماء
 فكما اعتق سابقاً ومن سقى مسلماً بشرية من ماء حيث لا يوجب الماء
 فكما احسن فاضلاً كذا في كشف الغم لقطب الشعراني رحمه الله عليه ترجمہ
 حدیث اول کا عبادت کرو تم حق تعالیٰ کی اور کہلاؤ تم کھانے کو اور شایع کرو تم
 سلام کو اور غازی پڑھو رات کو در حالیکہ آدمی سوتے ہو دین ترجمہ حدیث ثانی کہے
 ابو ہریرہ نے عرض کیا میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو وقت آپ کو دیکھتا
 ہوں خوش ہوتا ہوں پس مجھے خبر دیجئے ہر شے سے حضرت نے فرمائی کہ ہر
 شے پیدا کی گئی ہے پانی سے پھر عرض کیا میں یا رسول اللہ مجھے خبر دیجئے اس
 کام سے کہ جب میں وہ کام کروں جنت میں داخل ہوں حضرت نے فرمایا کہ کھانا
 کہلاؤ اور سلام شایع کرو اور صلہ رحمی کر جنت میں سلامتی سے داخل ہو گے ترجمہ تیسری حدیث
 کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بہتر تمہارا وہ شخص ہے کہ جو کھانا کہلاؤ
 ترجمہ چوتھی حدیث کا مٹانے والی گناہوں کی کھانا کہنا نیک اور شایع کرنا سلام کا
 نماز ان کے دقیق جو سب سوتے ہوں ترجمہ پانچویں حدیث کا حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ اپنے فرشتوں کے روبرو فخر کرتا ہے اون لوگوں
 سے جو اسکے بندوں کو کھانا کہلاتے ہیں ترجمہ چھٹی حدیث کا در تہے علی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کہ فرماتے تھے کہ میں اپنے بھائیوں کو ایک صاع یا دو صاع طعام پر جمع کروں جو
 ہے میرے نزدیک اس بات سے کہ ایک غلام خرید کروں اور آزاد کروں ترجمہ ساتویں
 حدیث کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کہ آگ کی پکودیکو
 پس جقدر اس آگ سے کھانا پکا ہے اس کا ثواب اس شخص کو
 حاصل ہے اور جو شخص نمک دیا پس جقدر نمک سے کھانا درست ہوا سب
 کھانین کا ثواب اس شخص کو حاصل ہے اور جو شخص کی پکودیکو پانی ملا دے اس کو پانی

میرا ہے پس گویا کہ اوسنے غلام آزاد کیا اگر کوئی شخص یا بی بی یا وے اوس
 جائے کہ وہاں پانی نہیں ملتا ہے تو گویا کہ اوسنے ایک جان کو زنجیر کیا مسلم
 میں روایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے عن ابی بنی صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم قال لا تصدقن البیۃ بصدقة فخرج بصدقة فوضعا
 فی ید رانیۃ فاصبحوا تجدون تصدق البیۃ فی ید رانیۃ
 قال اللهم لك الحمد علی انیۃ لا تصدقن بصدقة فوضعا فی
 ید غنی فاصبحوا تجدون تصدق علی غنی قال اللهم لك الحمد
 علی لا تصدقن بصدقة فخرج بصدقة فوضعا فی ید سارق
 فاصبحوا تجدون تصدق علی سارق فقال اللهم لك الحمد
 علی انیۃ وعلی غنی وعلی سارق فاتی فیصل لہ اما صدق
 قد قبلت اما انراۃ فاعلھا تستغفربھا عن نراھا ولعل
 الفی فیستغفربھا عن نراھا ولعل الفی فیستغفربھا عن نراھا
 دھا عن نراھا ترجمہ حدیث روایت سے آنحضرت صلی اللہ
 وآلہ وسلم سے فرمایا حضرت نے کہ ایک شخص نے کھاکہ بن آجلی را
 خیرات کر دنگا پس نکالا اوسنے اپنی خیرات کو اور رکھا اوسکو ایک زن
 فاحشہ کے مات میں پس جب کو لوگ بیان کئے کہ آج شب کو ایک زن فاحشہ
 پر خیرات کی گئی اوس شخص نے کھا کہ اے یور دگار تیرا جد ہے کہ خیرات
 میری زن فاحشہ پر ہوئی پھر اوسنے ارادہ خیرات کا کیا اور خیرات
 کو غنی کے مات میں رکھا پس جب کو لوگوں میں ذکر ہوا کہ خیرات غنی کو گئی
 اوس شخص نے کھا کہ اے غنی لے تیرا جد ہے کہ خیرات میری
 غنی کو ہوئی پھر اوسنے خیرات کا ارادہ کیا اور خیرات کو سارق کے مات

میں رکھا صبح کو گوئین ذکر موا کہ خیرات سارق کو ہو پھر اوس شخص
 نے کھا کہ اے پروردگار تیرا حمد ہے کہ خیرات میری زن فاحشہ اور
 غنی اور سارق پر ہو پھر اوس شخص کے خواب میں ایک مرد آیا
 اور کھا کہ تیری خیرات قبول ہو لیکن زن فاحشہ میں شاید اپنے فعل
 سے باز رہے اور لیکن غنی پس شاید کہ وہ عبرت اختیار کرے اور وہ بھی
 خیرات کرے اور لیکن سارق پس شاید کہ وہ سرقہ سے باز رہے
 امام نووی اس حدیث کی شرح میں لکھے ہیں فیہ ثبوت التواب فی
 الصدقة وان کان الاخذ فاستغفا وغنی ففی کل کلمہ خیر
 احبر هذا فی الصدقة التطوع واما الزکوة فلا یجوز فیها
 الحی غنی ترجمہ اس حدیث میں ثبوت ثواب ہے خیرات کا اگرچہ لینے
 والا فاسق یا غنی ہو پس ہر جگہ ترغیبے جاندار میں ثواب ہے باب
 ضیافت مشکوٰۃ المصابیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
 ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخیر اسرع الی
 البیت الذی یوکل فیہ طعام من الشفرة الی سنام البعیر ترجمہ
 یعنی نیکی پہنچنے والی ہی طرف اوس مکان کے جہین کھانا کھایا جاتا ہے
 چہری سے طرف کو ہاں شرکے یعنی کو ہاں شتر نہایت نرم ہوتا ہے کہ اوس میں
 چہری جلد کام کرتی ہے اوس سے نیکی جلد پہنچتی ہے جس مکان میں کھانا کھا
 جاتا ہے دوسری حدیث ابی سعد اخذ فی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال مثل المؤمن ومثل
 الایمان کمثل الفرس فی اختیہ یجول ثم یرجع الی اختیہ
 وان المؤمن یسہو ثم یرجع الا الایمان فالجمعوا طعامکم

الاتقیاء و اولو الامر و حکم المومنین ترجمہ حال مومن کا اور حال ایمان
 دار کا مانند حال گھوڑیکے ہے اپنے رسیوں اور طویلہ میں کہ جو لان کرتا ہے
 پھر ملتتا ہے اپنے طویلہ اور پھینک دیتا ہے اور تحقیق کہ مومن سوا اور خطا کرتا ہے
 پھر ایمان کے طرف پلٹتا ہے پس کھانا کھاتا ہے متقیوں کو اور دیوتم عطا
 مومنین کو اس حدیث میں کھانا متقیوں کو اور عطا مومنین کو حکم ہوا اور
 مومنین یا متقین میں تخصیص فقہاء میں ہوئی تیسری حدیث شکاکت میں
 یہ ہے عن ابی شریح الکلبی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من کان یومن باللہ وایومر
 الآخر فلیکرم ضیفہ جافر قریوم وصدیقہ وایضا فربلہ اعام
 فما بعد ذالک فهو صدقہ ترجمہ مروی ہے ابی شریح الکلبی
 سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ ایمان
 ادا اور خیر کے ساتھ لاتا ہے پس وہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے
 تحائف اور خوش اخلاقی سے ایک رات اور ایک دن اور ضیافت تین
 دن ہے پھر بعد اوس کے صدقہ ہے دیکھا جاسی کہ حضرت نے خاطر داری
 اور ضیافت کیواسطے کھدڑا کید منع فرمائے اور فرق درمیان غنی اور
 فقیر کے نہیں فرمائے بلکہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مورد اس
 حدیث کا اغنیاء میں اسواسطے کہ ضیافت واسطے اغنیاء کے ہوتی ہے
 عقد عین میں کتاب روضۃ العلماء اندلسی سے یہ حدیث نقل کرتے
 ہیں عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم من سقا مومنا شربة ماء فکانما اوحی لیسبعین
 سبعین نبیا قبل کیف یا رسول اللہ قال وذلک لانہ

سبعون نبی من نبی اسرائیل فی المعانرہ ومعهتم قرآن تجت ما و فناموا
 جميعا فاجاءت فار تواف عرضت القرآنہ فسال ما و ها فاستنقطوا فناموا
 عطينا ترجمہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کھا انہوں نے کہ
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ مومن کو پانی پلا دے پس
 گویا کہ وہ شخص شتر نبی کو زندہ کیا کھا گیا کس طور سے یا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم فرمایا حضرت نے اور یہ بات اس واسطے سے کہ شتر نبی
 نبی اسرائیل سے صحرائین نکلے اور اونکے ساتھ ایک ٹشک یا ٹیک کی
 پس وہ سب کے سب سو رہے پس ایک چوٹا آیا اوٹشک کو کٹر اس پانی
 اوٹسکا بہکیا پھر وہ بیدار ہوئے اور یا سے اٹھال گئے پس ان اٹھا
 سے معلوم ہوا کہ ضیافت اغنیاء اور صدقات فقراء اور صلہ رحمی اور
 پلانا یا نیکا اور مواصلات مسلمین اور اتفاق مال فی حب اللہ و حب
 رسولہ سب باعث خوشنودی خدا اور رسول ہے اور سب میں اجر ہے
 اس باعث سے متیانج کرام رحمۃ اللہ علیہم رحمۃ واسعہ کہ مجمع علوم
 ظاہر و باطن اور متادب بآداب رسول اکرم اور متخلق بہ اخلاق حق
 ذوالمنن میں طریقہ عرس سید الانام اور اولیاء کرام جاری فرمائے
 کہ اس میں ہر قسم کے ثواب اور اجر کے امور ہوتے ہیں اور اس میں ہر
 طور سے رضامندی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء
 اللہ کی ہوتی ہے چنانچہ ولی اللہ صاحب اپنے والد کا حال لکھتے ہیں
 کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عرس ہر سال کیا کرتے
 تھے ایک سال بوقت عرس مبارک حضرت مجھے کچھ میسر نہ آیا سوئے
 بخود بریان کے کہ انہوں نے بہ روز عرس شریف حضرت کے

خود بریان کو قسم کئے پھر اسی شب کو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
 اللہ وسلم سے خواب میں مشرف ہوئے اور وہی خود بریان حضرت
 روبرو تھے اور اعرا س میں پھر امر بڑا اور ربط قلبی کا ساتھ حضرت
 ظاہر ہوتا ہے کہ بدل مال حضرت کی خوشنودی میں ہوتا ہے اور عز
 کر نیوالے مشر بہ ایمان کامل اور مورد اس حدیث کے ہوتے ہیں
 لا یومن احدکم حتیٰ ان یتصدقوا بالمال وولدہ والناس
 اجمعین ترجمہ بہن مومن کامل ہوگا کوئی شخص تم میں بھان تک کہ
 میں اس کے نزدیک اس کے مال اور فرزند اور تمام آدمیوں سے دوست
 زیادہ ہوں اس واسطے کہ جب بدل مال حضرت کی محبت میں ہوا
 پس متحقق ہوا کہ حضرت کی محبت اس شخص کے دل میں مال سے
 زیادہ ہے اور حکم حضرت کی محبت اس کے دل میں قرار پکڑی اتنا
 اللہ تعالیٰ حضرت کی معیت اس شخص کو نصیب اگرچہ وہ اعمال
 میں ناقص ہو اس واسطے کہ حدیث میں وارد ہے کہ ایک شخص حضرت
 کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت قیامت کب ہے حضرت
 نے ارشاد فرمایا کہ تو نے قیامت کے واسطے کیا اسباب مہیا کی اس نے
 عرض کیا کہ حضرت میرے پاس کوئی ایسے اعمال صالحہ نہیں ہیں کہ میں
 ان پر اعتماد اور بروا کر دوں سوائے اس امر کے کہ میں اللہ اور اس کے
 رسول سے محبت رکھتا ہوں پس حضرت کا ارشاد ہوا کہ اے مومن معنی
 احب یعنی ہر شخص اس کے ساتھ ہوگا جن کو وہ دوست رکھا پس وہ مرد
 یہ حضرت کا ارشاد سن کر بہت خوش ہوئے اور کہے کہ میں حضرت
 صلعم کے اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ ہوں گا اگرچہ اس کے

اعمال کو نہیں ہونا چاہا جائے کہ محبت نبوی ربط قلبی آنحضرت کا نام ہے اور اتباع سنت منجملہ آثار اس ربط قلبی کے ہے اگر کسی کو حضرت کے ساتھ ربط قلبی حاصل ہو وہ شخص فایز المطلوب ہے ہر خدا تبارک و تعالیٰ کے خواہ مخواہ سنت اور اعمال صالحہ سے ظاہر میں کم مایان ہوں تو کہا جائے کہ حضرت نے اُن شخص سے اعمال صالحہ کے سوال فرمائے کہ کیا اعمال تیری پاس میں انہوں نے کوئی اعمال صالحہ انیا سو محبت نبوی کے نہیں تباہے پس اس سے ظاہر ہوا کہ جب ہی ماوراء اس اعمال صالحہ کے ہے کہ بدولت اوسکے بشارت مبعث نبوی صلعم اذ کو سر قرار ہے بخلاف فریق ضالہ و مابہ کے کہ اذ کو زبانی دعویٰ اتباع سنت ہے اور آثار حب نبوی کے اونسے کوئی ظاہر نہیں بلکہ خلاف اوسکا کہ تنقیض شان اور بے ادبی حضرت کے خواب میں کرتے ہیں اور دعوت میں نیاز مبارک حضرت کے نہیں جانتے اور حیلہ پھر درپیش کرتے ہیں کہ یہ حق فقیر و نکاح سے ہم لوگ اغنیاء میں ہمو کو کھانا نیاز شریف کا حرام ہے اور آپ ایک جہ بھی حضرت کی محبت میں صرف نہیں کرتے بلکہ اغنیاء نہیں تو فقراء کو بھی اطعام طعام حضرت کے نام مبارک سے نہیں کرتے اور صورت حال اذ کا تکلم باین کلام سے ہے من مکر دم شہادہ بکنید یعنی ہم بھی اس کام کو نہیں کرتے اور تم بھی اس کام سے خد کر دو اور بار زہد متقولہ اذ کا یہ ہے کہ طعام نیاز کا کھانا کھانا غنی پر یا جو کہ کسب بر طاقت رکھے ناجائز اور حرام ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ فقراء اذ کو بھی عموماً طعام فاتحہ کھانا جائز نہیں بلکہ وہ فقراء جو مریض ہوں یا بسبب پر کے

کس بر طاقت نہ کہیں او کو کھانا طعام نیاز کا جائز ہے اور دلیل اس پر
 یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ سعد بن عبادہ حضرت کی خدمت میں عرض
 کئے کہ میری ماں وفات پائی نہیں کوئی صدقہ افضل ہے حضرت
 نے فرمایا کہ پانی کا صدقہ افضل ہے پس بادی کہو دی گئی اور استہار
 ہوا کہ یہ سعد بن عبادہ کے مانگے جانب سے ہے اس سے معلوم ہوا
 کہ جو بات کہ انصال ثواب میت کے واسطے کیا جاوے وہ صدقہ
 ہے اور صدقات کا کھانا غنی اور صاحب قوت کو جائز نہیں اس واسطے
 کہ حدیث میں وارد ہے لا یحل الصدقة لغنی ولا لذی
 صرة صریحاً یعنی صدقہ لیا غنی اور صاحب قوت اور نذر دست کو حاکم
 نہیں ہے اس جگہ میں او کی بڑی غلطی ہے اس واسطے کہ تتبع کتب
 احادیث سے معلوم ہوا کہ حضرت کے زمانے آج تک ظاہراً لفاظ اس
 حدیث پر عمل نہیں ہوا دیکھا جائے کہ حضرت اموال زکوٰۃ مسکین کو
 محض فقراء و یتیم فرماتے تھے اور فقراء میں مریض اور بی طاقت کو
 تخصیص نہیں فرماتے ایسا ہی صحابہ اور تابعین سے آج تک اور نہ
 کوئی علماء و صفیہ کتاب زکوٰۃ میں اسطور کی تخصیص کی بلکہ ایک
 حدیث میں تو استثنا بعض اغنیاء کا بھی وارد ہے جیسا کہ کشف الغم
 میں وارد ہے کان صلی اللہ علیہ والہ وسلم یعطی العائن
 وابن السبیل من الصدقة وان کان غلیظاً و لیقول
 لا تحل الصدقة لغنی الا فی سبیل اللہ وابن السبیل
 ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم تجاہد اور مسافر کو زکوٰۃ
 دیتے اگرچہ وہ غنی ہوں اور فرماتے کہ حلال نہیں ہے زکوٰۃ

واسطے غنی کی گمراہ خدا میں اور مسافر کو میرا ن شعرائی میں تحریر ہے
 کہ من ذالک قول ابی حنیفہ و مالک شرح اندیجوس دفع الزکوٰۃ
 الحی من یقدر علی الکسب لصحته و قوته ترجمہ یعنی اسی باب
 سے ہے قول ابی حنیفہ اور مالک رحمہما کا تحقیق کہ جائز ہے زکوٰۃ دینا
 اوس شخص کو وہ کہ قادر ہے کس پر سب قوت کے اور صحت کے
 پس تعجب ہے قول بعض علماء وقت سے کہ بعض قوت پر دیکھا گیا
 جمیع الصدقات من المفروضات و الکفارات و التطوعات
 لا یجوز الا غنیاء و للفقری المکتسب و الہدیہ و البتہ بخلافہ
 کذا فی الطحاوی عند ابی حنیفہ و ابی یوسف و محمد
 رحمہم اللہ ترجمہ جمیع صدقات فرض اور کفارات اور تطوعات
 سے حلال نہیں واسطے اغنیاء کے اور واسطے صاحب قوت کے
 کس و ایک اور بدیہ اور سہ بخلاف اوس کے ہے ایسا ہی طحاوی
 کے نزدیک ابی حنیفہ اور ابی یوسف اور محمد رحمہم اللہ کے اور شریح
 مقام یہ ہے کہ صدقات مفروضات اور تطوع کا اغنیاء اور نبی
 ہاشم پر حرام ہونا بنا بر ایک قول امام اور صاحبین کے
 البتہ صحیح ہے کہ یہ طحاوی میں تحریر ہے برخد کہ قول امام اور
 صاحبین اور عند امام اور صاحبین میں فرق ہے کہ طحاوی میں
 لفظ عند نہیں بلکہ لفظ قول ہے چنانچہ عبارت طحاوی کی تحریر کئے
 جاتی ہے و ذالک امامنا غیر نبی ہاشم من الاغنیاء و الفقراء
 فی الصدقات المفروضات و التطوع سواہ من حرم
 علیہ اخذ صدقہ مفروضہ حرم علیہ اخذ صدقہ غیر مفروضہ

فلما حرم علی نبی ہاشم اخذ الصدقات المفروضات حرم علیہم
 اخذ الصدقات غیر المفروضات فہذا ہوا النظر فی ہذا
 الباب وهو قول ابی حنیفہ والبی یوسف ومحمد رحمہم ^{اللہ}
 پس دیکھا جائے کہ طحاوی میں صدقات تطوعات کا لینا اغنیاء
 کو عند امام وصاحبین کھان ہے بلکہ قول امام وصاحبین ہے خیر
 منہ ما مضی انحر فیما وقع اب حکو بخت اور گفتگو اس بات میں ہے
 کہ قوی اور مکتب کو صدقات مفروضات اور تطوعات کا لینا
 طحاوی میں نظر نہیں آیا بلکہ جو لوگ کہ فقیر مکتب کو صدقات لینا چاہتے
 کہتے ہیں ان کو امام طحاوی نے مذکور روئے میں بلکہ اس کو غلط لکھ
 میں عبارت طحاوی کی نقل کئے جاتی ہے فاذهب قوم الی
 ان الصدقة لا تخل لذی مرتۃ سوی وجعلوہ فیہا کالغنی
 واحتجوا ہذا الاثار وخالفہم فی ذالک اٰخرون فقالوا
 کل فقیر من قوی و من فاضل صدقہ لہ حلال و ذہبوا فی
 ماویل ہذا الاثار المقدمۃ الی ان قول النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم لا تخل الصدقة لذی مرتۃ سوی ای انہا لا تخل
 لہ کما تخل للفقیر ان من الذی لا یقدر علی غیرہا فیما خذھا
 علی الضرورۃ و علی الحاجۃ من جمیع الجهات ایہا فلیس
 مثکہ ذوالمرتۃ السوی اتقادس علی الکتاب غیرہا فی حلہا
 لہ لان الرمن الفقیر یحل لہ من قبل الرماۃ و من قبل علم
 قدرۃ علی غیرہا و ذوالمرتۃ السوی انما یحل لہ من ختمۃ الفقیر
 حاصدہ وان کان جمعا قد یحل لہما اخذھا فان الا فضل

لذی المرہ السوی تر کھا والاکل من الاکتساب لبعملہ ابے کیا
 جائے کہ اس عبارت سے صاف و صریح ظاہر ہے کہ جو لوگ حساب
 ثبوت کو صدقات لینا جائز رکھتے ہیں تو وہ لوگ حدیث لا تحل الصدقة
 لذی مرہ السوی کی بہتہ بوجہ کرتے ہیں کہ فقیر لوح کو ہمہ وجہ لینے
 بوجہ پنج ہونیکے اور بوجہ فقیر ہونیکے جائز ہے تو فقیر قوی کو بیک وجہ لینے
 بوجہ فقیری کے جائز ہے مرید کہ مطلق جواز میں فقیر لوح اور فقیر قوی شریک
 میں مگر فقیر لوح کو بطریق اولیت اور افضلیت کے جائز ہے اور فقیر
 قوی کو بطریق غیر اولیت کے جائز ہے پھر دیکھی امام طحاوی من بعد
 کیا فرماتے ہیں وقد یفطن من هذا فیقال لا یحل او لا یكون
 کذا علی انه غیر متعامل الاسباب التي بها یحل ذالک
 المعنی وان کان ذالک المعنی قد یحل بما دون تعامل
 تلك الاسباب من ذالک ما روى عن رسول الله
 صلى الله عليه واله وسلم انه قال ليس المسکین الذی
 بالطواف ولا بالذی ترده التمرة والتمر تان واللقمة
 واللقمتان ولا کن المسکین الذی لا یسأل ولا لفظن
 به فیصدق علیه فلم یکن المسکین الذی یسأل خارجا
 من اسباب المسکنة واحکامها حتی لا تحل له اخذ
 الصدقة وحق الا یجری من اعطاه منها شیئا مما اعطاه
 من ذالک ولكن ذالک علی انه لیس بمسکین تمکال
 اسباب المسکنة فکذا الک قولہ لا تحل الصدقة لذی
 مرہ السوی انها لا تحل له من جمیع الاسباب التي بها

تحل الصدقہ ران کاں قد تحل به بعض تلک الاستیسا
 یعنی امام طحاوی فرماتے ہیں کہ بعضی لوگ اس مقام میں غلطی کر
 میں اور رکھا جاتا ہے کہ صاحب قوت فقیر کو صدقہ لینا جائز نہیں
 ہے اور ایسا نہیں ہے بلکہ معنی یہ ہے کہ فقیر قوی میں اسباب
 کاملہ صدقہ لینے کے جمع نہیں ہیں ہر خد کہ صدقہ لینا بغیر کامل
 اسباب حلت صدقہ کے بھی جائز ہے مثال اسکی یہ ہے کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت ہے کہ حضرت
 نے فرمایا کہ مسکین وہ شخص نہیں ہے جو گھومتا پھرے اور نہ اسکو
 ایک یاد و گھوڑیا لقمین گردش و لا دین بلکہ مسکین وہ ہے کہ سول
 پھرے اور اسکی حال کو بھی لوگ نہ جانیں پس جو مسکین کہ در
 بدر گھومے اور سوال کرے وہ اسباب اور احکام مسکنت سے
 خارج ہے تاکہ انکو صدقہ لینا جائز نہ ہو یا انکو جو صدقہ دیوین سو صدقہ
 دینے والو کو صدقہ دینا کافی نہ ہو بلکہ ارشاد حضرت کا یہ ہے کہ
 جو مسکین کہ گھومتا پھرے وہ مسکین کامل اسباب مسکنت نہیں
 پس ایسا ہی ہے ارشاد حضرت کا جو لا تحل الصدقہ لذلک
 مراد مسوی ہے یعنی صدقہ لینا قوی تندرست کو جمیع اسباب
 مسکنت کے ساتھ نہیں ہے اگرچہ صدقہ بعضے اسباب مسکنت
 یعنی محض فقیر کے ساتھ بھی جائز ہے من بعد جو احادیث کہ استدلال
 وہ لوگوں کے ہے جو کہتے ہیں فقیر قوی کو صدقہ لینا جائز نہیں بیان
 کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ امام طحاوی اپنے اسانید صدقہ سے
 بن انیخار سے روایت کرتے ہیں عدی ابن الحجار کہتے ہیں حدیث

ر جلان من قومی انھما اتیا ابی صلی اللہ علیہ وسلم وهو
 یقسم الصدقة فسالاه منھا فرفع البصر وخفصه فراہما جلد
 قومی فقال ان شئما فعلت ولا حق فیہا یغنی ولا تقوی
 ملکتیب یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو شخص
 حاضر ہوئے اور اس حالت میں کہ حضرت تقسیم صدقہ فرماتے
 تھے پس وہ دو شخص اس صدقہ سے سوال کئے پس حضرت
 نے ان کو زیر و بالا ملاحظہ فرمائے کہ وہ دو شخص صاحب طا
 اور قوی ہیں پھر ارشاد ہوا کہ اگر تم چاہو تو میں کرتا ہوں یعنی
 صدقہ میں سے تم کو دیتا ہوں اور حال یہ ہے کہ صدقہ میں حق
 غنی کا اور صاحب قوت کا جو کب کرتا ہے نہیں ہے پھر امام
 طحاوی جواب اداں لوگوں کا جو فقیر قوی کو دینا جائز کہتے ہیں ادا
 کرتے ہیں ای ان غنا کما یخفی علی فان کتما غنین فلا
 حق لکما فیہا وان شئما فعلت لانی لم اعلم بغنا کما فباح
 لی اعطاء کما وحرام علیکما اخذ ما اعطیکما ان کتما
 تعلمان من حقیقہ امور کما فی الغنی معنی حدیث کے
 یہ ہیں کہ اگر تم غنی ہو تو تمہارا حق صدقات میں نہیں ہے اگر تم
 لینا چاہتے ہو تو میں تم کو دیتا ہوں کہ اس واسطے میں تمہارے
 غنی ہو نیکیوں نہیں جانتا ہوں پس مجھے تمہارا دینا جائز ہے مگر تم
 لوگوں کو اپنا غنی ہونا معلوم ہے تو لینا جائز نہیں پھر امام طحاوی
 اپنے جانب سے فیصلہ فرماتے ہیں او اہل مذہب اولی کو جو
 فقر قوی کو دینا ناجائز کہتے ہیں ادا سکور د کرتے ہیں و ہذا

اولیٰ ما حملت علیہ ہذا الآثار لانہا ان حملت علی ما
 حملہا علیہ اہل المقالة الاولیٰ ضادت سواہما مما قد ذکر
 عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی امام
 طحاوی فرماتے ہیں کہ پھر معنی حدیث کے جو ذکر ہوئے اولیت
 رکھتے ہیں کہ محل کیا جاوین اور احادیث کے معانی میں جو
 کہ اگر اہل مذہب اول جو معنی حدیث کے محل کئے یعنی حرام ہونا
 صدقہ کا فقیر قوی پر جو اور روایتیں جو حضرت سے مروی ہیں اونکے
 یہ احادیث مخالف ہو جاوینگے پھر امام طحاوی نے کین احادیث
 رو میں اہل مقالہ اولیٰ کے جو فقیر قوی کو صدقہ لینا ناجائز کہتے ہیں
 لائے اور خلاصہ سب جواب امام طحاوی کا یہ ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقرا اقویاء کو اور حسیح البدن کو صدقہ
 دینے سے انکار نہیں فرمائے اور فقرا و اقویاء کو بھی صدقہ دئے
 اور جہان حضرت نے انکار فرمائے ہیں تو اصل غرض حضرت
 کی اور انکار حضرت کا باعث غنی ہونیکے تھا نہ باعث قوی
 اور صحیح ہونیکے پھر تہ بارہ امام طحاوی بطریق فیصلہ اور رد اہل
 مقالہ اولیٰ جو قایل بعدم جواز اخذ صدقات بہ فقیر قوی ہیں فرماتے ہیں
 وکان اولیٰ الاشیاء بنائی الآثار التی ویناہا عن
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الفصل الاول
 من قولہ لا یتحل الصدقة لذی مرة سوى لسلانہ خرج
 معناہا من الایۃ المحکمۃ ولا من الاحادیث الاخراتی
 روینا ویکون معنی الک معنی واحد الصدق بعضہا

یعنی امام طحاوی فرماتے ہیں کہ وہ جو بمنہ حدیث کے معنی بیان کیا
یہی معنی کرنا اون احادیث کے جو فصل اول میں مذکور ہیں قول
سے حضرت کے جو لائحہ الصدقہ کے معنی ہے تاکہ نہ خارج ہو جاوین
معنی حدیث کے آیت محکمہ قرآنی سے اور نہ دوسری احادیث
سے جو بمنہ روایت کیا اور ہو جاوین معنی سبکے ایک ہی معنی کہ ایک
کو ایک تصدیق کریں یعنی جو آیت قرآنی ہے کہ انما الصدقات
للفقراء والمساکین والعالمین علیہا حق تعالیٰ نے صدقات
فقراء اور مساکین وغیرہ کو دینے کا ارشاد فرمایا اور پھر نہیں فرمایا
کہ للفقراء والمساکین المرضی یعنی جو فقیر اور مسکین بیمار ہیں او کو
زکوٰۃ دی جاوے نہ قوی اور صحیح کو اور حضرت نے ہی صحیح
اقویاء فقراء کو صدقات غنایت فرمایا اگر حدیث مذکورہ در فصل اول
جو لائحہ الصدقہ لذی مرۃ سوی ہے اپنے ظاہر معنی پر رکھا جاوے
اوسکی تاویل حسب صدر کیا جاوے یعنی حکم حرمت اخذ صدقات
فقیر قوی صحیح پر کیا جاوے تو یہ حکم مخالف آیت قرآنی کے اور
اس احادیث کے ہونا لازم آتا ہے کہ جن احادیث میں پھر وارد
ہوا کہ حضرت نے فقیر قوی کو صدقات غنایت فرمایا ہے پھر امام
طحاوی نے بہت احادیث اور آثار مسئلہ جواز اخذ صدقات
فقیر قوی کی روایت کر کے اوس سے استنباط مسئلہ مذکورہ کئے
اور جواب اون لوگوں کا دئے جو فقیر قوی پر حرمت اخذ صدقات
کے قائل ہیں بالآخر یہ لکھے ہیں وھذا المعنی الذی حملنا علیہ
وجہ ھذا الآثار وھو قول ابی حنیفہ راجع سلف محمد رحمہ

یعنی بھرتا و بل اجادیت در باب جواز اخذ صدقات فقیر قوی کے
 جو اجادیت سے کریمین آئے بھی قول امام اور صاحبین کا ہے
 من بعد امام طحاوی نے جو سوالات اس مذہب اور اسکے متعلقات
 پر سونے تھے وہ سوالات کر کے اسکے جوابات ادا کئے اور اوپر
 ختم باب ذی المیزان السوی الفقیر بل محل الصدقة کا فرمائے خیال
 کیا جاوے کہ مجیب فتویٰ نے جو فقیر قوی صحیح کا عدم جواز اخذ
 صدقات فتوے میں لکھ کر داخلہ طحاوی کا دئے تو ہر خد کہ قوال
 ایک قوم کا طحاوی میں مذکور ہے مگر یہ مذہب نامرضی طحاوی ہے
 اور طحاوی نے اس مذہب کو رد کیا اور خلاف اوسکا یعنی جواز اخذ
 صدقات فقیر صحیح کو لکھا ہے پس ایسا داخلہ دنیا مفید عاجب کو نہیں
 ہے جیسا کہ اکثر اقوال قرآن میں نقل ہیں کہ قرآن اذن اقوال کا
 رد کیا پس اگر ویسے اقوال کا جو کوئی شخص دعویٰ کرے کہ انی القرآن
 کہے پس زیادہ داخلہ قرآن کا کیا اوسکو مفید مدعا ہے اور دوسرا یہ
 ہے کہ مجیب صاحب نے کچھ ہیں کہ امام اور صاحبین کا یہ مذہب ہے
 پس طحاوی میں خلاف اوسکا ہے یعنی امام اور صاحبین کے نزدیک
 جواز اخذ صدقات فقیر قوی کو طحاوی نے ذکر کیا کتاب فتح المبین
 میں صحیح ترمذی سے منقول ہے و اذا کان الرجل قویاً محتاجاً
 ولم یکن عندہ شیء فتصدق علیہ اجرہ من المتصل
 عند اهل العلم و جرح هذا الحدیث عند بعض اهل
 العلم المسئلة ترجمہ اور جسوقت مرد قوی اور محتاج ہو اور اسکو
 نزدیک کچھ چیز نہ ہو اور اسکو اوپر صدقہ کیا جاوے کفایت

کرتا ہے صدقہ دینے والی کو اہل علم کے نزدیک لمعات
 میں شرح اس حدیث لایجل الصدقہ لغنی الخ کی یہ لکھتے ہیں کہ اگر
 حدیث کو بعض علما منسوخ کہتے ہیں یا مراد لایجل سے لائینی ہے
 یعنی تقدیر عدم نسخ لفظ لایجل جو اس حدیث میں وارد ہے اپنے
 معنی حقیقی جو عدم علت میں متعل نہیں بلکہ اس مقام پر مغنی اور
 عدم اولویت کے ہیں یعنی صدقہ لینا غنی کو اولی نہیں اگر لیوے
 تو جائز ہے حرام نہیں محدثین کو اس حدیث میں ایسے توضیحات
 کے اس واسطے احتیاج اور ضرورت پڑی کہ اس باب میں اتحاذ
 مختلف وارد ہیں مشکوٰۃ میں ترمذی اور نسائی وغیرہ سے بڑا
 عبد اللہ بن مسعود وارد ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جسکے نزدیک
 بچاں درہم ہوں او کو سوال کرنا حلال نہیں اور دوسری
 حدیث عطاء سے روایت ہے کہ جس شخص کے نزدیک چالیس
 درہم ہوں او کو سوال حلال نہیں بنا بر حدیث اول کے جسکے نزدیک
 بچاں درہم سے کم ہوں اور بنا بر حدیث دوم کے جسکے نزدیک
 کم چالیس درہم سے ہوں او کو سوال جائز ہے پس صدقہ لینا
 بے سوال بطریق اولیٰ اور ایک مقام پر شیخ عبدالحق سے جائز
 مشکوٰۃ میں منقول ہے کہ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے پاس
 یہ حکم ہے کہ جس شخص کے نزدیک دوسو درہم ہوں وہ سوال
 نہ کرے اور ایک حدیث مرسل موافق مذہب امام کے نقل کئے
 ہیں کہ یہ حدیث ناسخ اون تمام احادیث کی جو اس باب میں
 وارد ہیں پس موافق مذہب حنیفہ کے جسکے نزدیک دوسو درہم

سے کم ہوں اور سکو صدقہ فرض یعنی زکوٰۃ لینا بھی جائز ہے صدقہ نقل طریق
 اولیٰ قنادی غریب میں مرقوم ہے وروی ابو عصمتہ عن
 ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ بخون دفع الزکوٰۃ الیٰ الهاشمی
 فی نرسانا واما کان لا یجوز فی زاکک الوقت و یجوز
 النفل بالاجماع و کذا یجوز النفل للغنی من لا یحیل
 الصلٰۃ قرینے روایت کیا ابو عصمتہ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے
 کہ جائز ہے دنیا زکوٰۃ کا ہاشمی کو ہمارے زمانہ میں کہ سوائے
 اسکے نہیں ہے کہ اس وقت میں جائز نہیں تھا اور ایسا ہی جائز ہے
 صدقہ نقل اس غنی کو کہ اسکے واسطے صدقہ فرض یعنی زکوٰۃ لینا
 حلال نہیں اور قنادی سے سراجیہ میں مرقوم ہے لو لصدق
 علی غنیین جائز فی روایت عن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
 وهو قولہا ترجمہ اگر صدقہ کرے دو غنی پر جائز ہے ایک زوت
 میں ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے اور وہی ہے قول صاحبین کا یعنی
 ہبہ و شخبون پر سبب مشاع ہو نیکیے جائز نہیں بخلاف صدقہ نقل
 کے کہ اگر دو غنی پر کرے جائز ہے صاحب مائے مسائل بحر الزکواۃ
 سے نقل کرتے ہیں وقیل بالزکوٰۃ لان النفل یجوز للغنی کما
 لہا شمی والصدقات المفروضۃ والواجبۃ والندو
 و صدقہ الفطر لا یجوز صرہا للغنی لعموم قولہ علیہ السلام
 لا تحل الصدقہ لغنی ترجمہ پس اس روایات سے صاف صریح
 ظاہر ہوا کہ مراد صدقہ سے کہ حدیث لا یحیل الصدقہ لغنی ائم
 میں مذکور ہے صدقہ فرض یعنی زکوٰۃ ہے غنی کو لینا حلال نہیں نہ

صدقہ نفل اور درختار میں تحرر ہے ان طالب العلم مجوز لہ
 اخذ الزکوٰۃ ولو غنیا اذا فرغ نفسه لا فادت العلم
 واستغادته لعمره عن الکسب والجا جتد داعید الحی ما
 لا بل منذرینے طالب العلم کو زکوٰۃ لینا جائز ہے اگرچہ وہ غنی ہو جو
 کہ وہ اپنے تین خالی کیا واسطے سکھانے علم کے اور سیکھنے اور سکے
 واسطے حاضر ہونے اور سکے کسب اور حاجت چاہنے ہے ضروری
 کو پس اس روایت سے معلوم ہوا کہ معلمین اور مدرسین اور
 طالب علم کو زکوٰۃ لینا باوجود غنی ہونیکے جائز ہے پس صدقات
 نوافل اور طعام نیازات اور کو کیونکر نہ جائز ہوگا اور وجہ ادسکی
 یہ ہے کہ معاش مدرسین کی جو ہوتی ہے یا تو سرکار سے مقرر ہو
 ہے یا بطور چندہ کے مسلمان جمیع کر کے دیتے ہیں یا کوئی امیر کو
 مشاہرہ دیتا ہے اگر سرکار سے اور کو مشاہرہ دیتا ہے وہ بیت
 المال مصرف زکوٰۃ ہے اگر بطریق چندہ ہے یا کوئی امیر انکو مشاہرہ
 دیتا ہے تو یہ خیرات اور صدقات نوافل سے ہے پس مدرسین
 اور مسلمین کو صدقات باوجود غنی ہونیکے مفروضہ اور صدقات
 نوافل سب کچھ جائز ہے اور اسکو وہ لوگ بخوشی قبول فرماتے
 ہیں پھر طعام فاتحہ اور کو جائز کیونکہ ہوا مان مگر فاتحہ میں کھانا ہوتا
 ہے نقدی نہیں ہوتی شعر وللناس فیما یعشرون مذاہب
 مطاہر حق میں شرح حدیث لا تحل الصدقہ لغنی الم کی
 لکھتے ہیں کہ مراد صدقہ سے اس حدیث میں زکوٰۃ ہے اور غنی کے
 تین قسم ہیں ایک وہ غنی کہ زکوٰۃ اس پر واجب ہو دوسرا وہ

کہ صدقہ فطر اور قربانی اوسپر آوے نہ زکوٰۃ سوم وہ کہ سوال
 اوسپر حرام ہوئے نہ صدقہ جس شخص کے پاس قوت یکروزہ ہے
 زکوٰۃ لینا عملِ ظاہر اس حدیث کے ممنوع ہے اور نزدیک
 حنفیہ کے عمل اور احادیث پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم صحابا سے کرام کو باآنکہ صاحب قوت اور کسب قادر تھے
 مگر صاحب نصاب نہیں تھے تا رعت تریف کو اہ غایت فرماتے
 رہے پس حدیث لا تحل الصدقہ قرآن احادیث سے منسوخ ہے
 یا ماول اب حدیث سعد بن عبادہ کا حال بیان کیا جائے کہ انہوں نے
 اپنے والد مرحومہ کے جانب سے براہ صدقہ باولی کہہ دے کہ ایا وہ
 باولی کا پانی خاص تھیں دن کا ہی حق تھا یا غنیمت بھی اوس میں
 شامل تھے تخصیص تشریک حدیث سے مفہوم نہیں اور الی الان بھی
 تھے عادت جاری ہے کہ جو کوئی بد باولی کہہ داتے ہیں تخصیص
 فقراء کی نہیں کرتے بلکہ فقراء اور غنیمت سب اوس سے مستفیض
 ہوتے ہیں علی الخصوص جو باولی یا حوض تحت مسجد ہوتے ہیں
 سب اسی قبیل کے صدقات ہیں اور سبوحہ وغیرہ میں پانی
 مسجد یا ابدار خانو میں رہتا ہے یہ سب از قبیل صدقات ہوتا ہے
 پس اس قسم کے اغنیاء اغلباً ایسے پانی سے استعمال وضو وغیرہ
 فرماتے ہوں یہاں چھ اقوال علماء سلف در باب طعام نیازات
 بیان کئے جاتے ہیں سوط الرحمن علی قرن الشیطان میں
 مرقوم ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب جواب فتوے میں لکھے ہیں
 اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شود اغنیاء و راءخو رون در ان جائز است

مولوی عبدالحکیم صاحب دہلوی کتاب جمال الملت والدین فی رد
وہابیہ میں لکھتے ہیں ہمارے وقت کے علماء بالاتفاق لکھتے
ہیں کہ فاتحہ کے دو طریق ہیں پھلاد کہہانے سے فارغ
ہو کر آیات قرآنی پڑھیں خباب بازیمین التماس کرین کہ خدا اس کا
اجر فلا فی میت کو پہونچا بھی عادت بزرگان حرمین شریفین میں ہے
زاد ہما اللہ شہر فاد تنظیماد و سرے یہ طریق ہے کہ آیات قرآنی
پڑھیں اور التماس خباب گبر یا می الہی میں کرین کہ اٹھی اس قرات کا ثواب
اور اس کا نیکاجر فلا فی میت کو پہونچا ایسے فاتحہ کا کھانا غنی اور
فقیر سب کو جائز ہے اور اجر میت کو پہونچتا ہے انتہی مائتہ مسائل
میں تحریر ہے شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ در جامع البرکات
مے نویند طعامیکہ بہ نیت تصدق بہ فقراد از اموات بہ نیند خبر
فقیر رار و انبود چہ تصدق بہ فقراد مے باشد وہ یہ مراعیار را انجہ
بہ نیت ضیافت مسکین تیار کنند ہر کہ باشد غنی باشد خواہ فقیر خانیچہ
در اعرا اس مشایخ در دیار ما متعارفت عام باشد فقراد و غنیاد
را دلاید بد انجہ فقراد و محتاجان خورد مورث ثواب خواہد بود
و انجہ غنیہ فقراد خورد خیر موجب عقاب نخواہد بود انتہی جانا چاہئے
کہ کلام شیخ جو مورث عقاب نخواہد بود ہے مقابل اور رد میں
کلام اولن لوگوں کے ہے جو کہ طعام فاتحہ غنیہ کو حرام اور زیاد
سمجھتے ہیں نہ یہ معنی ہیں کہ غنیہ کا کھانا بالکل ثواب ہو وے
جیسا ارشاد الہی ہوا اِنَّ الصَّافَا وَاکْمَرُوۡۃً مِّنْ شُعَایِشِ اللّٰہِ
مِنْ حِجِّ الْبَیْتِ اَوْ عَمَرِ فَلَاحِدًا حَ عَلَیْہِ اَنْ یُّطَوَّفَ مَہْمَا یَفِی

صفا اور مروہ عبادت گاہوں الٰہی سے ہے جو شخص کہ حج کری یا عمرہ
لاوے اوپر گناہ نہیں ہے کہ سعی صفا مروہ کرے پس اس کے بھیہ
معنی نہیں ہیں کہ سعی صفا مروہ میں کچھ ثواب نہیں ہے بلکہ بھیہ ارکان
حج و عمرہ ہے بلکہ بھیہ ارشاد اس واسطے ہوا کہ قبل اسلام صفا اور مروہ
پر بتوکی پرستش ہوتی تھی جبکہ اسلام آیا مسلمانوں نے سعی صفا اور
مروہ باعث عادت سابقہ کے مکروہ اور گناہ جانے اس باعث سے
حق تعالیٰ نے اس کی نفی کیا اور فرمایا کہ سعی صفا اور مروہ عبادت
ہے اور گناہ نہیں اور کتاب فتح الحق میں شرح برزخ میں
منقول ہے ویکرہ لاھلہ اتخاذا طعام لا یقرأ ولا غنیا
الحی ثلاثہ ایام ویکرہ لھم اکلہ اما بعد ثلاثہ ایام لا یتکرہ
اتخاذا طعام لمن مات لہ میت لا نزل وجہ ولا علی سبیل
الضیافۃ ولا لیکرہ الا کل فیہ لا تغنی ولا للفقیر علی الیہ
او تیر سبیل الیہ ترجمہ اور مکروہ ہے تیار کرنا کھانے کا واسطے
اقربا اور غنیاء کے تین دن تک اور مکروہ ہے او کو کھانا
اوسکا لیکن بعد تین دن کے مکروہ نہیں تیار کرنا کھانے کا اوس شخص
کو کہ جس کا کوئی مرا ہے نہ واسطے میت کے اور نہ علی سبیل ضیافت
کے اور مکروہ نہیں کھانا اوسکا نہ واسطے غنی کے نہ واسطے فقیر
کے کہ دعوت اوس کھانے کی کیا جاوے یا او کو بھیجا جاوے شاہ
محمد الدین ویلوہی نے فصل الخطاب میں زادا الاخرۃ سے نقل
کئے ہیں اہل مصیبت را اتخاذا طعام برائے فقرا و تاسہ روز و غور
ایشان ازان مکروہ نیست اما ترتیب طعام برائے اقربا و غنیاء و

خوردن ایشان آنرا تا سه روز یا مہیت مکروہ است و بعد انقضا سے رہ نہ
 عام ازین کہ بر اے ارواح موتی باشند یا بر سبیل ضیافت و همچنین در
 خوردن آن غنی و فقیر برابر است کہ دعوت کردہ شوند یا ایشان
 فرستادہ شود مکروہ نبود چہ در تصدق با غنیاء نیز ثواب است اما
 کم از ثواب تصدق بہ فقراء کذا فی شرح ابدیح و الامالی الفاخرہ
 زیرا کہ صدقہ موتی از قسم صدقات واجبہ نیست کہ محض حق فقراء باشد
 و سوائے ایشان بدگیرے حلال نبود بل از قطوعات است کہ تصرف
 آن بدگیران ہمس جایز باشد اور دوسرے مقام پر باب طعام اعراس
 میں لکھے ہیں طرفہ اینست کہ مہر طمان باین خیال عام در اجابت
 دعوت چنین طعام بحر العلوم و سند العلماء و سید واعظ و مولوی
 صفوی و دیگر علماء مکتنون انجیر طعمہ میزنند طعن برین علماء گذشتہ ناشی
 از جہل مسایل دینی و مشردر کمال شوخی و بے ادبیت تفریر ہے
 ادبی در مقدمہ شانزدہم حوالہ قلم گردیدہ است انتہی مراد صاحب
 کتابی بحر العلوم ملک العلماء مولانا عبد العلی صاحب اور سند العلماء
 سے شاہ عبد العزیز صاحب اور سید واعظ سے مراد مولوی سید
 محمد علی مصطفی آبادی اور مولوی صفوی سے مراد قاضی ارتضای علی
 رحمہ اللہ علیہم ہیں پس اس تحریر سے صاف واضح ہوا کہ یہ علماء
 عظام سب طعام اعراس کھاتے اور دعوت قبول فرماتے
 باوجودیکہ یہ سب متمول اور زدی مقدرت تھے کتاب غینہ
 المستملی شرح غنیہ المصلی سے صاحب فتح الحق نقل کرتے
 ہیں مرادہ الامام احمد بسند صحیح والوداؤد عن عاصم بن علیہ

عن ابيه عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول الله
 صلى الله عليه وآله وسلم فرأيت رسول الله صلى الله
 عليه وآله وسلم وهو على القبر يوصي الحاضرين يقول او سمع
 من قبل رجله او سمع من قبل راسه فلما رجع استنقبه
 داعي امره فجاء وحجى بالطعام فوضع القوم فاكلوا
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ملوك لقمته في غير
 ثم قال اني اجد لحم شاة اخذت اباغير اذن اهلها
 فارسلت المرأت تقول يا رسول الله اني ارسلت
 الى البقيع اشتري شاة فلم اجد فارسلت بها
 الى جاري قد اشتري شاة ان يرسل الي شئنها
 فلم يجد فارسلت بها الى فقال رسول الله صلى الله
 عليه وآله وسلم اطعمي الا مسارسه فهذه ايدل على
 ابا خنصر صنع اهل الميث الطعام والدعوت اليه كتاب
 فتح الحق من تحرير هـ مولانا قاضي الملك بدر الدوله رحمة الله
 عليه تفسير فيض الكريم من شافيه ككت معتبره سے مسائل بيان
 کر نيکے بعد فرماتے ہيں اون مسائل کی نظير بيان کرتے اور ہم
 کہتے ہيں کہ ميث کے نام سے فاتحہ کرنا نئے قربات سے ہو گا
 کیا واسطے کہ قرآن شريف کے سورے پڑھي اور ان کا ثواب
 ميث کو بخشے اور ميث کے نام سے فاتحہ کرنيکو عرف ميں فاتحہ
 کہتے ہيں اور سکے ساتھ کہے شير ني يا ميوہ يا کھانا اپنے حصال تيا
 کر کے کھلاتے ہيں اور با مٹی ہيں اور اموات کے لئے دعا مانگنا

اور اونکے نام سے صدقہ دنیا بالاتفاق اہل سنت و جماعت کے مذہب
 میں قرباتے ہے جب دعا کرنا اور کھانا قربات سے ہوا تو اوسکی نذر
 بھی صحیح ہوئی اوسکو ادا کرنا بھی لازم ہوا فاتحہ کا کھانا جسکو کھانا نیکی یا یم
 کر نیکی نیت کر لیا تو اوسکو کھانا لازم ہوگا اگرچہ وہ شخص غنی یا نادار کے
 عیال میں ہو اور فاتحہ کا کھانا فقرا اور مساکین کو ہے کھلا دے
 تو اوسمیں اجر ہے سو پھر بات نہیں بلکہ اغنیاء کو بھی بطریق صدقہ یا پیر
 نہیں اجر ہے اگرچہ فقراء اور مساکین کو کھلانے میں ثواب بڑا ہے
 اتنی کلام سے قاضی بدرالدولہ کے جو صلحاء وقت سے تھی نمونہ انکی
 صلاحیت کا اونکے خلف مولوی محمد سعید خان صاحب مفتی مرافقہ صدر
 سے ظاہر ہے کئی تصریحات ظاہر ہوئے اول یہ کہ طعام فاتحہ کا
 کھانا اغنیاء کو اور فقراء کو جائز ہے دوم یہ ہے کہ طعام فاتحہ کا کھانا
 جن لوگو کو نیت میں ہوا وہ نہیں کھانا لازم ہوگا اگرچہ وہ غنی اور عیال نا
 کے ہوں پس یہاں قبل از تیار می طعام اسما دعوتی اغنیاء یا فقراء
 تجوز کئے جاتے ہیں پس لازم ہوا کہ وہ نہیں کو طعام فاتحہ کھلایا جاوے
 کہ چٹے کھانا نیکی نیت کئے گئی ہے تیسرا یہ کہ غنی کو بھی کھانا نہیں اجر ہے
 جیسا کہ اور علماء نے بھی اوسکی تصریح کئے جیسا کہ اوپر گذری پس
 ایصال ثواب میت کو غنی کے بھی کھلانے میں مستحق ہے چوتھا یہ
 ہے کہ طعام فاتحہ کی اگر نذر کرین اوسکا ایفاء بھی ضرور ہے فلہ ذہ
 پس اس سے جواب ادا احوال کا ہوا کہ جو بعضے لوگ نذر اویا کو
 حرام کہتے ہیں اور بعضی اطلاق کفر بھی کرتے ہیں اور دلیل اونکی یہ
 ہے کہ نذر خاص عبادت الہی ہے غیر کے واسطے حرام یا کفر ہے

یہ قول اور انکا بلا تفتیق ہے اس واسطے کہ عوام الناس کے نزدیک نذر
 نیاز کے معنی ایک ہے یعنی عوام الناس نذر اور نیاز ہر دو یکجہ
 ایصال ثواب استعمال کرتے ہیں بلکہ لوگ لفظ نذر میں ادب خدمت
 اولیاء اللہ سمجھتے ہیں یعنی لفظ نذر عرفاً اور مس چیر کو کہتے ہیں کہ جو
 بادشاہوں کو گزرنے جاتی ہے اور بعضی اہل لغت بھی نذر کے یہ معنی ہوا
 معنی نذر شرعی کے لکھتے ہیں پس اس وقت میں نذر اولیاء میں نہ حرمت ہے
 اور نہ استعمال لفظ نذر اس جاسے موجب کفر ہے اور نذر شرعی نہ ہے
 کہ عبادت حق تعالیٰ مثل صدقہ اور صوم یا نماز جو واجب ہوا ہے پر جو
 کرے مگر کوئی شخص اس قسم کے نیت نہیں کرتا اور یہ نہیں کہتا کہ صدقہ
 سے مراد ہماری عبادت اولیاء اللہ ہے بلکہ اس قسم کا گمان کرنا ہے
 مسلمان کے حق میں سو وطن ہے کتاب فتح الحق میں خلف قاضی الاسلام
 انتقام پر لکھتے ہیں کہ اعتقاد امور قلبیہ ہے اور کمال علم غیب پر موقوف
 ہے اور ہم اس کی تجسس کے شرعاً مامور نہیں حدیث ہذا کفایت قبلہ دوسرے
 دلیل ہے پس عوام کے حق میں بھی آپکا سو وطن ہے بھر حال ہم کہتے
 ہیں معترض صاحب نے عوام کی نذر و نیاز جو فہم کیا کہ عوام کا اعتقاد
 بہ امید حل مشکلات اور غیر اللہ سو معترض صاحب کی خوش فہمی
 منشی ہے انتہی صحیح بخاری میں حدیث وارد ہے کہ انحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا فی لم اور مات القلب عن
 قلب الناس ولا اشتی لطفہم یعنی مجھے حکم نہیں ہے کہ میں
 آدمیوں کے قلب میں سوراخ کر دوں اور نہ یہ کہ آدمیوں کو چیر دوں
 شاہ محی الدین دیلوری فصل الخطاب میں لکھتے ہیں ایچہ مولوی دہلوی در

باب دوم صراط مستقیم قلم آورد که در خوبی نذر و نیاز تنگه نیست و آنچه پیش
بزرگان و امراء میکنند را خندیمه بمعنی بدیه است نه بمعنی عبادت و امام ربانی
در بعضی کتب و بات خود فرموده اند که نذر شمار رسید درین امر مطاعین طریفین
بر بزرگان از جانبین بجز از دانی و شعر از امر نفسانی است انتهی عین کجاست
مین تحریر ہے شاہ عبدالعزیز صاحب لکھے ہیں و نذر اولیاء و اسد برآ
قضاء و حاجت معمول و مرسوم است اکثر فقہاء بحقیقت آن سپے نہ بردہ اند
و آنرا بر نذر خدا قیاس کردہ حکم بر آوردند کہ اگر نذر بالاستقلال برآ
آن ولی است باطل و اگر برای خداست و ذکر ولی برائے مصرف
است صحیح است لیکن حقیقت نذر آنست کہ اہل اذیاب اطعام و انفاق
و بذل مال بروح میت کہ امرست مسنون و از روئے احادیث مثل
ماوردی الصبیحین حال ام سعد و غیرہ این نذر مستلزم ہے شود
پس حاصل این نذر آنست ان شئت قلت مثلاً اہل عی ثواب
ہذا القدر مالی روح فلان و ذکر ولی برائے تعین عمل مندور
است نہ برائے مصرف و مصرف این نذر نزد ایشان از اقارب
و مہمترین و امثال ذلک ہمین مقصود نذر است و حکمہ اند صحیح
یحجب الوفاء لانہ معتبۃ فی الشرع آری اگر آن ولی را حلال مشکلا
بالاستقلال یا شفع غالب اعتقاد ہے کنند این عقیدہ منجر شرک
و فساد ہے گرد و لیکن این عقیدہ چیز ہے دیگر است و نذر چیز ہے
دیگر انتہی اور فتح الحق مین تحریر ہے و مولوی فیض الدین صاحب
علیہ الرحمۃ در رسالہ نذر سے نگارند و لفظ نذر اینجا مستعمل ہے شود
نہ بمعنی شرعی است چہ عرف آنست کہ آنچه پیش بزرگان سے بند

نذر و نیار سے گوئیہ اتہی علما مکہ نے جو ایمین عبد الوہاب نجدی کے کہیں
 ہیں بیان کیا جاتا ہے واما ما تقر لون هذا نذر النبي هذا نذر الوحي
 فليس بنذر شرعي ولا داخل في الاصل في النهي وليس فيه
 معنى النذر الشرعي ما يهدى الى الاكابر فقال لزيد
 هذا الجاهل لا يعرف معاني الالفاظ ولا يميز بين المعاني
 اللغوية والشرعية وتخص في الدين ويختص في الفتوى كذا في
 سيف الجبار ترجمہ لیکن لوگ جو کہتے ہیں کہ یہ نذر نبوی اور نذر ولی کی ہے
 یہ نذر شرعی نہیں اور نہ داخل ہے منع میں اور نہ اسمین معنی نذر شرعی
 کے ہیں جو چیز کہ بزرگوں کے پاس پہنچے جاتی ہے اسکو نذر کھانا
 ہے پس یہ بابل معنی الفاظ کو نہیں پہچانتا ہے اور تیز درمیان معانی
 لغویہ اور شرعیہ کے نہیں کرتا اور دین میں جڑت کرتا ہے اور آخر
 کرتا ہے کتاب سیف الجبار میں تحریر ہے شاہ ولی اللہ نے انفس
 العارفین میں اپنے والد کے حال میں لکھا ہے حضرت ایشان نے فرمود
 کہ فرما دیگے رائے پیش آمد نذر کر دو کہ بار خدا یا اگر این شکل بسید
 انقدر مبلغ بخت ایشان بدید و ہسم ان شکل مندفع شد و آن از حال
 اورفت بعد چند سے اسپا و بیمار شد و نزدیک ہلاک رسید بر سبت این
 امر مشرف شد م بدست یحییٰ از خادمان کہ فرستاد م کہ این بیمار
 بسبب عدم وفاء نذر است اگر اسپ خود را میخوایند نذر سے کہ در خلا
 محل التزام نمودہ بفرست دے نام شد و آن نذر فرستاد و جان عت
 اسپ او شفا یافت اور بھی و سی کتاب میں ہے این فقیر از یاران کہ
 حاضر واقعہ بود ندشیدہ است کہ حضرت ایشان در قصبہ ڈاسنہ

نریارت مخدوم اللہ دیر رفتہ بودند و شب هنگام بود و در آن محل
 فرمودند مخدوم ضیافت مایمکنند و میگویند که چیزی خورده روید
 توقف کردند تا آنکه اثر مردم منقطع شد و طالع بریاران غالب
 آمد انگاه زنی برآمد طبق برنج و شیرینی بر سر و گفت که نذر کرده
 بودم که اگر زوج من بیاید همان ساعت این طعام بخت به نشیندگان
 درگاه مخدوم اللہ و بر سر ساختم و درین وقت آمد ایفاء نذر کردم و
 آرزو کردم که کسی آنجا باشد که تناول کند و برنجی اوسی کتاب
 میں حضرت میر ابو العلی کے ذکر میں کہ او بکے پیر و زمین سے
 تھے لکھا ہے کہ مزار فایض الانوار حضرت خواجہ معین الدین حشتی
 قدس سرہ متوجہ سے بودند و از ان جناب دلربائیها یافتند
 و فیضا گرفتند استماع افتاد کہ خاکیشان ایشان بسبب کسے کہ عمار
 میر نور العلی شدہ بود بان مزار یک روپیہ و یک چادر نیاز
 فرستادہ بودند حضرت امیر را از ان اطلاع نمود و وزیر
 بان مزار متوجہ بودند کہ از درون ند آمد کہ اینقدر از خانہ شما نیا
 آمدہ است و برائے صحت فرزند شما و خواہش فرزند دیگر کردہ اند
 و ان بکس منبذول است شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اشاعت
 میں لکھا ہے معنی امامت کہ در اولاد امیر علیہ السلام باقی ماندہ
 و یکے مرید گیر اوصی ان میا خت ہمیں قطبیت ارشاد و مہبت
 فیض ولایت بود لہذا التزام این امر کا فہم خلاقی از ائمہ اطہار و
 نشدہ بلکہ بآیران چیدہ و مصالجان برگزیدہ خود را بان فیض خاص
 مشرق میا خند و مہر کے را بقدر استعداد او با بن دولت

سے نواختہ اور بعد تہو ریہ کلام کے لکھا ہے و نیز ازین است کہ حضرت امیر
 ورثہ طاہرہ اور اتمام امت بر مثال پیران و مرشدان سے پرستند و امور
 تکنوینہ را وابستہ بایشان سے فائدہ و فائزہ و درود و صدقات و نذر و نیاز
 بنام ایشان ریج و معمول گردند چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمین معاملہ است
 اور دوسرے مقام پر سیف الجبار میں تحریر ہے مولوی رفیع الدین صاحب
 نے اسرارِ محبت میں لکھا ہے المحبۃ مع الاحیاء الحاضریین نافقۃ
 عاجلا و اجلا و اما مع الاموات فنا فقتر فی الآجل بشرط الا
 والایمان و امانی العاجل فیستوط دایم التوجہ و تخلیۃ القلب
 فی الخلوۃ و مل او متذکرہ و کثرت الذکر الصبحۃ لہ و اللع
 باس سال الثواب و الاحسان الحی املہ قلک کثیرا ما یفتح باب
 الاولیۃ و اعطى منفعتہ ترجمہ محبت زندون حاضریں کی ساتھ لیجئے جو
 اولیاء اللہ ہمین نافع ہے آخرت اور دنیا میں لیکن محبت اون اولیاء اللہ
 سے جو اس عالم سے پردہ فرمائے ہیں پس نافع ہے آخرت میں بشرط
 اہیت اور ایمان کے لیکن نفع اون سے دنیا میں پس شرط کیا جاتا ہے دوام
 توجہ اور خالی کرنا دل کے خلوتوں میں اور ہمیشگی ذکر او کی اور بہت پکارنا
 اون کو اور محبت روحی او کی ساتھ رکھنا اور نیکی کرنا اون کے ساتھ پوچھا
 ثواب کے اور احسان کرنا اون کے اہل و عیال کے ساتھ پس یہ کام بہت
 فضیلت اور منفعت دیتے ہیں عقد تہمین فی فضائل بلد الامیر
 میں جو شیخ احمد بن شیخ محمد الضراوی رحمۃ اللہ سے ہے بیان میں تحریر تہنا
 عید الجکبریا کے تحریر ہے قال المرحانی و قبر ہا بمکتہ غیر معرو
 الا ان بعض الصالحین سراء فی المنام او کشف لدہ بالقریب

من الشعب عند قوا الفضيل بن عياض وقد جدد عليها حجر
 مكتوب سنه سبع مائة وتسعة وعشرين ونسبت عليه قبة كبيرة
 وقابلت خشب وبعض الوزراء بعثت بكسوة اليه فزر
 بالقصب قال انقرشي رحمة الله عليه ولا كان ينبغي لعين
 قنوها على الامر المجهول قلت بل تعينه فيه خير كثير احدهما
 في كل شهر يعين لها قراءات عظيمة وسر حتر لطيفة وخبر
 اهل كتبه هناك وتقرأ الموالد النبوية وتفوح امر واجتبه
 وقشرق عليهم بروكتها الانوار الالهية وكل ذاك والنا
 مجتمعون عند ضريحها المعطر مع مذل الصدقات و
 لظهر الله سبحانه وتعالى عليهم شرا عظيم قال وفي
 القطب شعرا في سيدي عبد الوهاب رضي الله عنه
 اخذ غلبنا العهود ان لا تفرض ولا شكر ابد على ليا الى الاولياء
 وموالد هم الذي لهم كل شهر وكل سنة ولقد كنت اري
 سيدي احمد بدوي رضي الله عنه ومعجزة في خضر
 وهو هو مداعوا الناس من ساير الاقطار الى حضور مولد
 والنا من خلفه ويمينه شماله وقال واخبرني شيخ الشيخ محمد
 الشناوي رضي الله عنه ان شخصا انكر حضور مولد
 فسلب الايمان فلم يكن فيه شجرة تحت الحين الاسلام
 فاستغاث بسيدي احمد البدوي رضي الله عنه فقال
 بشرط ان لا تقو وقال نعم فردد عليه ثواب ايمانه ثم قال
 وماذا تنكر علينا قال اختلاف الرجال والنساء فقال له سيدي

احمد ذالک واقع فی الطواف ولم ینکره احد ولم يمنع من ثم
قال وغرة ربی ما عصی احد فی مولدی الا وقاب و
حسنت توفیر واذ انکنت ادعو الوحوش و السمک فی البحار
من بعضہم فی غیر فی اللہ عز وجل عن حمایہ من یحضر فی
مولدی ا فتنہ جیئدا انتہی فایدہ جانا چاہئے کہ اس یار میں
جس تقرب اولیا اللہ کو عرس کہتے ہیں اوس تقرب کو عرب میں ہو
لو دیتے ہیں ترجمہ کھامر جانی نے اور قبر سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ
عنها کی مکہ میں مشہور نہیں ہے مگر بعضے صاحبین نے قبر کو اونکے خواب میں
دیکھے یا اونکو کشف ہوا کہ قبر شریف سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنها
کی نزدیک شب کے قریب قبر فضیل بن عیاض کے ہے حجر مکتوب سند
ساتھ سوائس برس بنا کیا گیا اور بنایا گیا اونکی قبر شریف پر قبہ کبیر
یعنی مکہ لہذا اوصندوق چوبی اور بعضے و ذرا اونے لباس پر تکلف
صندوق قبر شریف کے واسطے بھیجے کہ قرشی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اور
سنرا وار نہیں تھا یعنی قبر خدیجہ الکبریٰ امر مجہول پر میں کتابوں ملک تعین
کر نہیں خیر کثیر ہے ایک بھی ہے کہ ہر ماہ میں اونکے واسطے قرائت
عظیمہ کئے جاتے ہیں اور چراغہاے لطیف لگائے جاتے ہیں اور اہل
مکہ اوسجائے جمع ہوتے ہیں اور قرائت موالدینوہ اوسجائے کئے
جاتے ہیں اور خوشبوی شایع ہوتی ہے اور ظاہر ہوتے ہیں بکت
سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنها کے اہل مکہ پر انوار الہیہ اور ہر بھیہ
ہوتا ہے اسوقت میں کہ لوگ نزدیک قبر شریف اونکے ساتھ خرچ
کرنے صدقات کے جمع ہوتے ہیں اور اوپر اسرار عظیمہ ظاہر ہوتے

ہیں کہ ولی نعمت ہمارے قطب شعرا فی سیدی عبدالوہاب رضی اللہ
 عنہ ہم سے عہد لیا گیا ہے اس امر کا کہ ہم انکار اور تعرض نہ کرے
 اولیاء اللہ اور موالد یعنی اعراس جو اونکے ہر ماہ یا ہر سال ہوتے ہیں
 کبھی نگرین اور میں سیدی احمد بدوی رضی اللہ عنہ کو دیکھتا تھا کہ
 اونکے پاس ایک سبز شاخ تھی اور وہ تمام اقطار زمین سے اپنے مولود
 یعنی عرس میں حاضر ہونے واسطے بلاتے تھے اور لوگ پیچھے اور
 دانتے اور بائیں طرف اونکے رہتے کچھ انہوں نے کہ خبر دی مجھے
 شیخ الشیخ محمد الشناوی رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے سید احمد
 بدوی کے عرس میں حاضر ہو نیکو انکار کیا پس اس کا ایمان سلب ہوا
 پس ایک سال بھی اس شخص کا باقی ایسا نہیں رہا کہ وہ دین اسلام
 کی طرف مائل ہووے پھر اس نے سید احمد بدوی کے طرف فریاد
 کیا اور انہوں نے فرمایا کہ اس شرط پر کہ پھر ایسا کام نہ کرنا اس شخص نے
 کھا کہ مان پھر نہیں کرونگا پس اس شخص پر لباس ایمان پہرا گیا
 پھر سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم کسو اسطے ہم پر انکار
 کرتے ہو اس شخص نے کھا کہ اس واسطے کہ عرس میں عورتیں اور مر
 ایک جاے ہوتے ہیں پھر سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
 پھر امر لیجئے ایکجاے ہونا مردوں اور عورتوں کا طواف میں بھی ہوتا
 ہے اور گویا اس کو برا نہیں سمجھتا اور گویا اس سے منع نہیں
 کرتا پھر سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قسم ہے بزرگی
 میری پروردگار کی کہ نہیں گنہ کیا کوئی شخص میرے عرس میں مگر
 وہ توبہ کیا اپنے گناہ سے اور توبہ اس کی مقبول ہوئی اور جبکہ

مین جانوران وحشی اور مایہ دریائی کو بلاتا ہوں اور انکو ایک سے
 دوسرے کے نقصان سے نگاہ رکھتا ہوں کیا مجھے حق تعالیٰ عاجز کرے گا
 کہ جو شخص میرے عرس میں حاضر ہووے میں اونکی نگہبانی کر دوں
 اس قسم کا حال سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا مسموع ہوا کہ ایام مکہ
 مدینہ طیبہ کے جو وقت عرس مبارک حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پہنچا
 ایک ساکنین سے مدینہ طیبہ کے یون فرمائے کہ آج وہ روز ہے کہ حضرت
 حمزہ رضی اللہ عنہ نے ایک عالم مدینہ کو ارشاد فرمائے میں لکھا کہ
 وہ کیا ہے انہوں نے لکھا کہ ایک عالم ہیں کہ اونکی عادت تھی کہ
 بروز عرس حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے حضرت کی زیارت
 کو حاضر نہیں ہوتے بلکہ بروز دوم حاضر ہوتے اور اونکے تلامذہ
 اور اتباع بھی ایسا ہی کرتے ایک سال جب عرس حضرت حمزہ
 رضی اللہ عنہ کا پہنچا شب عرس شریف میں وہ عالم خواب میں حضرت
 حمزہ رضی اللہ عنہ سے مشرف ہوئے اور حضرت نے اون عالم
 سے پوچھے کہ تم کیوں نہیں ہمارے عرس میں حاضر ہوتے ہو انہوں
 نے لکھا کہ حضرت بعضے لوگ اس موقع میں اتش بازی جلاتے ہیں
 حضرت نے اون عالم کو ارشاد فرمایا کہ ہمارا مرتبہ حق تعالیٰ کے پاس
 اتنا بھی نہیں ہے کہ ہمارے زائرین کی حق تعالیٰ کے پاس سفارش
 کریں اور اونکے گناہیں حق تعالیٰ سے معاف کرائیں ایسا ہی شہر
 ربیع الاول میں تقریب مولود سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم
 کی مدینہ طیبہ میں بہت تکلف سے ہوتی ہے اور اس میں سب علماء
 اور مسلمان مدینہ طیبہ اور اہل خدمات مثل غاضی اور مفتی اور بادشاہ

وغیر اہل مقدرت اور غیر اہل مقدرت جمع رہتے ہیں اور مجلس میں
 بیان میدا مبارک اور حال ضاعت اور احوال معراج مبارک
 ہوتا ہے پھر شیرینی یا خرماسب اہل مجلس میں تقسیم اور اہل مقدرت
 اور غیر اہل مقدرت سب اس شیرینی کو برکت جان کر لیتے ہیں
 کہ ہذا برکت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی پھر برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کی ہے اور اولیاء اللہ کا بھی عرس مدینہ منورہ میں اسی قسم سے
 ہوتا ہے خصوصاً سلطان الاولیاء سید انجوبین سیدنا غوث
 الاعظم رضی اللہ عنہ کا عرس بہ تکلف تمام اور بکثرت ہوتا ہے
 جانا چاہے کہ جہان اعراس بزرگان دین کے ہوتے ہیں کوئی ایسا
 عرس نہیں کہ سب فقرا رحیمین روموہین اور اغنیاء کے سوا
 ایک فقیر بھی نہ کھاوے اور نہ کسی کا ایسا دعویٰ صحیح ہے کہ ہم
 کسی فقر کو رد نہیں کرتے بلکہ سب جاے اہتمام رہتا ہے اور اپنے
 اندازہ طعام کے موافق فقرا اور اغنیاء کو ہر کوئی کھلاتا ہے اور
 یہ امر کچھ ناجائز نہیں اور نہ ناخوشی ارواح بزرگوں کا موجب ہے
 اس واسطے کہ اگر اندازہ طعام کے موافق اہتمام کیا جاوے تو
 بہت سے دعوتی لوگ بہو کے واپس ہو جاویں گے اور کھانا بے
 دعوتی لوگ کھالیوں گے پس نہ شرع یہ کہتی ہے کہ کھانا انیاسب
 فقرا حاضرین کو کھلا دے اگرچہ اہل دعوت کو کافی نہ ہو اور نہ بزرگوں کی
 اوسمین رضامندی ہے کہ اہل دعوت بہو کے پلٹ جاوین اور فقرا و
 حاضرین سب کھالیوں قدمت **فصل الاول من بیح**
الاستقام فی فضائل عرس سید الانام و اولیاء اللہ

الکرام صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واولیاء امتہ
 ماتکر رت الدہور والایام من تصنیف انیف و مالیف
 لطیف عمدۃ العلماء محبوب نواز الدولہ بجاور یعنی
 حضرت مولانا مولوی مفتی سیح الدین خان دام اقبالہ
 مفتی اول بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد صانہا اللہ عن
 الفساد و ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ
 حسنۃ و قنا عذاب النار طفضل ووم بیان من
 اصیت یقین روز و تاریخ فاتحہ و عرس سید الانبیاء و راع اس
 اولیاء اللہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم قال اللہ سبحانہ
 تعالیٰ سبحان الذی اسری بعبدہ لیکلام من المسجل
 المحرام الی المسجد الاقصیٰ حق تعالیٰ اس آیہ کریمہ میں حال معراج
 شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد فرماتا ہے کہ پاک
 ہے وہ حق تعالیٰ کہ اپنے بندہ خاص جو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ
 وسلم ہیں انکو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرایا شب میں
 سیر حضرت کا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اس کریمہ سے ثابت
 ہے پھر مسجد اقصیٰ سے مقام قباب توسین تک احادیث صحیحہ سے
 ثابت ہے شب معراج میں حضرت کو جو مقام قباب توسین اور
 قرب الہی کا غایت ہوا اس مقام میں حضرت خاص ہیں کہ ایسے
 مقام میں کسی نبی الوالفرم کو شرکت نہیں اور اسی مقام سے دوسری
 آیت میں حق تعالیٰ تصریح فرمایا و رفع بعضہم درجات یعنی
 حق تعالیٰ بعض نبی کے درجات کو بلند فرمایا اولیاء امت مرحومہ

بھی بہ تبعیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمشہ اسی مقام سے
 فیضاب ہوتے ہیں اور شب معراج کی برکات اور انوار اہل باطن
 پر ظاہر اور مکشوف ہر سال میں ہوتے ہیں اور عادت الہی جاری
 ہے کہ جس روز کوئی امر غیایات اور تفضلات کا کوئی اپنے بندہ
 خاص پر کرے پھر آمار اوس امر تفضلات الہی کے اوس روز و
 تاریخ میں ہر سال رہتے ہیں اور وہ روز و تاریخ باعث اوس تفضلات
 خاص کے اور ایام پر فضیلت رکھتا ہے جیسا کہ روز جمعہ اور عاشور
 کے فضیلت میں حدیث وارد ہے کہ اوسمین توبہ آدم علیہ السلام
 کی مقبول ہوئی ہے اور نجات کشتے نوح ہوئی اور نجات موسیٰ
 علیہ السلام کو فرعون سے حاصل ہوئی پس ایسے امورات ایک
 بار اوسدغین حاصل ہونیکے باعث سے تا قیام قیامت اوسدغین
 انوار اور برکات باقی ہیں اور رہینگے اور باعث نور انوار
 اور برکات کے شب معراج میں شایخین شب بیداری فرماتے
 ہیں ایسا ہی اولیاء اللہ یوں توبہ تبعیت آنحضرت کی ہر شان اور
 ہر حال میں ترقیات مقامات حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث میں
 وارد ہے الصلوٰۃ معراج المومنین یعنی صلوات معراج مومنین
 ہے یعنی حالت نماز میں مومنین کا ملین جو اولیاء اللہ ہیں او کو عروج
 روحی مقام قرب الہی بھی ہوتا ہے ایسا ہی ہر عبادت فرائض اور
 نوافل میں او کو ترقیات مراتب حاصل ہوتے جاتے ہیں جیسا کہ حدیث
 صحیح میں وارد ہے کہ ہمیشہ ہی کہ بندہ میرا قرب نوافل سے
 بچانے تک کہ میں اوسکی سماعت اور بصارت ہو جاؤں کہ وہ

سیرے ہی ساتھ سنتا ہے اور میرے ہی ساتھ دیکھتا ہے بلکہ
 انکو ہر آن و ہر زمان ترقی حاصل ہے اس واسطے کہ وہ ہمیشہ محمود
 الہی میں رہتے ہیں اور صلوٰۃ و ایمنی اولیاء اللہ کے نزدیک سید کا
 نام ہے اور ترقی تمام اور وصال ملک عظام بوجہ اکل اس وقت میں
 انکو حاصل ہے جبکہ اونچی روح پاک اس قالب غصری سے
 بجانب عرش معلا عروج فرماتی ہے اور بھی معراج کامل ولیا
 اللہ کا ہے جیسا کہ حدیث شریف ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت
 کئے ہیں قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المیت تحضر
 الملائکۃ فاذا کان الدجل صالحا فالواخر حبی حمیدۃ والشری
 بر روح و ربیجان ورب غیر غضبان فلا تترال یقال لہا
 ذالک حتی اتخرج ہا یخرج بہا الی السماء فیفتح لہا فیقال
 من ہذا فیقولون فلان فیقال مرحبا بالنفس الطیبۃ کانت
 فی الجسد الطیب ادخلی حمیدۃ والشری بر روح و ربیجان
 ورب غیر غضبان فلا تترال یقال لہا ذالک قنہی الی السماء
 التی فیہا اللہ ترجمہ فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کہ میت کے نزدیک ملائکہ قابض ارواح حاضر ہوتے ہیں پس
 اگر مرد صالح ہو پس وہ فرشتے کہتی ہیں کہ نکل تو اسے نفس پاک
 کہ تھی تو جسد پاک میں نکل تو محمود اور خوش ہو تو ساتھ راحت
 کے اور رزق اور پروردگار کے کہ جو تجھ پر غضب نہیں کیا ہے پس
 ہمیشہ اسکو یہ بات کہے جائیگی یہاں تک کہ وہ نکلے گی پھر اسکا عروج
 آسمان تک ہوتا ہے پس آسمان کا دروازہ کشادہ اس کے واسطے

ہوگا پس پھر کھا جاویگا کہ یہ کون ہے پس فرشتے اوسکو کہیں گے
 کہ فلاں شخص ہے پس کھا جاویگا مر جا ہو نفس پاک کو کہ وہ حید
 پاک میں تھا داخل ہو تو محمود اور خوش ہو تو ساتھ راحت اور رزق
 اور پردگار کے کہ تجھ غصہ نہیں کیا پس ہمیشہ اوسکو ایسا کھا جاویگا
 یہاں تک کہ پہنچتی ہے روح اوس آسمان پر کہ تجلی خاص حق
 تعالیٰ کی ہے ایضاً ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسلم نے
 روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے
 فرمایا اذ اخرجت روح المؤمن تلقاها مکان یصل انہا
 قال حماد بن کرم بن طیب ریحما و ذکر المسک قال یقول
 اهل السماء روح طیبة تجأت من قبل الارض صل اللہ
 علیک و علی حبیبتک کنت تعمر یہ فیطلق بہ الی ربہ ثم
 یقول انطق بہ الی آخر الاجل ترجمہ جسوقت نکلتی ہے روح
 مومن کی ملاقات کرتے ہیں اوس روح کو دو فرشتے کہ اوسکو
 عروج کرتے ہیں کہے حماد راوی حدیث نے کہ ذکر فرمائے
 حضرت نے خوشبوئی سے اوسکی اور ذکر فرمائے مشک کو
 کہے راوی اور کہتے ہیں آسمان والے کہ روح پاک آئی ہے
 جانب سے زمین کے رحمت کاملہ نازل کرے اسے روح
 تجہیر اور تیرے جسد پر کہ تو اوسکو آباد کرتی ہے پہر اوس روح کو
 پروردگار کے طرف لیجاتے ہیں پھر حق تعالیٰ فرما دیگا کہ اوس
 روح کو لیجا و مقام قبر اور برزخ میں آخر مدت حشر تک ایضاً
 ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احمد اور نسائی روایت کئے ہیں

قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا حضر المؤمن
 آتت ملائكة الرحمة بحميرة مضيئة فيقولون اخرجي راضية
 مرضيا عنك المحي روح الله وريحان ورب غير غضبان
 فتخرج كاطيب ريح المسك حنا الله لنا وله بعضهم بعضا حتى
 ياتوهم ابواب السماء فيقولون ما اطيب هذه الريح التي جاء
 من الارض ترجمه فرمايا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم نے
 جو وقت کہ وقت موت مومن کا پہونچتا ہے فرشتے رحمت کے اوسکے
 نزدیک اطلس سفید لاتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ نکل تو اسے روح کہ
 تو بھی خوش ہے اور پروردگار بھی تجھے خوش ہے طرف رحمت
 اور رزق کے اور طرف پروردگار کے جو تجھے غصہ نہیں کیا ہے
 نکلتی ہے روح مانند نہایت خوشبوئی مشک کے یہاں تک کہ
 فرشتے ایک کے بعد ایک اوس روح کو دست بدست لیتے ہیں حتی
 کہ اوس روح کو آسمان کے دروازے پر پاس لاتے ہیں پھر فرشتے
 کہتے ہیں کہ کیا خوشبوئی ہے کہ تمہارے پاس زمین سے آتی
 ہے ایضا براہین عازب سے امام احمد روایت کرتے
 ہیں ان القبل المؤمن اذا كان في القطار من الدنيا واقبا
 من الآخرة نزل اليه ملائكة من السماء مضيئ الوجوه كان
 وجوههم الشمس معهم كف من الكفان الجنة وحنوط من
 حنوط الجنة حتى يجاسون من النصر ثم يحيى ملك الموت
 عليه السلام حتى يجلس عنده راسه فيقول ايها النفس الطيبة
 اخرجي لا مغفرت من اليه ورضوان قال فتخرج كاتسيل

القطرة من السقاء فيأخذها فاذا اخذها لم يدعها في يده طرفة
 عين حتى يأخذوها فيضعها في الكأس السكفة وفي ذاك الجوط
 وتخرج منها كالطيب نفحة مسك وجدت على وجه الارض
 قال فيصعدون بها فلا يرون يعني بها على صلاء من الملا^ع
 الا قالوا ما هذا الروح الطيب فيقولون فلان ابن فلان با^{حسن}
 السماء التي كانوا يسمونها بها في الدنيا حتى ينتهوا بها الى السماء
 الدنيا فينفخون له فيفتح لهم فيشعرون من كل سماء مقر نوها الى
 السماء التي تليها حتى تنتهي ببر الى السماء السابعة فيقول الله
 عز وجل اكتبوا كتاب عبد ع في عليين راعيدوه الى الارض
 فاني فيها خلقتهم وفيها اعيد لهم ومنها اخرجهم فاقرا اخرجا
 ترجمه فرماے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تحقیق کہ بندہ مومن
 جسوقت کہ دنیا سے علحدگی میں ہوتا ہے اور متوجہ آخرت ہوتا ہے
 اوسکے طرف آسمان سے فرشتے روشن صورتوں کے نازل ہوتے
 ہیں کہ چہرہ اوسکے مثل آقا ب ہوتے ہیں اوسکے ہمراہ جنت کا کفن اور
 جنت کی خوشبوئیں ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ فرشتے تادرازی نظر
 بیٹھتی ہیں پھر ملک الموت علیہ السلام آکر اوسکے سر کے نزدیک بیٹھتے
 ہیں اور ملک الموت کہتے ہیں کہ اے کفن پاک نکل تو طرف بخشائیں
 اور رضا مندی اللہ کے حضرت فرماتے ہیں کہ نکلتی ہے روح اوس
 بندہ مومن کی اور بہتی ہے جیسا کہ قطرہ مشک سے بہ آسانی اور سہولت
 نکلتا ہے پیر اوس روح کو ملک الموت لے لیتے ہیں پھر جبکہ ملک الموت
 اوس روح کو لے لیتے ہیں وہ فرشتگان نورانی صورت ملک الموت کے

ہاتھ میں ایک لختہ بھی نہیں چھوڑتے ہیں کہ ملک الموت کے ہاتھ سے اوس
 روح کو لیکر کفن جنت اور بخور جنت میں رکھ دیتے ہیں پھر اوس روح سے
 نہایت عمدہ خوشبوئی مشک کی کھلتی ہے پھر حضرت فرماتے
 ہیں کہ وہ فرشتے اوس کو لیکر آسمانوں پر چرے ہیں پس کوئی جا
 فرشتوں سے اوس روح کو کد رہنیں کرتے مگر وہ جماعت فرشتوں کی
 کہتی ہے کہ کون یہ خوشبوزوح ہے پھر فرشتگان ہماری کہتے
 ہیں کہ فلان ابن فلان جو اوس کا بہتر نام دنیا میں تھا یہاں تک کہ
 کہ آسمان اول پر اوس روح کو لیجاتے ہیں پس کہتا ہے درود
 آسمان اول کا اوس روح کے واسطے فرشتے چاہتے ہیں ہر درود
 آسمان کا اوس روح کو واسطے کہو لا جاتا ہے پھر جب آسمان اول
 پر جا کر دوسرے آسمان پر جانا چاہتے ہیں آسمان اول والے
 فرشتے آسمان دوئم تک اوس روح کو پہونچانے کو ہمراہ آتے
 ہیں ایسا ہی ایک آسمان سے دوسری آسمان تک فرشتے پہونچانیکو
 آتے ہیں یہاں تک کہ وہ فرشتے ساتوین آسمان پر اوس روح کو
 لیجاتے ہیں پھر حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندہ کی کتاب علیین
 میں لکھو کذا فی مشکوٰۃ المصابیح بشری الکئف تمنا الحبيب
 میں مذکور ہے عن ابن جبان بن الاوس قال الموت
 جبریل وصل الحبيب الی الحبيب ترجمہ مروی ہے ابن جبان
 بن الاوس سے انہوں نے کھا کہ موت پل ہے کہ وہ دوست کو دوست
 کی طرف پہونچاتی و اخراج البقی عن مجاہد فی قوله ان الدین
 قال ورنبا اللہ ہم استقامو متنزل علیہم الملائکۃ ان

لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون قالوا لک
 عند الموت ترجمہ روایت کیا بہت ہی نے مجاہد نے فی تفسیر میں قول حوالہ
 کی تحقیق کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ رب ہمارا اللہ ہے پھر استقامت اور
 پر کرتے ہیں نازل ہوتے ہیں اور پھر فرشتے بھیہ کہ کچھ خوف اور غم
 مت کرو اور خوش ہو تم ساتھ اوس جنت کے کہ تم وعدہ کئے ہو
 مجاہد نے کھے کہ یہ قول حق تعالیٰ اور کو بوقت موت کے کھا جاویگا
 اخرج ابن ابی حاتم عن مجاہد عن لایۃ قال لا تخافوا مما
 تقلعون علیہ عن امر الموت و امر الاخرت ولا تحزنوا علی
 ما خلفهم من الدنيا من ولد و اهل و دین فاستخطف
 فی الک کلمہ ترجمہ روایت کیا ابن حاتم مجاہد سے اس آیت
 کی تفسیر سے کھے مجاہد نے ارشاد الہی اور لوگو کو ہوتا ہے کہ مت
 خوف کرو تم اوس چیز سے جو تم کو پیش آنے والی ہے موت اور
 آخرت سے اور مت غمگین ہو اوس چیز پر جو بھی چھوڑا ہے امر دنیا
 سے اولاد اور اہل سے یا قرض سے کہ میں تمہاری حفاظت
 اور تمام امور میں کروں گا انتہا پس جو ان احادیث سے
 اعزاز اور اکرام ملائکہ کا اور تعریف اور توصیف ملائکہ کی اور شہاد
 رتین انواع واقسام سے حاصل ہوتا اور قرب الہی کا بڑے کمال
 مومنین جو بعد رحلت کے ثابت ہے وہ مومنین کا عین اولیاء
 اللہ ہیں اور ان کے طفیل میں عجب نہیں ہے کہ ہم گنہگار ان امت
 ہی اس فضل عظیم میں شامل ہوں گے شہیدم کہ در روز
 امید و بیم بدان را بہ نیکان بہ بخشد کریم خصوصاً قول ابن جبار

کا موت پہل ہے کہ دوست کو دوست کی طرف پہنچاتی ہے بلکہ دوست
 ایسا تصور مثال میں کیا جاوے کہ دنیا یلین کو نئی دوست نہوا اور آپس پر
 وصال میں کس طور لطف اور راحت حاصل ہوتی ہے مثل دولہ اور
 دولہن کے موت میں اولیاء اللہ کو وصال حق حاصل ہوتا ہے
 اور موافق اس مضمون کے حدیث بھی وارد ہے ترمذی ابو ہریرہ
 رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں احوال سوال منکر و مکیر کا
 جو میت سے ہوتا ہے مذکور ہو کر بعد اوسکے پھر ہے
 ثم ینور لہ فیہ ثم یقال لہ فیقول لہ ارجع الی اہلی فاخبرہم
 فیقول ان ثم کنو متلہ العروس الذی لا یوقظہ الا احب
 اہلہ الیہ حتی یبعثہ الیہ من مصعد ذاک کذا فی المشکا
 ترجمہ پھر روشنی کیا جاتی ہے میت کی واسطے اوسکی قبر میں پرکھا جاتا
 ہے اوس میت کو کہ سو جا پس کہتا ہے وہ میت کہ میں اپنے اہل
 و عیال میں پلٹ کے جاتا ہوں تاکہ انکو اپنے حال سے خبر دوں پھر
 کہتے ہیں وہ دو فرشتگان منکر و مکیر کو کہ سو جا تو مانند سونے دولہن
 کے جو بہنیں بیدار کرتا ہے اوسکو مگر وہ کہ سب اہل سے وہ اوسکے
 طرف دوست ہے یعنی دولہ ہے دولہن کو بیدار کرتا ہے کہ وہ
 سب اہل و اقربا سے دولہن کی طرف دوست زیادہ ہوتا ہے
 پس وصال مجازی جو فیما بین دولہ و دولہن ہے نمونہ وصال حقیقی
 ہے جو فیما بین مومنین و اصلین اور حق تعالیٰ کے ہے اسی باعث
 سے جو تقریبات اولیاء کے جو سال میں باہم اوسکے رحلت کے
 ہوتے ہیں انکو عرس کہتے ہیں کہ معنی عرس کے شادی ہیں

اور اس پیام میں خصوصیت برکات اور انوار کے معتقدین اور
 مریدین پر مشاہدہ ہوتے ہیں اسی سبب اولیاء اللہ اپنے مرشد
 کے اعراس میں اہتمام تمام فرماتے رہے کتاب گنج احمد
 جو حضرت شاہ عالم گجراتی قدس سرہ کے احوال میں ہے اور
 تحریر ہے کہ حضرت شاہ عالم قدس سرہ احوال میں اپنے جہاد احمد حضرت
 مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری قدس سرہ کے کچھ کرامات
 بیان فرما کر ارشاد فرمائے امشب شب عرس ایشانت مارا
 باید کہ ایسا وہ خدمت یکسیم پھر مولف کتاب گنج احمدی کہتے ہیں
 این خانہ زاد گوید عرس در لغت عروسی کردن است و نیز عرس
 فرو آمدن کاروان است در شب و صوفیان کہ روز وفات
 مشایخ را عرس نامند بنا بر این است کہ در حدیث آمدہ است
 کہ فرشتگان چون در قبر سے آئند و از صاحب قبر سوال مائے مفری
 میکنند کہرم اللہ تعالیٰ و جواب بصواب میدہد اور امیگویند نم کفوتہ
 العروس پس مریدان را حسن ظن بلکہ صدق اعتقاد بہ نسبت
 مشایخ است بخطاب نم کفوتہ العروس مخاطب شدہ اند و عروس
 گویا مہمانی این شادیت مریدان صادق چون مہمانی با خلاص
 میکنند ارواح مقدسہ مشایخ در منازل ایشان فرو دآید پس انرا
 را بمشابت فرو دآمدن کاروان در شب عروس نامند ط
 کتاب فتح الحق میں خلف قاضی الاسلام لکھتے ہیں کہ شیخ احمد بن محمد
 الفاروقی نے تو ضیح الھدی باعمال النعمین لکھا ہے و ترجمہ
 فی بعض الکتاب انما لونی انبی صل اللہ علیہ وآلہ وسلم

اطعم عنه كل يوم واحدة من امهات المؤمنين واخرهن ثمان
 رضى الله عنها ثم اطعم ابو بكر الصديق اكثر اهل المدينة و
 كان ذلك في ثمانين شهر ربيع الاول ولعل هذا
 هو الاصل في اتخاذ اكثر الناس هذا اليوم يوم المولد وانتهى
 ترجمہ اور دیکھائیں نے بعض کتابوں میں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم
 وفات پائے حضرت کے جانب سے ایک ایک امہات المؤمنین
 سے ایک ایک روز کھانا کھلائے کہ سب سے آخر حضرت عائشہ
 مطہرہ رضی اللہ عنہا تھے پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
 اکثر اہل مدینہ کو کھلائے اور وہ روز بارہویں ربيع الاول تھا
 اور شاید یہ وہی اصل ہے کہ اس دن لوگ یوم المولد یعنی عرس
 شریف حضرت کا ٹھہرائے ہیں ایضاً کتاب مذکور میں منقول ہے
 علامہ شیخ ابن حجر مکی نے شرح میں اربعین امام نووی کے
 لکھا قال الامام ابو شامہ شیخ المصنف رحمہما اللہ تعالیٰ
 ومن احسن ما ابتداع فی زماننا ما یفعل فی
 کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولد صلی اللہ علیہ و
 اللہ وسلم من الصدقات واصطناع المعروف واظهار
 الذمۃ والسرور وانتهی ترجمہ لکھا ابو شامہ شیخ مصنف
 رحمہما اللہ نے اور بہترین اون چیزوں کا جو ایجا د کیا گیا وہ
 خیر ہے جو کیا جاتا ہے ہر سال میں اس روز میں جو موافق
 ہے روز پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے
 صدقات و امور خیر سے اور ظاہر کرنا زینت اور خوشی کا

اور ایضاً اس کتاب میں مسطور ہے اور بھی ابن حجر مکی نے نعمتہ
 الکبریٰ علی العالمین حافظ ابن حجر عسقلانی سے نقل کیا ہے یعنی
 ان یجرب الیوم بعینہ فان کان ولادیلہ فینقع الشکر بما
 یناسب اللیل کالاطعام والقیام وان کان ولادہا
 یرافیما یناسبہ کالصیام والا بل ان یکون ذالک
 الیوم من عدد امام الشہر بعینہ حتی یطابق قصۃ نوح
 علیہ السلام فی یوم عاشوراء ترجمہ چاہئے کہ حضرت
 کا شکر ولادت شریف بھی دن ولادت شریف کا بعینہ تلاش کیا
 جاوے پس اگر حضرت شب کو تولد پائے ہیں پس چاہئے کہ وہ
 عبادت شکر یہ ادا کیا جاوین جو مناسب شب کے ہو وین جیسا
 کھانا کھانا اور نماز ادا کرنا اور حضرت ذکو تولد ہوئے ہیں تو عبادت
 و ات شکر یہ وہ ادا کئے جاوین جو مناسب دن کے ہو وے
 مثل روزہ کے اور ضرور رہے کہ وہ روزہ منے کی تاریخ بھی
 وہی اختیار کیا جاوے کہ جس تاریخ میں حضرت تولد پائے ہیں
 تاکہ مطابق ہو وے قصہ موسیٰ علیہ السلام کو یوم عاشوراء میں
 یعنی جبکہ موسیٰ علیہ السلام کو نجات فرعون سے یوم عاشوراء ہوئی
 تو موسیٰ علیہ السلام اوسکی خوشی اور شکر یہ بین ہر سال یوم عا
 شوراء روزہ رکھتے آئے اور ایضاً اوسی کتاب میں تحریر ہے اور
 شیخ ابن الرضاع نے تذکرۃ المحبین میں لکھا ہے من اداب
 المحب لہدانی الکریم صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم
 ان یکون معظما یعدتہ میتلادہ وللیوم الذی اظهر فیہ فیضی

کل شایق و محب ان یظهر السرور و البشائر فی البیة و
 صبیحتها و تمتع آلہ و اولادہ مما امکن له بحصول برکتها
 و مدخل السرور علیہم وعلیہم انہ انما جعل ذالک محبتہ
 لتلك البیة و سرور لہا و اعتناء بفضاہا و یسینانہا
 الشرف الیالی عند الله انتہ ترجمہ ادا ب سے محب
 کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے یہ ہے کہ وہ تعظیم کرے شب
 میلاد کو حضرت کے اور اوس روز کو جس میں حق تعالیٰ نے حضرت
 کو ظاہر کیا پس چاہئے کہ ہر شایق اور محب کو کہ خوشی اور
 بشارت ظاہر کرے اوس شب میں اور صبح کو اوس کے
 اور نفع پہنچا دے اپنے اہل و عیال کو واسطے حصول برکت
 اوس شب کے اور معلوم کرائے او کو کہ اوس نے یہ کام
 واسطے محبت اور خوشی اوس شب کے اختیار کیا اور واسطے
 تعظیم اور تکریم اوس شب کے اوس امور کے جانب متوجہ ہو
 اور بیان کرے کہ وہ شب سب شیون میں افضل ہے حق تعالیٰ
 کے نزدیک انتہو ایضا اوس کتاب میں ہے اور حافظ جلال
 الدین سیوطی نے وظائف الیوم واللیلة میں فرمایا و عمل
 المولد کل سنة فی ربيع الاول استبشاراً و سروراً
 بمولد النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حسن محمود و انتہ
 ترجمہ اور عمل مولود کا ہر سال ربيع الاول میں واسطے خوشی
 اور بشارت تولد شریف حضرت کے بہتر اور پسندیدہ ہے نہ
 اوس کتاب میں ہے اور شیخ الانام ربان الدین بطوی نے

موعدا کرام میں لکھا ہے حق علیٰ کل انسان من امتہ و
 الداخل فی ملتہ التوفیر لہذا المولد السعید فی کل
 عام جدید واولیٰ ما کان ہذا التوفیر فی ہذا
 الشہر الظاہر فیہ انتہی ترجمہ حق ہے اوپر ہر انسان
 کے امت سے آپکے اور وہ جو آپکی امت میں داخل ہیں مشہور کرنا
 اوس روز تولد مبارک کو ہر سال میں اور بہتر یہ شہرت مولود
 شریف کی اوس ماہ میں کہ جب میں آپ تولد پائے ہیں انتہی فیضاً
 اوس کتاب میں ہے اور علامہ قسطلانی نے شرح مواہب
 اللدنیہ میں لکھا ہے فرحم اللہ امرأۃ اتحد لیالی شہر مولد
 المبارک اعیاداً لیکون اشد عتہ علی من فی
 قلبہ مرض و داعی ترجمہ پس رحم کرے حق تعالیٰ اوس
 شخص پر جس نے آپکی شب مولود کو عید ٹھہرایا تاکہ ہو دے
 جسکے دل میں مرض صعب اور بیماری سخت ہے سخت ناگوار
 انتہی فیضاً اور فتاویٰ طنداری میں مذکور ہے لا باس
 بالجمعیۃ التی فی کل سنۃ للشیخ اجمیل الکبیر احمد بن
 علوان نفع اللہ بہ فان المقصود بہ نہ یأمرۃ والقرآن
 لہ ترجمہ نہیں خوف ساتھ اوس اجتماع کے جو کیا جاتا ہے
 ہر سال میں واسطے شیخ بزرگ احمد بن علوان کے حق تعالیٰ
 انکی ذات سے نفع دیوے اس واسطے کہ مقصود اوس سے
 انکی زیارت اور انکے واسطے قرأت قرآن ہے انتہی فیضاً
 فیہ اور اوسى فتاویٰ میں مسطور ہے لا باس بنیارسۃ الام

لیاء فی یوم معروف کزیارت الشیخ الجلیل الکبیر عیسیٰ
 ابن اقبال الہتار فی کل سبت من رجب الفرد و
 کذا بزیاارت الشیخ الجلیل الکبیر اخی الغیث بن جمیل
 فی آخر سبت منه وکذا الایاس بزیاارت الشیخین
 الجلیلین العظیمین المشہورین محمد بن ابی بکر الحکمی و
 محمد بن حسین البجلي و من معهما من اولیاء فی اول
 خمسين منه و لا انکار بل تستحب الزیارت ہولاء و الا
 ولیاء ترجمہ نہیں خوف ہے ساتھ زیارت اولیاء کے رو
 معین میں مانند زیارت شیخ جلیل کبیر عیسیٰ ابن ہتار کے ہر سبتہ
 فردین رجب کے ایسا ہی زیارت شیخ جلیل کبیر ابی الغیث بن
 جمیل کی آخر سبتہ رجب میں اور ایسا ہی نہیں خوف ہے ساتھ
 زیارتہ و شیخ جلیلین اور قطبین کے جو مشہور ہیں ساتھ محمد بن
 ابی بکر الحکمی کے اور محمد بن حسین البجلي کے اور جو ادائے
 ساتھ ہیں اولیاء سے اول پختہ بن رجب کے اور نہ انکا
 ہے بلکہ ان اولیاء اللہ کی زیارت مستحب ہے ایضاً فی او
 مجموع الروایات میں مذکور ہے ان ابراہان بخدا
 اولیئہ فلیتخذ یا دہر اک یوم موتہ و یحاط فی الساعۃ
 اتقی نقل فیہا سر و حد لا ان ارجح الموتی یا تون فی ايام
 الا عراس فی کل عام فی ذالک الموضع فی ملک الساعۃ
 ینبغی ان یطعم الطعام و الشراب فی تلک الساعۃ
 فان ارجحہم یفرحون بذالک و یدعونہم لہم

او علیہم انتہی ترجمہ اگر کوئی ارادہ ضیافت کا کرے پس ٹھہرے
 اسکو ساتھ یا فی روز وفات میت کے اور احتیاط کرے سبج اور
 ساعت کے کہ حسین روح اوسکی پرواز کی ہے اسواسطے کہ
 ارواح اموات کے اوس ساعت میں آتے ہیں پس چاہئے کہ کھانا
 اور پینا اوس ساعت میں کھلا دے اور پلا دے اسواسطے کہ اوس
 ارواح اوس سے خوش ہوتے ہیں اور اذکوہ عادی تے ہیں
 ورنہ اذکوہ عادی تے ہیں ایضاً فیہ اور شیخ احمد بن محمد الفاروقی
 نے توضیح الہدیٰ یا اعمال النعمین مسطور کیا فی بعض
 الکتاب اذا اراد ان یتخذ الوضیۃ ینفی ان یمتھل بادر
 یوم موتہ یمتھل فی الساعۃ التي ینقل بہ روحہ فان
 ارواح الموتی یا فون فی ایام الاعداس فی کل عام فی ذالک
 الموضع ملک الساعۃ ینفی ان یطعم الطعام والشراب
 فی ملک الساعۃ فان ذالک یفرحہ ارواحہم وان فیہ
 تاثیر بلیغ فاذا اراد شیئاً من الماکولات والمشروبات
 یسرون ویلعون لہم والاشترنوا علی ذالک
 ودعوا علیہم ترجمہ اور بعضے کتب میں ہے جسوقت کہ اراد
 کرے کہ تیاری طعام کرے چاہئے کہ کوشش کرے یا نہیں
 روز وفات میت کے اور احتیاط کرے اوس ساعت میں کہ
 حسین روح میت کی بدنئے نقل کی اسواسطے کہ ارواح میت
 آتے ہیں ایام عرس میں ہر سال اوس موضع میں اوسوقت اور چاہئے
 کہ کھلا دے اور پلا دے اوس ساعت میں اسواسطے کہ یہ

باتاؤنگی اردا کھن خوش کرتی ہے اور تحقیق کہ اوسمین تاثیر بلیغ
 ہے پس جو وقت کہ ارادہ کوئی کھلانے کا اور بلانے کا وقت
 رحلت میں اونکے کرے پس وہ اموات اوسنے خوش ہوتے
 ہیں اور اونکے واسطے دعا دیتے ہیں ورنہ اونکو بد دعا دیتے ہیں
 اور غمگین ہوتے ہیں ایضاً فیہ اور شیخ عبدالحق دہلوی نے ما
 ثبت بالسنہ فی الايام والسنہ میں لکھا ہے فان
 قلت هل لهذا العرف الذي شاع في ديارنا في حفظ
 اعراس المشايخ في ايام وفاتهم اصل فان يك عند
 علم بذالك فاذا ذكره قلت ساءلت عن ذالك شيخنا
 الامام عبد الوهاب المتقي المكي فقال ذالك من
 طرق المشايخ وعاداتهم ولهم في ذالك نيات
 قلت كيف تعين ذالك اليوم دون سائر الايام قال
 فطائر كما فتح بعض المشايخ بعد الصلوة ولا كحال
 يوم عاشوراء فانه سنة على الاطلاق بل عتله من
 جهة الخصوصية ثم قال وذكر بعض المتأخرين من
 مشايخ العرب ان اليوم الذي وصل الحجاب لغرت
 وخطاير القدس برجحي من الجن والبركة والنورانية
 اكثر واوفر من سائر الايام ثم اطرق منيا ثم رفع راسه
 فقال لم يكن في من السلف شيء من ذالك وانما
 هو من محسنات المتأخرين والله اعلم ترجمہ پس اگر
 کہے تو ایسا واسطے اس عرف کے جو شایع ہمارے ملک میں

ہے محافطت اعراض شایخین میں اونسکے ایام وفات میں کچھ اصل سے پر
 اگر تجھے کچھ معلوم ہو اس باب میں تو بیان کر کہوں نگاہ میں کہ میں نے اس امر
 میں اپنے شیخ امام عبدالوہاب متقی مکی سے پوچھا انہوں نے کھا کہ بھلا
 مشایخین کے طریقوں اور اونسکے عاداتے سے اور مشایخین کے واسطے
 اس میں نیشین ہیں کھامیں نے کس طور سے معین کرنا اس روز کا سوا ہے اور
 ایام کے کھے انہوں نے اور اونسکے واسطے بہت مثالیں ہیں جیسا کہ مصلحت
 بعضے مشایخین کا بعد نماز کے اور سرمہ لگانا روز عاشور کا پس وہ
 سنت میں علمی الاطلاق بدعت ہیں باعتبار خصوصیت کے پھر کھے شیخ علی
 متقی نے کہ ذکر کئے بعضے متاخرین عرب نے کہ جو روز کہ اولیاء اللہ
 جناب غرت اور مقام قدس میں داخل ہوئے اوس روز میں امید خیر و
 برکت اور نورانیت اور دنوں نے زاید ہے پھر تھوڑی دیر تامل کر کے
 سر کو اپنے بند کر کے کھے کہ یہ زمانہ سلف میں نہیں تھا بلکہ یہ امور خیر
 نکالے ہوئے متاخرین کے ہیں واند اعلم انہو ایضاً فیہ اور ہی توضیح
 الحمد للہ کہ میں مسطور ہے قال المشایخ والعلماء ینبغی للزائر ان یرکب
 وقت وصلاہ خصوصاً فی یوم العرس فان له تاثیرا بلیغاً وانہم
 قد وجدوا فی الزیارة فی ہذا الوقت فائد باطنیہ وبراہن
 وکرامات ظاہرۃ اکثر ما وجدوا فی حال حیولہم وبہذا قال
 الشافعی رحمۃ اللہ علیہ فی موسی الکاظم التریاق الجرب وکان
 الشیخ ابو عبد اللہ النوری یقول اذا کانت الرحمة تنزل عند ذکر
 ہم فما ظنک بمواطن اجتماعہم علی بہم ویوم قد وہم علیہ
 باخروج من ہذا الدار الفانیۃ المملوۃ بالحدیث والشدائد وهو

قرہم من ربہم فارغین عن العلائق البشیریہ والوساوس
 النفسانیۃ والہوجس الشیطانیۃ فزیارتہم فی ذالک الوقت
 تھیۃ لہم وتعرضہم لما یقبل ولہم من نزول الرحمتہ وحصول
 زیادۃ القرب عن ربہم فہی اذن مستحبۃ ان سلامت من
 محرم و مکروہ ترجمہ کہے مشائخ اور علمائے چاہئے زیارت
 کرنیوالیکو کہ رعایت کرے وقت وصال کو ولی کے حضور روز
 عرس میں پس تحقیق کہ اوس روز کو تا شیریں ہے اور تحقیق وہ
 لوگ پاسے ہیں اوس وقت کی زیارت میں فوائد باطنیہ اور برکات اور
 کرامات ظاہرہ اکثر اوس سے جو حال حیات میں اونکے پاتے تھے او
 اوسی سبب سے کہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے قبر موسیٰ کاظم
 رضی اللہ عنہ کی تریاک مجرب ہے اور شیخ ابو عبد اللہ نوری کہتے ہیں کہ
 جس وقت کہ رحمت الہی وقت ذکر اولیاء اللہ کے نازل ہوتی ہے پس کیا گام
 ہے تیرا ساتھ مقامات اجتماع اونکے اور حاضر ہونے اونکے پاس
 حق تعالیٰ کے اور روز نکلنے اونکے اس دار فانیہ سے جو ہر اچھے شے
 اور کھلیفہ نے وہ قرب اون لوگوں کا پروردگار سے اپنے اوس حالت
 میں کہ وہ خالی ہیں علائق بشریہ سے اور وساوس نفسانیہ سے اور علائق
 شیطانیہ سے پس زیارت اونکی اوس وقت میں مہیا ہونا ہے اونکی خدمت
 میں اور پیش آنا ہے اوس چیز کو جو اونکے واسطے ہر آن نئی نئی شان
 کے نزول رحمت اور حصول زیادت قرب الہی سرفراز رہتا ہے پس وہ
 زیارت اس وقت میں مستحب ہے جس وقت کہ سلامت رہے مہرام اور
 مکروہ سے انتہا ایضاً فیہ فی تفسیر الدہر تحت قولہ تعالیٰ سلام

علیکم بما صبرتم فنعیم عقبی الدار اخرج ابن المنذر ابن
 مردودیه عن النضر بن رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کان یأتی اُحدًا اکل عام ویسلم علی قبور
 الشہداء ویقول سلام علیکم بما صبرتم فنعیم عقبی الدار
 واخرج ابن جریر عن محمد بن ابراہیم قال کان النبی
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یأتی راس کل حول ویقول
 سلام علیکم بما صبرتم فنعیم عقبی الدار ابو بکر وعمر
 وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم کانوا یفعلون کذاک و
 راوی ان فاطمہ رضی اللہ عنہا کانت تاتی قبور حمزہ ابن
 المطلب رضی اللہ عنہ فی کل عام فتقوم انتہی ترجمہ
 اور تفسیر در رین تحت قول حق تعالیٰ کہ سلام علیکم بما صبرتم فنعیم
 عقبی الدار کے مرقوم ہے روایت کئے گئے ابن منذر سے انہوں
 نے ابن مردودیہ سے انہوں نے النضر رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آتے شہداء اُحد کو ہر سال اور سلام کرتے اور
 قبور شہداء کے اور کہتے کہ سلام ہے اور تمہارے بسبب صبر کرنے
 تمہارے پس بہتر ہے دار آخرت اور روایت کئے ہیں ابن جریر نے
 محمد بن ابراہیم سے کہے انہوں نے کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کہ آتے ہر سال کے شروع میں قبور شہداء اُحد پر اور کہتے کہ سلام ہے
 اور تمہارے الحم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم
 بھی ایسا ہی کرتے اور روایت کیا گیا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر
 سال میں قبر حمزہ رضی اللہ عنہ پر آتے اور مرست قبر کی کرتے ایضاً

اور شیخ عبدالحق دہلوی نے ماثبت بالسنۃ میں تحریر فرمایا ہے
 قلہ فی ہذا الروایت یکون عرسہ تاسع ربیع الآخر و ہذا
 هو الذی اور کنا سیدی الشیخ العارف الشیخ عبد الوہاب
 القادری المحنفی المکی فائدہ قدس سرہ کا فتیحا فط
 فی یوم عرسہ رضی اللہ عنہ ہذا التاریخ اما اعتمادا
 علی ہذا الروایت او علی ما سرائی من شیخہ الکبیر علی
 المتقی او من غیرہ او من المشایخ رحمۃ اللہ علیہم انتہی
 ترجمہ کہا میں پس ساتھ اس روایت کے ہوتا ہے عرس شریف جاب
 محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کا نوین ربیع الثانی کو اور یہ وہی ہے کہ
 ہم نے شیخ عارف الشیخ عبد الوہاب حنفی کو جسر پائے ہیں کہ وہ فقط
 عرس شریف حضرت کی اس تاریخ کو کیا کرتے یا اعتمادا دوس روایت
 پر یا دوسرے جو انہوں نے اپنے شیخ کبیر علی متقی کو یا دوسرے سوائے
 اور شاہین کو دیکھے رحمۃ اللہ علیہم ایضاً فیہ اور مخزن میں مسطور
 ہے حضرت سید محمد ندہ نواز قدس سرہ بروج قطب عالم خواجہ فیض
 الدین قدس سرہ در شب ہر دہم رمضان المبارک بسیار تصدق
 کر دے و اطعام فقراء و مساکین نمودے انتہی ایضاً فیہ اور خزانہ
 جلالیہ میں جو موقوف حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہ ہے مذکور
 ہے یکے از شرائط صدق اردات انیت کہ بروج کے کہ اطعام
 کند باید کہ در وقت لطیف کہ آن بزرگوار رحلت کردہ بفقراء اطعام نماید
 اور مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ نبیاء فی سلاسل لو
 لیا را اللہ میں تحریر فرمایا یا خبر فی سیدی الوالد قال

کتب اصنع فی ایام المولد طعاما صلته بالنبی صلی اللہ علیہ و
 آلہ وسلم فلم یفتح لی فی سنتہ من السنین شیء اصنع
 به طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیا ففسمته بین الناس
 فرأیتہ صلی اللہ علیہ وسلم و بین یدیه هذا الحمص
 ترجمہ خبر دئے مجھے میرے والد نے اور کھے کہ میں ایام میں
 تولد شریف حضرت کے تیار کی کھانکی کیا کرتا بطریق ہدیہ نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کے پس ایک سال مجھے کچھ مسیر نہ آیا کہ میں کچھ اس سے
 تیار کی طعام کروں پس ہنیں پایا میں گرنخو دبریان پھر میں نے اس
 نخو دبریان کو تقسیم لوگوں میں کیا پھر دیکھا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو او
 ر وبر و حضرت کے وہ نخو دبریان تھے اس واس سے یہ معلوم ہوا کہ وہ نخو
 دبریان ہی حضرت کے جناب میں مقبول ہوئے اور مقبولیت علامت
 اور آثار خلوص عقیدت اور صفائی محبت ہے ایضاً فیہ اور مولانا موصوف
 نے ہمعات میں تحریر کیا اینجاست حفظ اعراس مشایخ و مواظبت بر
 قبر ایشان و التزام فاتحہ خواندن و صدقہ دادن بر اے ایشان و اعتنا
 تمام کردن بہ تعظیم آثار و اولاد متسبان ایشان انتہی ایضاً فیہ مولانا شب
 عبد الغر صاحب اپنے فتوے میں تحریر کیا در تمام سال و مجلس و نماز
 فقیر منعقد میشود ذکر مجلس مولود شریف و ذکر شہادت حسین رضی اللہ
 عنہما اول کہ مردم روز عاشورا یا یکدور و نیش ازین قریب چہار صد
 یا پانصد کس بلکہ قریب ہزار کس و زیادہ ازان فراہم سے آید و در
 میخوانند بعد از انکہ فقیر سے آید سے نشیند و ذکر فضایل حسین کہ در حد
 شریف وارد شدہ در میان سے آید و آنچه اخبار شہادت این بزرگان

و تفصیل بعض حالات و بد مآلی قاتل ایشان وارو شدہ نیز بیان کردہ
 میشود و درین ضمن بعض مرثیہ ہا از غیر مردم یعنی جن و پری کہ حضرت
 ام سلمہ و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم شنیدہ اند نیز مذکور مے شود و خواہا
 متوحش کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما و دیگر صحابہ دیدہ اند و دلائل
 بر فرط اندوہ بروح مبارک حضرت جناب رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
 مے کنند مذکور میشود و بعد از ان ختم قرآن و پنج آیت بر ما حاضر فاتحہ نمود
 مے آید اگر شخصی خوش اسحاق سلام مے خواند یا مرثیہ شروع کند اکثر
 حضار مجلس و این فقیر سام رقت و بکا لاحق میشود امنیت قدریکہ بعمل می
 پس اگر این چیز ہا نزد فقیر ہمین وضع کہ مذکور شد جائز مے بود اقدام بر ان
 اصلا نمی کرد یا فی مجلس مولود شریف پس حال این امنیت کہ بتاتبع دوار دم
 شہر ریح الادل ہمین کہ موافق معمول سابق فرام شوند و در خواندن درود
 مشغول گشتند و فقیر می آید اولاً بعضی از احادیث فضایل آنحضرت صلی اللہ
 علیہ و آلہ وسلم مذکور می شود و بعد از ان ذکر ولادت با سعادت و بندہ
 از حال رضاعت و حلیہ شریف و بعضی از آثار کہ درین آوان بطور آرا
 بمعرض بیان مے آید پسترا حاضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم کن
 بجا حاضرین مے شود انتہا و رہی مولانا مے موصوف نے تفسیر عزیزی میں
 تحت و لیال عشر کے لکھا وہ یہ ہے اول محرم است کہ ایام کربت
 و غربت شہداء است ثواب بیجا ب صبر و رنج کہ در راہ خدا کشیدہ اند
 بہ ارواح مقدس آنھاد ران دہ ایام نازل مے شود انتہا و مولانا
 رفیع الدین صاحب برادر مولانا شاہ عبدالغفر نے بھی جواز پر فتویٰ دیا
 ہے چنانچہ سوال و جواب یہ ہے سوال بر سر قبر بزرگے در سال

جمع آمدن و آزار و زوفات و عرس قرار دادن با وجودیکه زمان امر
 سیال غیر قرار است چه حکم دارد جواب اگر چه زمان غیر قرار و سیال است
 اما آنچه با تقدیر کرده می شود زمان از شب و روز و ماه و سال اینها را
 شرعاً و عرفاً دوره مقرر است چون دوره تمام می شود باز از سر نو شروع
 میشود و همین حساب رمضان بشهر صوم و ذیحجه بشهر حج و محرم بشهر و دیگر در
 دوره حکم اتحاد با نظیر او داده می شود چنانچه در حدیث وارد است که
 یهو و عرض کردند در خباب رسالت صلی الله علیه و سلم که حق تعالی نجات
 موسی علیه السلام و غرق فرعون درین روز عاشورا کرده است براس
 شکرانه روزی که دریم خباب رسالت صلی الله علیه و سلم فرمود
 انا الحق موسی منکم مضام یوم عاشورا و امر الناس بصیامه
 و نیز حضرت نبی کریم صلی الله علیه و سلم بلال رضی الله عنه را وصیت
 کردند بصوم یوم دوشنبه و فرمودند فیه ولدت و فیه انزل علی
 و فیه هاجرت و فیه اموت بنا برین یاد کردن آن تاریخ
 و آن ماه رسم افتاده و چون مردمان ازین جهان بجا فطرت این
 رسم گذشته اند ایشان را انتظار بسوی ولد یا کس دیگری تا قرب
 خود می باشد پس رفع انتظار ایشان فایده ایست مقدریه و به
 علامات و مکاشفه دریافت شد که در چنین روز اجتماع ارواح و
 در عالم برزخ هم می شود پس امداد بدعا و ختم و طعام بدعتی
 است بباح و وجهه حج ندارد و انتویس جبکه تعیین تاریخ کا جو
 علماء دین کی تصریح می بین بود چنانکه هم گفته بین که تعیین نکرد
 سنت می مخالف نمیدان بلکه موافق سنت است و یکی نجات موسی

علیہ السلام اور غرق فرعون کے باعث عاشور کی تعیین ہوئی اور
 اوس روز کا صوم اور لا فرض ہوا بعد از ان صوم رمضان کی
 فرضیت سے اوسکی فرضیت منسوخ ہوئی اور استحباب اوسکا باقی رہا
 اور ولادت اور بعثت کے باعث سے دوشنبہ کی تعیین ہوئی اور
 اوسکا روزہ منسوخ ہوا اور آدم علیہ السلام کی پیدائش اور وفات
 وغیرہ کے باعث سے جمعہ کی تعیین ہوئی چنانچہ سب امور اتحد
 صحیحہ سے ثابت ہیں پس اس سے ثابت ہوا کہ زمانہین معظم امور
 ہونیکے باعث وہ زمانہ اور اوسکے نظیر تشریف ہوتے ہیں ملا علی قاری
 نے شرح مشکات میں تحت حدیث کسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 عن صوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علی من واه سلم
 کے لکھا ہے فی الحدیث دلالت علی ان الزمان قد تشریف
 جمایق فیہ وکذا لمکان اتھرتہر جمیع حدیث کے دلالت ہے اس
 بات پر کہ زمانہ کہی بزرگی پاتا ہے بسبب اوسکے جو چیز کہ اوسمیں واقع
 ہوتے ہیں اور ایسا ہی مکان بھی پس ربیع الاول وغیرہ کے تعیین
 کا جو از بھی اوسمیں واقع ہوا سو امور معظمہ کے باعث ثابت ہوتا ہے
 چنانچہ علماء اعلام جیسے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی اور شیخ المحققین
 حافظ جلال الدین السیوطی وغیرہ نے جو رتبہ اجتہاد فی المذہب کا
 رکھتے تھے احادیث صحیحہ سے اوسکا استحباب استناد کیا ہے حافظ
 ابن حجر عسقلانی نے حدیث عاشور کو ذکر کر کے فرمایا فیستفاد منه فضل
 الشکر لله تعالیٰ با انواع العبادات علی عامن بل فی لم معین من
 اسلاما و دفع لقمہ و یعاد ذالک فی نظیر ذالک الیوم من کل سنہ

وای فخر اعظم من فخر نیر و سر هذ البنی نبی الرحمة فی ذالک
 الیوم صلی اللہ علیہ والہ وسلم انتہوا سکو ابن حجر کی نے نعمتہ الکبریٰ
 علو العالم من نقل کیا ہے ترجمہ پس فایده لیا جاتا ہے اس حدیث سے
 فضیلت شکر حق تعالیٰ کی ساتھ انواع عبادات کے اوپر اوس چیز کے
 جو احسان کیا اوسکے ساتھ حق تعالیٰ نے روز معین میں احسان یاد فرما
 سے اور اعادہ کیا جاتا ہے پھر سچ مثل اوس روز کے ہر سال سے
 اور کونسی نعمت بزرگ تر ہے اوس نعمت سے کہ زیارت اس نبی
 کی جو نبی الرحمہ میں کیا جاوے صلی اللہ علیہ والہ وسلم انتہو معہذا سالانہ
 کی تعیین پر خود حدیث شریف صراحتہ وارد ہے سید السہودی
 نے وفاء الوفا دین تحریر کیا روی ابن شیبہ عن عباد
 بن ابی صالح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان
 یأتی قبور الشهداء باحد علیہ السلام فیحول فیقول سلام
 علیکم بما صبرتم فتمنع عقوب الدار وقال رجاء ہم البوکری ثم
 عثمان رضی اللہ عنہم فلما قدم معاویہ ابن ابی سفیان
 رضی اللہ عنہما حاجا جاءهم قال وکان النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم اذا وجه الشعب قال سلام علیکم بما صبرتم فتمنع
 عقبی العالمین انتہو ترجمہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عباد
 بن ابی صالح سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر
 سال میں قبور شہداء احد کے پاس آتے اور فرماتے سلام ہے
 اوپر تمہارے بسبب صبر تمہارے پس بہتر ہے دار آخرت اور
 کہے کہ آئے قبور شہداء احد کے پاس البوکری اور عثمان رضی اللہ عنہم

پس جسوقت کہ معاویہ ابن ابی سفیان واسطے حج کی آئے قبور شہداء
 احد کے نزدیک آئے اور کھکھے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 آلہ وسلم کہ فرماتے جسوقت کہ متوجہ ہوتے شعب احد کے جانب
 سلام ہے اوپر تمہارے بسبب صبر تمہارے پس بہتر ہے ثواب
 عمل کرنیوالوں کا انتہور و المختار میں شرح لباب المناسک سے نقل
 کیا ہے و مستحب ان یزور شہداء احد امام وی ابن ابی
 شیبہ ان التبیح صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کان یاتی قبری
 الشہداء علی اس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبر
 تم فنعیم عقبی الداس ترجمہ اور مستحب ہے زیارت شہداء احد
 کے واسطے کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے کہ تحقیق نبی صلی اللہ
 علیہ و آلہ وسلم تھے کہ آتے قبور شہداء اوپر ہر سال پھر کہتے کہ سلام ہے
 اوپر تمہارے بسبب صبر تمہارے پس بہتر ہے دار آخرت انتہور
 ابن حجر مکی نے حسن التوسل میں شہداء احد کی زیارت کو جاور
 تو وہی دعا پڑھنا کر کے استدلال کیا ہے پس یہ حدیث متعدد طرق سے
 وارد ہونا اور حنفیہ اور شافعیہ اس سے استدلال کرنا اس حدیث
 کی صحت پر دلیل قوی ہے اور اوسمیں سالانہ پر تصریح ہے پھر جب
 سالانہ کی تعیین صحیح حدیث سے ثابت ہوئی تو اسکا انکار محض لغو
 ہے فافہم ولا تکن من الممتزین فتح الحق کے مضامین
 بھان تمام ہوئے شاہ محی الدین دیلوری نے فصل الخطاب میں
 لکھے ہیں کہ یہ حدیث یعنی یاتی قبور الشہداء علیہ اس کل حول کتاب
 ابن جریر میں موجود ہے اور چونکہ کتاب ابن جریر میں سبب قسم کے

حدیثین موجود ہیں اور کتاب مذکور صحاح ستہ سے بھی بہین اسو سٹ
 اس حدیث کو اکثر علما ضعیف کہتے ہیں پھر بعد چند سطور کے شاہ صاحب
 موصوف لکھتے ہیں کہ اکثر علما حدیث ابن جبر را ضعیف لکھتے اند و
 حدیث ضعیف و فضائل اعمال معتبر است کما فی شرح سفر السعاد
 و در المختار نیا بران محبوب الہی شیخ نظام الدین بد اوئی و قدوت
 الاولیاء شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی و زبدۃ العرفا خواجہ منبہ نواز
 سید محمد کیو دراز دہلی کامل مکمل شیخ بہا و الدین ذکر یا و دیگر اولیاء
 و علما دین بلاد و اکثر دیار بر اسے اداسے حقوق ابا و اجداد و شیخ
 و استاد اہتمام رفوایح و اعراض و اشقتہ اند قدس اسرار تم انتہر
 سوط الرحمن علم قرین الشیطان میں مسطور ہے مولوی رفیع
 الدین نے رسالہ مذکور قرائت اولیا میں لکھا ہے قسم دیگر آنکہ حاکم یا
 زمیندار بر اسے صلہ و بر بار و اح میت و بیعت خوشنودی و در رضا
 بہ یکے علم التعمین بدید و یا بطریق ہدیہ سالانہ و فصلانہ بنام آن فقرا
 ساز و دوا میں قسم نیز جایز است بنا بر حمل بر آنکہ جناب رسالت صلو اللہ
 علیہ وسلم از طعام و لحم نزد صدیقی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا
 سے فرستادند انتہر ایضاً فیہ مولانا عبد اللہ کجراتی کہ از اعظم علماء
 و صلحا و دقت خود و معاصر شیخ عبدالحق دہلوی اند و وصیت نامہ
 خود نوشتہ تقیدات و تحقیقات در اوضاع و تراکیب ماکولات
 و اقنیات در مقررات بقا تحہ ماے بزرگان از اتفاق و رسوم صا
 است چرا کہ معمول مشایخ کرام و اولیاء عظام است کسانیکہ کمال
 ظاہری و باطنی ایشان متفق کا فہ اسلام است مقید بران بودہ

اند و حکم کرده اند بلکه بعضی از ترکیب کذا ائمه مشهوره که فاتحه دینار
 همان بزرگ باین طور و بر این چیز باید در رسائل و او را داکا برسم
 بنظر آمد مثل ترکیب نوشته اصحاب کشف و غیره که اصل لم معلوم نیست
 فاما علی بر آن مناسب است که داخل تجربات در قی که این قسم تحسین
 بطریق صحیح رویت و فرقی نیست میان آن و این و ظهور برکات و اما
 در این تخصیصات از یقینات است مثل تجربات و تفسیر غریزی در خواص
 سوره بقره نوشته که از خواص مجرب بر این سوره است که در هنگام برآمدن
 ابدی با اطفال که آنرا چیک خوانند وقت صبح ناشسته این سوره
 را بخوانند و در مثل بحضور طفلی که خوانده دم کند و طفل حس ناشتا ناسته باشد
 بفضل الهی آن طفل را در آن ساله چیک نه براید اگر براید ببل و آنرا
 گرد و آسیبه باورسد لیکن شرط آنست که وقت شروع قرات
 آن دو نیم یا و پنج باشد و جغرات بقدر حاجت مستحق را در همان مجلس
 بخوراند و بغیر زاهد ندید و آن مستحق بخوری قاری و طفل مذکور بخورد
سیف ابجبار بین قول عبد الوهاب نجدیکا و جواب علی که
 جواب سکر و دین باب نیازات مین است تحریر کیا جاتا ہے قال المجتهد
 قال الله تعالى وقالوا الحمد للنام و حرث حجر لا يطعمها الا من نشاء
 بن عمرهم و النام حرمت ظهورها و النام کایذکرون اسم الله
 علیه افتراء علیه سیجریهم بما کانوا یفترون هذا بیان ما
 علیه الناس فی زماننا فانهم یخصون الاکلین فی نذر
 رحم و صدقاتهم و یحجرون بعضا کما لا یطعمون طعاما لصد
 قة لحد و بغیر من هو فی سلسله اراقة و یخصونه ملر

میدیہ وما یجعلونہ للعیدر وسر یخصصونہ لاولادہ ویجعلونہ
 لبعض الانعام لغیر اللہ ویقولون ہذا لمحفل وعلو وغیرہا
 ولایذکر ون اسم اللہ علیہا ویقولون ہوللہ ترجمہ کھا
 نجدی نے کھا حق تبار اور کھے وہ لوگ کہ پھر چار پائے ہیں اور زرا
 کہ ممنوع ہے اسکا کھانا عام لوگوں کو نہیں کھلا دینگے اسکو مگر ان
 لوگوں کو کہ چاہیں اپنے زعم میں اور چار پائے ہیں کہ حرام کئے گئے
 پستین اونکے اور چار پائے ہیں کہ نہیں یاد کرتے ہیں نام اللہ کا
 بہ باعث نباوٹ کے اللہ پر قریب ہے کہ خیرا دیونگی ہم اوکو بربا و
 اونکے پھر بیان ہے اس حال کا جسپر لوگ ہیں ہمارے زمانہ میں
 پس وہ لوگ تخصیص کرتے ہیں کھانے والونکی اپنے نذر و نہیں
 روز صدقات میں اور منع کرتے ہیں بعض کو جیسا کہ نہیں کھلاتے
 ہیں طعام صدقہ حداد کا اور نہیں دیتے ہیں اونکو جو اونکے سلسلہ
 ارادت میں شریک نہیں اور تخصیص کرتے ہیں اونکے مریدین کی
 اور وہ صدقات جو کرتے ہیں اسکو واسطے عید و سب کے تخصیص
 کرتے ہیں اونکی اولاد کو اور گردانتے ہیں بعض چار پاؤں کو اور
 غیر اللہ کے اور کہتے کہ پھروا سٹے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور علی
 رضی اللہ عنہ اور غیر ہما کے ہے اور نہیں یاد کرتے ہیں نام اللہ کا
 اوسپر اور نہیں کہتے ہیں کہ پھروا سٹے اللہ کے ہے اسحو اب
 علماء مکہ قالوا ایہا الجاہل معنی الایہ ان المشرکین قالوا لعل
 انشاء الی ما جعلوا لاکھتہم انعام وحرث حجر ای حرام
 لا تطعمہا الا من نشاء یعنی خدم الاوثان والرجال دون

انشاء و انعام حرمت ظہور ہا یعنی الحجامی و امثالہا لایذکرون
 اسم اللہ علیہا فی الذبح و انما یذکرون الہتہم افتراء علی
 بان اللہ امرہم بذلک سیخریہم بما کانوا یفترون فکیف
 یکون بیان الحال بن لم یعتقد الا بنیاء والا ولیاء الہا
 ولم یجعل الا انعام لا لہتہم ولم یقولون ان اللہ حرما و
 یذکرون اسم اللہ علیہا فی الذبح اما تخصیص الا کلین
 فی الذکور و فی الصدقات فباختیار الناظر والمتصل
 والصدقہ للمیت تبلغہ و تنفعہ و لیس بہ فاکل مجبہ و منتسب لکوی
 سببا لمزید سرورہ فالخصیص لہذا السبب او لغيرہ من
 غیر ان یقال انہ حکم اللہ تعالیٰ لا یذخل فی حکم الایۃ الم
 تسمع ما قالت عائشہ رضی اللہ عنہا ما عرفت علی احد
 من نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما عرفت علی خدیجۃ
 و ما رأتھا قط ولا کن کان یکثر ذکرہا و سر جانہ شہ
 ثم یقطعہا اعضاء و یبثہا فی صدایق خدیجۃ اخر جہ
 الشیخان ترجمہ کے علماء مکہ نے کہ اسے جاہل منی آیتہ کی ہے
 ہے کہ مشرکین نے کھے اور اشارہ کئے طرف چار پائے اور زراعت
 کے کہ پھر حرام ہیں کہ نہ کھا دیگا او سکوکرم جسکو چاہیں اپنے خاد
 میں بت اور مرد لوگ سوائے عورتوں کے اور چار پائے ہیں کہ حرام
 ہے سوائے اونکے اپنے ساڈے اور شل او سکے کہ نہیں یاد کرتے
 ہیں نام اللہ کا او سپر وقت ذبح میں بلکہ یاد کرتے اپنے بتوں کو سبب
 بنا دیکھے اللہ پر کہ اللہ تعالیٰ ایسا حکم کیا پس قریب ہے کہ حق تعالیٰ اور

بناوٹ کی اونکو خرا دیو لگا پس کینی ہوگی یہ آیت بیان اوس شخص کے
 حال کی جسے انبیاء اور اولیاء کو معبود نہیں اعتقاد کیا اور نہیں گردانا چاہا
 پائے اور زراعت کو اپنے معبودان اور بتوں کے واسطے اور نہیں کہے
 کہ حق تعالیٰ اؤ کو حرام کیا اور یاد کرتے ہیں نام اللہ کا وقت فوج میں اوپر
 لیکن خاص کرنا کھانے والوں کا مزدورین اور صدقات میں پس بسبب اختیار
 کرنے نذر کرنے والے اور صدقہ دینے والے کے ہے اور صدقہ دہا
 میت کے پہنچتا ہے اور اوسکو نفع دیتا ہے اور میت اوس صدقہ
 سے خوش ہوتا ہے پس کھانا دوست اور مشبہ میت کا باعث زیادتی
 خوشی اوسکی ہوتا ہے پس خاص کرنا اس سبب یا بعیر اس سبب کے سوا ہے
 اس امر کے جو کھا جاوے کہ یہ حکم اللہ کا ہے نہیں داخل ہوتا ہے حکم
 آیت میں آیا نہیں سنا تو نے جو کھی عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ نہیں
 غیرت کی میں نے بیوین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حقد رکھ دیتا
 الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر میں غیرت کی اور حال آنکہ میں نے اؤ کو کبھی
 نہیں دیکھی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اؤ کا ذکر کیا کرتے اؤ
 بسا اوقات بکری فوج کرتے پھر اوسکے اعضا الگ کر کے دوستان
 خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے روایت کیا اس حدیث کو
 بخاری اور مسلم نے انتہا اس دیار میں جو طریقہ فاتحہ بزرگان دین کا
 یہ جاری ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ اور سورے اور درود
 پڑھتے ہیں اس بات میں فرزند قاضی الاسلام قاضی الملک نے کتا
 فتح الحق میں لکھا ہے کھانا سامنے رکھ کر قرآن شریف کے سورے
 وغیرہ پڑھنا جائز ہے اوسمیں شرعاً کچھ قباحت نہیں شیخ شہاب الدین

سہروردی قدس سرہ نے عوارف المعارف میں لکھا ہے
 وكان بعض الفقراء عند الاكل يشترعون وقت سورة من القرآن
 يحضرون ذلك الوقت حتى تنجز اجزاء الطعام بانوار ذلك الشجر
 ترجمہ اور تھے بعض فقراء کہ وقت کھانے کے کسی سورہ قرآن کا شروع
 کرتے حاضر کرتے اپنے وقت کو اس سے تاکہ اجزاء طعام انوار
 ذکر سے منعم ہو دین اور مولانا شاہ عبدالغفری صاحب نے قوی میں
 تحریر کیا ہے دوم بہشت اجتماعیہ مردم کشیر جمع شوند و ختم کلام
 سے کنند و فاتحہ بر شیرینی یا طعام نمود و تقسیم در میان حاضرین نمایند
 این معمول زمانہ پیغمبر خدا صلو اللہ علیہ والہ وسلم و خلفاء راشدین بود
 اگر کے این طور کند باک نیست زیر کہ درین قسم فتح نیست بلکہ فائدہ
 ایاء و اموات را حاصل می شود اور شاہ صاحب دوسرے فتوے
 میں لکھتے ہیں کہ بعد از ان ختم قرآن و پنج آیتہ خواندہ بر ما حاضر بشیرینی
 خواندہ تقسیم ب حاضرین مجلس می شود انشروا یا ہم نصوص شرعیہ
 سے کھانا سامنے رکھ کر قرآن شریف کے سورہ وغیرہ پڑھنے کا جواز
 ثابت کرتے ہیں امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے در التظیم فی فضا
 یل قرآن العظیم میں تحریر فرمایا ہے سورۃ قریش من
 قراء علی طعام بخاف امند امن و کفی وجع الکلیین ترجمہ
 سورہ قریش کو جتنے اوس کھانے پر پڑے گا کہ اوس سے اوسکو
 خوف ہے امن پاویگا اور کفایت کریگا درد گردہ کو امام نووی
 افکار میں تحریر فرمایا ہے وینا فی کتاب ابن السخی عن
 عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما عن النبی

صلوات اللہ علیہ وسلم اندکان بقول فی الطعام اذا قرب الیہ الہم
 بارک لنا فیما نرقتنا وبقا عندنا النار انتہی ترجمہ لینے تلے تختہ
 صلوات اللہ علیہ وسلم فرماتے وقت طعام کے جبکہ حضرت کے نزدیک
 آتا اسے حق تعالیٰ ہمارے واسطے برکت دے اور نگہ رکھ سکے
 عذاب آتش سے اور شیخ شہاب الدین احمد الشرحی اخفی نے کتاب
 مائۃ الفوائد میں تحریر کیا ہے قال النبی صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم
 موقال عند اول الطعام الہم بارک لنا فیما نرقتنا وبقا
 عذاب النار لم یضہ ذاک ولویک فیہ انتہی ترجمہ لینے فرمایا
 انحضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم جسے کھانہ نزدیک اول طعام کے الہم بارک
 لنا آخر تو نہیں ضرر دیگا اور برکت دے جائیگی اور سکوا اور شیخ شہاب
 الدین سہروردی نے عوارف المعارف میں تحریر کیا ہے
 وما یدہب داء الطعام المعیر لمزاج القلب ان یدعو الخ
 اول الطعام ولیسئل اللہ ان یحملہ عونا علی الطاعتہ ترجمہ
 اور منجملہ اوس سے جو لیجاتی ہے بیمار کو طعام کے پھر ہے کہ دعا کرے
 اول طعام میں اور سوال کرے اللہ تعالیٰ کے پاس کہ گردانے اور سکوا
 مددگار طاعت پر اور قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے
 روى البخاری فی ثقاتہ عن ابن عمر عن عبد اللہ بن مسعود عن
 قال حین یوضع الطعام یسب اللہ خیرا لا سماء فی الارض
 و فی السماء لا یضرم مع اسمہ وادع اجعل فیہ رحمتہ وشفاعہ لم
 یضہ ما کان انتہی ترجمہ روایت کیا امام بخاری نے اپنی تاریخ
 میں عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کھا جنے کہے

بحسبوقت کہ رکھا جاوے طعام بسم اللہ خیر الاسماء اور سکودہ طعام ضرر
 نہیں دیگا غور کرو کہ طعام پر سورہ پڑھنا اور ادب کا ثواب اور روح کو پہنچنے
 کے لئے دعا کرنا بھی جائز ہوا اسکا انکار غیر مسموع ہے معینہ حدیث
 شریف میں وارد ہوا کہ اگر دعا لے لیں یا دعا لیں یا دعا لیں یا دعا لیں
 ترجمہ جو امر کہ شان دار ہوا اور ابتدا اور اسکی اللہ کے حمد سے کیا جا
 وے پس وہ قطع البرکت ہے امام نووی وغیرہ ائمہ نے اس
 سے استدلال کر کے ہر امر میں کی ابتدا میں حمد کرنا سنت ہونے پر
 تصریح کئے ہیں پس ہم کہتے ہیں کہ کھانا کا ثواب ایسا ہے کہ روح کرنا بھی
 اس میں داخل ہے اور اسکی ابتدا میں حمد کرنا بھی مندوب ہے اور
 سب برکت کا ہے تو ابتدا سورہ فاتحہ سے کرنا جو وہ بھی حمد ہے
 اللہ اول و اکمل ہے اور اس میں جب تقدیر شرط نہیں تو کھانا سا سنا
 رکھنے میں بھی مجذوب نہیں ہیں امرسون کی عموم جو افراد کہ شامل تھے
 ایک فرد خاص کو غیر جائز عزم کرنا باطل ہے فلا یعباء بہ اشتہر
 مولانا شاہ عبدالغفر صاحب علیہ الرحمہ اپنے فتوے میں تحریر
 فرماتے ہیں طعامیکہ بران نیاز حضرت امامین علیہ السلام می نمایند
 و بران فاتحہ و درود خوانند متبرک است و خوردن بسیار خوب است
 اور مولوی اسحاق دہلوی بھی اپنے فتوے میں لکھا ہے طعامیکہ بران
 نیاز حضرت امامین علیہ السلام می نمایند و بران فاتحہ و قل و درود
 میخوانند متبرک میشود و خوردن آن خوب است اتبہ مضمون فتح الحق
 صف ابجہار میں لکھا ہے اور بھی مولوی رفیع الدین صاحب
 سے استفتاء اس باب میں ہے سوال تخصیص کولات در فاتحہ

بزرگان مثل کچھ اور فاتحہ امام حسین رضی اللہ عنہ و توشہ زفاتحہ
شیخ عبدالحق وغیر ذالک چہ حکم دارد جواب فاتحہ و طعام کی
بے شبہ از مستحسانست و تخصیص کہ افضل مخصوص است باختیار اور و
کہ باعث منع نمی تواند شد این تخصیصات از قسم عرف و عادت
است کہ بمصاحح خاصہ و مناسبہ حیثیتہ ابتدا بطور آئندہ رفته رفته
شیوع یافته در حق کچھ صاحب در مختار و صاحب فنیہ و دیگر
فقہا تصریح نموده اند و تخصیص آن حضرت صلو اللہ علیہ و آلہ وسلم بوج
جانور و تقسیم گوشت آن بعد ازیں خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کہ
بطریق صحیح ثابت است و اللہ اعلم بالصواب انشیر گما
انوار الرحمن لشنویر انجمن میں تکریر ہے در کتاب او چند
ملا علی قاری کہ محدث معتبر است مرویت قال کان یوم الثالث
عن وفات ابراہیم بن محمد صلو اللہ علیہ و آلہ وسلم جامع ابو
ذر عند النبی صلو اللہ علیہ و آلہ وسلم معہ ثمر یا لبسۃ و ابن
الناقیۃ و خبر الشعیب فرضا عن النبی صلو اللہ علیہ و آلہ وسلم
فقرء الفاتحۃ مرۃ و سورۃ الاخلاص ثلاث مرۃ و قرأ الحمد
صل علی محمد انت لها اهل و هو لها اهل فرغ ید ید و مسح
وجہہ فامر ما فیہ ان یقسمہا و قال النبی صلو اللہ علیہ و آلہ
وسلم ثواب هذه الاطعمۃ لانی ابن ابراہیم قرء حمۃ تیسرے
روز وفات ابراہیم فرزند رسول اللہ صلو اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلو اللہ علیہ و آلہ وسلم
کی خدمت میں فرماے خشک اور شیر و نان جو حاضر کے

اور اوسکو حضرت کے نزدیک رکھ دئے پس آنحضرت صلوٰ اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے ایک بار سورہ فاتحہ اور تین بار سورہ اخلاص پڑھ کر پھر صیغہ درو
 کا پڑھے اللہم صل علی محمد وعلیٰ آلہ اہل بیتہ حضرت نے دست
 شریف اپنے بلند فرمائے اور اوسکو اپنے چہرہ شریف پر ملے اور
 حکم فرمائے کہ جو کچھ اوسمیں ہے اوسکو لوگوں میں تقسیم کر دین اور فرما
 یا نبی کریم صلوٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ثواب اس طعام کا واسطے
 میرے فرزند ابراہیم کے ہے ایضاً انوار الرحمن میں تحریر ہے
 اسٹیجی گوید کہ اموات لیاقت ملک نذر نذر تا چہرے مذکور و صدقات
 بیکس نذر این صفہا اینقدر تا مل نمی کنند کہ حق تعالیٰ محتاج مذکور و زکوات
 و صدقات است کہ برائے خود خمس و مذکور و صدقات و کفارات
 مقرر ساخته مقصود از ان غربا پروری و فقیر نوازیست و همچنین انبیا
 و اولیاء را نظر بر نفع رسانی خلائی است نہ فایده ذاتی خود پس چونکہ
 در ان نفع فقراد و مساکین است و خدا و رسول خدا آن را جاری
 کردہ باشند گمان شرک در ان شومی نفس نا فہمان است انہو بھیہ
 کلام مولانا کا شعر بہ سر دقت و شمر بہ ثمرہ لطیف ہے یعنی اولیاء اللہ
 کو چاہا اور دنیا مثل اپنے فریق نجدیہ و مابہ کے جانتے ہیں اور بھیہ نہیں
 سمجھتے کہ وہ لوگ ہیں کہ ذاتا اور صفاتاً فانی بذات حق و صفات حق ہیں
 اور متخلق باخلاق الہیہ ہو گئے ہیں نہ حیات اُن لوگوں کی مثل حیات
 ہمارے ہے نہ حیات اُن کی مثل حیات ہمارے ہے حالت حیات
 بھی وہ لوگ زندہ ہیں بلکہ اُن کو حالت حیات سے بھی قدرت
 عالم برزخ میں زاید حاصل ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے کتاب

حجتہ الہیہ لغیرین لکھتے ہیں فاذا مات اقطعت العلاقات
 ورجع الی مزاجہ فلیتحق بالملایکۃ وصار منہم والہم کالہا
 مہم ویسعی فیما یسعون ویرعبا اشتغل ہولاء باعلاء کاملہ اللہ
 ونصر خرب اللہ ویرعبا کان لہم منہ خبر یان آدم ویرعبا
 اشتغل بعضہم الی صورۃ جسد یدر اشتیاقا ما شیئا من اصل
 جبۃ فخرج ذالک بابا من امثال واختلفت بقرت مذ
 بالنسبۃ الہوائیۃ وصار کالجسد النوری ویرعبا اشتاق
 اجضہم الی معلوم فامد فیما اشتغل قضاء لشوقہا ثم جب
 پس حیوت کہ آدمی کرتا ہے علاقات او سکے منقطع ہوتے ہیں
 اور رجوع اپنے مزاج اصلی کے جانب کر کے فرشتوں کے ساتھ
 ملجاتا ہے اور اوہین سے ہو جاتا ہے اور مثل فرشتوں کے او سکوا لہما
 موتا اور بھی مثل فرشتوں کے سعی کرتا ہے اور کبھی مشغول ہوتے ہیں وہ
 لوگ واسطے بلند کرنے کلمہ حق تعالیٰ کے اور مدد کرنے کے وہ خدا کے
 اور کبھی انکو مقصد نیکی پہنچانیکا ہوتا ہے ابن آدم کو اور کبھی بعض وغیرہ
 سے شوق تکل جدیدہ کے جانب کرتا ہے کہ یہ شوق او کا اصل
 طبیعت سے او سکے پیدا ہے پس یہ شوق او کا دروازہ عالم امثال
 ٹھوکتا ہے اور او سکی قوت روح ہوائی کی ملکہ مثل جسد نورانی کے
 ہوتا ہے اور کبھی بعض اوہین سے شوق طعام کے جانب کر گئے
 ہیں پس انکو جس چیز کے جانب رغبت ہے امداد ہوتی ہے اور
 اوسی کتاب میں تحریر ہے فاذا مات الانسان کان للنفس ثلثا
 اخری فیشی فی فیض الروح الالہی فی قوت فیما بقی من احسب

المشترك تکون فی میتہ السمع والبصر والکلام عبد من عالم المثال
 ترجمہ اور جس وقت کہ انسان مرتا ہے اوسکی جانکے واسطے دوسری
 پیدائش ہوتی ہے پس فیض روح الہی اوسمین قوت پیدا کرتی ہے جو
 کہ جس مشترک کفایتہ سماعت اور بصارت اور کلام کو ساتھ مد عالم مثال
 کے شاہ عبدالغفری صاحب نے تفسیر غزیری میں لکھا ہے در روایت
 آمدہ است کہ نبی را بر اعمال ایتیان خود مطلع می سازند کہ فلان امروز
 چنین می کند و فلان چنان تار و زیامت ادا می شہادت تواند کرد حال
 ارواح در عالم قبر مثل حال ملائکہ است کہ توسط شکل و بدنی کار میکنند
 و مصدر افعال حیوانی و نفسانی میکردند بے آنکہ نفس نباتی ہمراہ داشتہ
 باشند کذا فی سیف البحار بعضہ کتب احوال اولیاء اللہ میں تحریر ہے کہ چار
 اولیاء اللہ اپنے قبور میں مثل تصرف اجار کرتے ہیں اومیں سے ایک حضرت
 محبوب سبحانی غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ دوسرے حضرت
 معروف کرخی قدس اللہ سرہ الغریزین اب وہ روایات ذکر کئے جاتے
 ہیں کہ لوگوں نے صاحبین کو اپنے قبور میں بحشم خود زندہ دیکھے ہیں کتاب
 بشری الکائب للعارف الحبيب میں تحریر ہے اخرج الترمذی وحسنہ
 الحاکم والبیہقی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال انہ ضرب
 بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حناء علی قبر وهو
 لا یحسب انہ قبر فاذا فیہ انسان یقرء سورۃ الملک حتی یتیمها
 فاتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاخبرہ فقال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہذا الما لغتہی المخبیۃ بخیمہ من عند
 القبر ترجمہ روایت کیا ترمذی نے اور حسن کہا اوسکو حاکم نے

اور روایت کیا بہیقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ انہوں نے
 کہ بعض اصحاب رسول اللہ صلو اللہ علیہ وسلم نے چیمہ اپنا ایک قبر پر نصب کیا
 اور انہوں نے نہیں جانا کہ وہ قبر ہے پس یکایک دیکھے انہوں نے ایک
 انسان کو کہ اوسمین سورہ ملک پر تھا ہے یہاں تک کہ او کو ختم کیا پس حاضر
 ہوئے وہ صحابی نے رسول اللہ صلو اللہ علیہ وسلم کے پاس اور خبر دئے
 حضرت کو اس امر کی فرمائے حضرت نے کہ وہ سورہ منع کرینوا الا اور
 نجات دینے والا ہے کہ نجات دیتا ہے او کو خدا ب قبر سے و اخرج
 ابن مندہ عن طلحہ عن عبد اللہ قال ردت ما علی باب لغایتہ فاذا
 کنی للیل فاضیت الی قبر عبد اللہ بن عمر و بین خرام فسمعت
 قرأت من القرآن ما سمعت احسن منها فحجت رسول اللہ
 صلو اللہ علیہ وسلم فذكرت ذالک لہ فقال ذالک عبد اللہ
 الم تعلم ان اللہ قبضہ اس واحہم فجعلہا فی قنادیل من مر
 جد و یا قوت ثم علقہا وسط الجنتہ فاذا کان اللیل روت
 ایہم اس واحہم فلا یزال کذا لک حتی اذا طلع الفجر روت
 اس واحہم الی ما کان فیہ کانت فیہ ترجمہ روایت کیا ابن مندہ
 نے طلحہ بن عبد اللہ سے کھا اور انہوں نے کہ ارادہ کیا میں نے اپنے
 مال کا جو مقام غائب میں تھا پس پایا مجھے شب پس آیا میں نے طرف
 قبر عبد اللہ بن عمر بن خرام کے پس سنایا میں نے قرأت قبر سے کہ
 کبھی اس سے بہتر قرأت نہیں سنا تھا پس حاضر ہوا میں نے رسول
 اللہ صلو اللہ علیہ وسلم کے پاس اور بیان کیا میں حضرت سے اس کیفیت
 کو فرمائے حضرت نے کہ یہ عبد اللہ ہے آیا نہیں جانا تو نے کہ حق

تعالیٰ ارواح مومنین قبض کر کے اونکو قیادیل بقوت اور زرد میں
 رکھتا ہے پھر اوسکو درمیان جنت آویزاں کرتا ہے پھر جسوقت کشف
 ہوتی ہے اونکی ارواح اونکے پاس پہیرے جاتی ہیں پس سیطرح
 رہتے ہیں پھر جبکہ فجر ہوتی ہے اونکے ارواح اوس جاسے پر پہیرے
 جاتے ہیں کہ جس جاسے تھے و اخراج ابو نعیم فی الحلیہ عن ابراہیم
 بن الصمد المہدی قال حدثنی الذین کانوا یمرون بالجحیر
 بالاسماء قالوا اذا مررنا بمحیاز قبر ثابت البنانی سمعنا قرآن
 القرآن ترجمہ روایت کیا ابو نعیم نے علیہ میں ابراہیم بن عبد الصمد
 المہدی سے کھا انہوں نے کہ بیان کیا مجھے اون لوگوں نے جو
 کدڑے تھے مقام حص میں قصہ کہتے ہوئے کہ انہوں نے کھا کہ
 جسوقت ہم مقابل میں قبر ثابت بنانی کے کدڑے قرأت قرآن کو
 سنتے و اخراج ابن مندہ عن سلمہ بن شیبہ قال سمعت ابا
 حامداً لعنار وکان ثقفاً ورجلاً قال دخلت یوم الجمعة المقبر
 نصف النهار فماررت القبرا لا سمیت منہ قرأت القرآن ترجمہ
 اور روایت کیا ابن مندہ نے سلمہ بن شیبہ سے کہے انہوں نے
 کہ سنا میں نے ابو حامد قبر ساز سے اور تھا وہ شخص ثقفاً اور بسا
 کھا اوسنے کہ داخل ہوا من نے روز جمعہ مقبرہ میں وقت نصف
 روز میں پس نہیں کدرا میں اوپر کسی قبر کے مگر میں سنا اوس سے
 قرأت قرآن کو و اخراج ابن مندہ عن عکرمہ قال بیطی المومن
 المصحف یقرأ منہ ترجمہ اور روایت کیا ابن مندہ نے عکرمہ سے
 کھا انہوں نے کہ دیا جاتا ہے مومن یعنی میت مومن مصحف کہ

پر رہا ہے وہ اوس سے راجع ابن مندہ عن عاصم السقطی
 قال حضرت قبر یسوع فنظرت فی قبر فنظرت فاذا شیخ فی القبر متوجہ
 الی القبۃ وعلیہ ازار حضراء حوالہ فی حجرہ مصحفاً یقرأ فیہ
 ترجمہ اور روایت کیا ابن مندہ نے عاصم سقطی سے کھا انہوں نے
 کہ ہم ایک قبر کو کہو دے شہر یمن میں پس سوراخ ہوا ایک پس دیکھا
 میں نے پس یکا یک ایک مرد ضعیف قبر میں متوجہ ہے جانب قبلہ کے
 اور اوس کے جسم پر تھ بند ہے اور اطراف میں اوس کے سبزی ہے
 اور گودھ میں اوس کے قرآن ہے کہ پڑھتا ہے اوس میں و اخرج
 ابن مندہ عن ابی النضیری النیشاپوری المحضار وکان
 صاحباً و مرعاً قال حضرت قبراً فاذا ففتح فی القبر قبر آخر فنظرت فیہ
 فاذا انا شباب حسن الوجہ حسن الثیاب طیب الرائحة جالساً
 منزلاً و فی حجرہ کتاب مکتوب بخط احسن ما رأیت من الخطوط
 فهو یقرأ القرآن فنظرت لثیاب الی فقال قامت القیمتات
 لا فقال عدل لمدرة الی موضعها فاعدتها الی موضعها ترجمہ
 اور روایت کیا ابن مندہ نے ابو نصیری نیشاپوری قبر ساز سے
 اور بتا وہ شخص صاحب ورع کہا اوس نے کہ کہو د میں نے
 ایک قبر کو پس کشادہ ہوئی اندر قبر کے قبر دوسری پس نظر کیا میں
 نے اوس میں پس یکا یک میں ملائی ہوا ایک جوان خوبصورت
 خوش لباس خوشبو سے بیٹھا ہوا چار زانو اور اوس کے گودھ میں
 ایک کتاب لکھی ہوئی خط سبز سے کہ وہ تہرین خطوط کا تھا اور
 و قرآن پڑھتا تھا پس نظر کیا جوان نے طرف میرے اور کہا

ایا قیام ہوئی قیامت کھائیں نے نہیں کھا اور سنئے کہ اعادہ کر قبر کی
 پوشش کو اپنے موضع پر و نقل السہیلی نے دلائل النیوت
 عن بعض الصحابة انه حفر فی مکان فانفتحت طاقه فاذا
 شخص علی سرید و بین یدیر مصحف یقرء فیہ و اما مرد
 خضر و ذالک باحد و علم انه من الشہد اعلا نہ رای فی
 صفحہ حرا و اور ذالک ابن جہان فی تفسیر و ترجمہ اور نقل
 کیا سہیلی سے دلائل نبوت میں بعض صحابہ سے کہ انہوں نے
 ایک جاسے میں کہو داپس ایک طاق ظاہر ہو ا پس یکا یک ایک
 شخص ایک تخت پر ہے اور روبرو اسکے باغ سبز ہے اور پھر ہر
 مقام جل احد میں ہوا اور معلوم ہوا کہ وہ مرد شہید و نے ہیں
 کہ اون صحابی نے اونکے جسم پر زخم دیکھا اور لاسے میں
 اس روایت کو ابن جہان نے اپنی تفسیر میں دیکھی ایما فی فی
 موضعتہ الیراحین عن بعض الصحابین قال حفرة قبر المرجل
 من العباد فیضا انا اسوی المحدث سقطت لبنة من الحد قبر یلیہ
 فتنظرت فاذا شیخ جالس فی القبر علیہ ثیاب بیض و فی حجر مصحف
 من ذهب مکتوب بالذهب و هو یقرء فیہ فرفع راسہ و قال قانتیما
 رحمک اللہ فقلت لا فقال ہر و البنة الی موضعہا عا فاک اللہ
 فرددتھا ترجمہ اور حکایت کیا امام یافعی نے روضۃ الرمان
 میں بعض صحابین سے کہے انہوں نے کہ کہو داپس قبر کو تبض
 عابدین کے پس در وقتکہ میں لحد کو درست برابر کرتا تھا یکا یک

ایک خشت اور اسکے نزدیک کی قبر سے گری پس نظر کیا میں پس یکایک
ایک مرد ضعیف کو دیکھا کہ وہ قبر میں بیٹھے ہیں اور اوپر سفید لباس
ہے اور اونکے گودھ میں طلائی قرآن ہے اور خط بھی اور سکا طلا
ہے اور وہ مرد ضعیف و سہمین طلاوت کرتے ہیں پس اونہوں نے
اپنے سر کو میرے جانب بند کیا اور کھا کہ ایا قیامت قائم ہوئی پس میں نے
کھا کہ نہیں پھر اونہوں نے کھا کہ اینٹ کو اپنی جاے پر پھیر دے تو
تجھے عافیت دیوے پھر میں نے اس خشت کو اپنی جاے پر پھیر دیا
وقال ایذا فی الغیار وینا عن حفرة القبور من الثقات انه حفرة فاشرف
فیہ علی لسان علی سریر وید و مصحف یقر عفیہ و تحتہ نہر
یجرے فغشی عیہ و اخرج من القبور ولم یدر ما اصاب فلم
یقف الا فی الیوم الثالث ترجمہ اور کھا امام یافعی نے بھی روایت
کئے ہم نے اس سے جو وہ قبر کن ثقات سے سہت کہ اس نے قبر
کہو واپس مطلع ہوا اس قبر میں ایک انسان پر کہ وہ ایک تخت پر تھا
اور اس کے ہاتھ میں کلام اللہ تھا اور نیچی ایک ضر جباری تھی پس اس کو
عش لگایا اور اسی غش کی حالت میں اس شخص کو قبر سے باہر لگا
پس افاقمہ غش سے نہیں پایا مگر روز سوم و اخرج ابو الحسین بن
الشہرانی فی فوائدہ بسند من طریق عطیۃ العوفی عن الحسن بن
الحضرمی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
من قرء القرآن ثم مات قبل ان یتطہر اماہ ملک یمشی فی قبر
و یلقی اللہ و قد استظہر ترجمہ روایت کیا ابو الحسین بن الشہر
نے اپنے فوائد میں ساتھ سنا اپنے کے طریق سے عطیۃ عوفی کے

وہ روایت کرتے ہیں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے
 کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نے کہ قرآن
 قرآن شروع کیا پھر اوسکو موت آئی قبل اس احر کہ جو اوسکو یاد
 کرے آتا ہے اوسکے نزدیک ایک فرشتہ کہ اوسکی قبر میں تعلیم
 قرآن اوسکو کرتا ہے اور ملاقات کرتا ہے اللہ سے اوس حالت
 میں کہ وہ قرآن کو یاد کیا ہوگا و آخر ج ابن ابی الدینار و ابن
 منذر عن عطیۃ العوفی قال بلغنی ان العبد الذی اتقی اللہ
 ولم یتعلم کتابہ علم اللہ تعالیٰ فتح قبرہ حتی یشہد اللہ علیہ
 فی ہذا المعنی و روایت عن ابن ابی الدینار و ابن منذر نے
 عن یزید ترجمہ روایت کیا ابن ابی الدینار و ابن منذر نے
 عطیۃ العوفی سے کہا انہوں نے کہ کتنی عجیب بات کہ تحقیق کہ منہ
 جسوقت کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اور سیکھا ہو وے اوسکی کتاب
 ہو سیکھا دیکھا اوسکو حق تعالیٰ اوسکی قبر میں یہاں تک کہ حق تعالیٰ
 اوسکو اوپر ثبات کریگا اسی معنی میں روایت ہے ابن ابی الدینار
 سے وہ روایت کرتے ہیں حسن سے و آخر سعید بن منصور
 عن عتیبۃ بنت حصبان بن ضیف الغفاری عن صاحب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت اوصانی انی ان اکھذ فی
 تمیصق لت فلما اصبحت من الغد من یوم وفیاء اذ نحن
 بالتمیص الذی کفناہ علی المشعب یعنی ہو قتل من عند
 اللہ لیا من احسن منہ ترجمہ روایت کیا سعید بن منصور نے
 علیہ و آخر حصبان بن ضیف الغفاری سے جو صحابی رسول اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے ہیں کچھ اونہوں نے کہ میرے والد نے
 وصیت کیا تھا کہ ایک قمیص میں مجھے کفن دیو کھا اونہوں نے کہ
 جب میں نے دوسری صبح کیا جو قمیص کہ اوں کو مہینے اوں میں اوں کو
 کفن دیا تھا الکنی دیکھا یعنی اوں کو حق تعالیٰ کے نزدیک سے لباس
 بہتر اوس سے غایت ہوا الا ارواح علیٰ اربعۃ اوجہ ارواح
 الانبیاء تخرج من جسد ہا و تصور مثل صور تھا مثل المشک
 والکافور و تكون فی الخبة تا کل و تشرب و تنعم و تاوی باللیل
 الخ فادیل معلقۃ تحت العرش و ارواح الشهداء تخرج من
 جسد ہا و تكون فی احواف طیر حضرت فی الخبة و تاوی باللیل
 الخ فادیل معلقۃ تحت العرش و ارواح عصاة المومنین
 تكون بیرو السماء والارض فی الهواء و ارواح المطیعین
 بریاض الخبة لا تا کل ولا یتمتع و لكن ینظر فی الخبة و اما ارواح
 الکفار فہی فی سبعین فی جوف طیر سر و تحت الارض الساتۃ
 و ہی متعلقہ باجساد ہا و فتغذی بالارواح و تتالم الاجساد
 منذ کالشمس فی السماء و حر ہا فی الارض انتھی مضمون
 کتاب بشری الکئیبلقاء الحیث ترجمہ ارواح چار و چہر
 ہیں ایک ارواح انبیاء علیہم السلام کے ہیں کہ اپنے جسد سے
 نکلتے ہیں اور متصور ہوتے ہیں مثل صورت اپنے مثل مشک او
 کافور کے اور رہتے جنت میں کھاتے ہیں پیتے ہیں اور نعمت
 جنت حاصل کرتے ہیں اور جاے لیتے ہیں طرف قنادیل کے
 زیر عرش اور دوسرے ارواح شہداء کے اپنے جسد سے

نکلتے ہیں اور کل میں پرندہ ماے سبز کے جنت میں رہتے ہیں اور رب
 کو طرف قنابل کے زیر عرش معلق ہیں قرار پکڑتے ہیں اور ارواح
 گنہگار ان مومنین کے درمیان آسمان و زمین کے مومنین معلق رہتے
 ہیں اور قیصرے ارواح مومنین مطہرین کے جنت کے باغ و عین رہتے
 ہیں مگر کھاتے نہیں اور نہ نعمات جنت سے قایدہ حاصل کرتے ہیں
 لیکن جنت میں دیکھتے ہیں اور لیکن ارواح کفار پس وہ مقام عین دوزخ
 میں شکم میں سیاہ پرند و نکھ رہتے ہیں ساتویں زمین کے نیچے او
 وہ متعلق ہیں اپنے جسد و نفس پس عذاب پاتے ہیں جدا اور درو
 ناک ہوتے ہیں جدا اوس سے مانند آفتاب کے جو وہ آسمان میں ہے
 اور حرارت اوسکی زمین میں ہے یہاں تک مضمون بشری الکلیب کا
 تمام ہوا فوائج المسکینہ فی توالیہ المکیہ میں تحریر ہے وقد ذکرہ علی
 ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ وغیرہ من اهل التحارباب الکشف
 و شہود ثم انہ سبحانہ تعالیٰ تجلی نبیہ الی ذالک البہاء و
 یسمونہ اصحاب الافکار الہیولا الکل و العالم کل فیہ بالقوۃ و القلۃ
 فقبل منہ کل شیء فی ذالک البہاء علی حسب قوتہ و استعدادہ
 فلم یکن اقرب الیہ قبولاً فی ذالک البہاء الا حقیقۃ محمد صلی اللہ
 علیہ و آلہ و سلم فكان سید العالم باسہ و اول ظاہر
 فی الوجود فكان وجودہ من ذالک النور الالہی و البہاء و
 جد عنہم عینہ و عین العالم مرتجلہ و اقرب الناس الیہ
 علی ابراہیم طاب رضی اللہ عنہ و اسرار الانبیاء والمرسلین
 علیہم السلام و من تابعہم من الاولیاء و عباد اللہ الصالحین

ترجمہ اور تحقیق کہ ذکر فرمایا و سکو علی ابن ابیطالبؑ نے اور سوا
 اوسکے اور باب کشف اور شہود سے پہر تحقیق کہ حق سبحانہ تعالیٰ تجلی فرمایا
 ساتھ نور اپنے اس روشنی پر کہ نام اوس روشنی کا اصحاب انکار کیے
 حکماء ہیولا در کھے ہیں کہ ہر شے اور عالم ہر ہر آدمین ساتھ استعداد او
 صلاحیت کے ہیں پس قبول کیا اوس عالم سے ہر شے اور اس روشنی
 کے موافق قوت اور استعداد اپنے پس نہیں ہوا نزدیک تر قبول کر لیا
 اس روشنی میں مگر حقیقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پس ہوئے حضرت
 سرور تمام عالم کے تمامہ اور پہلی ظاہر وجود میں پس ہو وجود مبارک
 حضرت کا اس نور الہی سے اور اس روشنی سے پیا گئی ذات اولیٰ
 عالم اور ذات حضرت کے اولاد ذات عالم کی ثانیاً تجلی سے حق
 تعالیٰ کے ہے اور قریب تر لوگوں کے طرف حضرت کے علی ابن ابیطالبؑ
 رضی اللہ عنہ ہیں اور اسرار انبیاء اور مرسلین علیہم السلام اور جو لوگ
 کہ حضرت سے مناسبت رکھتے ہیں صاحبین سے اور اولیاء اللہ سے
 پھر دوسرے مقام پر اوسی کتاب میں ہے فطر محمد صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم وکان لہ فی محل خیر من اجزاء الزمان حکم اجتم
 فیہ بظہورہ فافہم ہذا المعانی الغریبۃ والمعانی العجیبۃ
 ذکرنا ہا لمن کان لہ قلب والقی السمع وھو شہید ترجمہ
 پس ظاہر ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہے واسطے حضرت کے
 بیچ ہر جز کے اجزاء زمان سے حکم کہ جمع ہوئے حضرت آدمین اپنے
 ظہور کے ساتھ پس سمجھتے تو اس معانی غریبہ کو اور مبانی عجیبہ کو کہ ذکر
 کئے ہم نے اوسکو اوس شخص کے لئے کہ اوسکے واسطے قلب سلیم

ہو یا ڈالا گیا سماعت کو کہ وہ حاضر تھا پھر ایک مقام پر اسی کتاب میں
 تحریر ہے اعلم ان اصل ارواحنا روح محمد صلی اللہ علیہ و
 آلہ وسلم فہو اول الابعاد و حواء اول الالباء حبیب
 ترجمہ جان تو یہ بات کہ تحقیق اصل ارواح کا ہمارے روح محمد
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس حضرت اول ہیں سب باء کے از روی روح
 کے اور آدم علیہ السلام اول ہیں از روی جسد کے روحی فلک
 یا نبی اللہ و صلواتہ علی سیدنا محمد روح ارواح و الکائنات و سید المخلوقات
 و علوہ و صبحہ خصوصاً علوہ شریف غوث الاعظم و بارک و سلم لی حبیب
 عربی مدنی قرشی کہ بود در دوش مایہ شادی و خوشی گریہ صدمہ
 دروست ز پیش نظر و جہ فی نظری کل غدا ت و عشی رقم رازش
 چہ کہم اد عربی من عجی لاف مہر ش چہ زخم اد قرشی من جشی پہ صحت
 نیست مرا سیری از ان آب بیات صاعف اللہ بہ کل زمان عطشی
 لذت بادہ و صلش زین مست میرس ذوق این فی نہ چشتی بہ خدا تا
 نہ چشتی جامی ار باب و فاجرہ عشقش نرود سر مبادت گرا زین را
 قدم بار کشتی فصل سیوم یا مین فواید عرس سید الانام
 و اولیاء اللہ الکرام علیہ السلام صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ و
 اولیاء امتہ صلوٰۃ اہل امتہ مکررت ماتکررت الدہور والہ
 یا م بسم اللہ الرحمن الرحیم

و کلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فو ادک و جاک
 فی ہذہ الحق و موعظتہ و ذکرہی للمتقین ترجمہ

تفسیر آیت اور ہر ایک بیان کرتے ہیں ہم آپ کو اخبار سے رسولوں کے
 اوس چیز کو جو ثابت کریں ہم اوس سے قلب کو تمہارے اور آیا
 تمہارے نزدیک اوس میں حق اور نصیحت واسطے متقیوں کے پس مہدی
 اس آیہ کریمہ کے جو روایات کہ فوائد مولود اور عرس آنحضرت صلوٰۃ
 علیہ وآلہ وسلم اور اعراض الیہ السلام میں وارد ہیں بیان کئے جاتے
 ہیں تاکہ اوس سے نفع عام ہو دے اور ہر ایک شخص اس امر کثیر البرکت
 کو بشوق دل اہتمام تمام رکھے تاکہ اوس سے منافع کو نین اور سعادۃ
 دارین حاصل کریں کتاب مطلع الانوار میں شیخ محمد ابن منیر لکھتے
 ہیں کہ کہے ابن جوزی نے کہ خواص قرأت مولود شریف سے یہ
 ہے کہ وہ آمان ہے اوس سال میں اور خوشخبری جلا ہے اوس کے
 واسطے حصول مقاصد اور مراد سے اور چاہے کہ اظہار تہلیل اور زب
 ساتھ لباس فاخرہ کے کرے شب مولود آنحضرت صلوٰۃ علیہ وسلم
 میں اس واسطے کہ یہ ذخیرہ ہے ہمارا آخرت میں اور کچھ عبادت میں
 انصاری نے کہ میرے ہمسایہ میں ایک عورت پار ساتھی اور اوسکو
 ایک فرزند صالح تھا مگر وہ عورت مفلس تھی کہ سوا سے ایک دینار کے
 ادسکے نزدیک کچھ نہ تھا اور وہ دینار دماغہ کانت کر حاصل کی تھی
 پس وہ عورت وفات پائی اور اوسکا فرزند کہتا تھا کہ یہ دینار میری
 والدہ کی مزدوری سے پیدا کیا ہوا ہے قسم ہے خدا کی اوسکو
 میں صرف نہیں کرونگا مگر امور آخرت میں پس ایک روز اوسنے
 کسی کام کو نہ نکلا اور ایک قوم پر سے گذرا کہ وہ قرأت قرآن اور
 قرأت مولود آنحضرت صلوٰۃ علیہ وآلہ وسلم ربیع الاول میں کرتے

تھے پس اونکے نزدیک وہ بیٹھا اور سماعت مولود کیا پھر سورتا تو خواب
 میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور ایک شخص نے پکارا فلان ابن فلان
 ایک جماعت کا نام لیا اور اونکو جنت کی طرف لیگیا اور یہ جوان بھی اونکے
 ہمراہ تھا پھر کھانا دی نے کہ حق تعالیٰ نے تم میں سے ہر ایک شخص کے
 واسطے جنت میں ایک ایک محل مقرر کیا پس یہ جوان بھی ایک محل میں
 اونچین سے داخل ہوا کہ کہی بسا دیکھا نہ تھا اور حور عین اور سمین بہت
 سے ہن اور اونکے دروازوں پر خادین ہن پہراؤ سننے اور محلوں کو
 بھی دیکھا کہ وہ اس سے بھی بہتر ہن پس اس جوان نے جب اون
 محلوں میں ارادہ داخل ہونیکا کیا تو اس محل سے خدام نے کھا کہ محل
 تیرے واسطے نہیں ہے بلکہ یہ اس شخص کے واسطے ہے
 جو مولود شریف حضرت کا کیا ہے پھر اس جوان نے صبح کیا اور صبر
 کیا اس دس دینار کو مولود رسول کریم صلو اللہ علیہ وسلم میں بسبب خوشی
 اپنے خواب کے اور فقراء کو جمع کیا کہ وہ ذکر الہی اور قرأت قرآن
 اور قرأت مولد نبی صل اللہ علیہ آلہ وسلم کرتے رہتے اور سب
 جماعت پر اپنے خواب کا قصہ بیان کیا پھر وہ لوگ بھی خوش ہوئے
 اور اس جوان نے عہد کیا کہ اب سے مولود نبی کریم صلو اللہ علیہ
 وسلم کو کہی تک نہ کرونگا جب تک نہ ہوں پھر سورتا پس دیکھا اپنی
 والدہ کو کہ وہ نہایت باجمال ہے اور لباس جنت اور کے جسم
 میں ہے اور بوسے خوش اس سے آتی ہے پس اس جوان
 نے اونکی دست بوسی کیا اور اونکی والدہ نے اس کے سر کو
 بوسہ دیا اور کھا کہ اے میرے فرزند تجھے حق تعالیٰ بڑے نیک بخت

کرے تحقیق کہ ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور مجھے یہ لباس عیسیٰ
 اوس جوان نے کھا کہ پھر بزرگی تجھے کہا ہے اسی اوس عورت
 نے کھا کہ اس واسطے کہ تو نے مولود سید الاولین و آخرین کا کیا
 اوس دنیا سے کہ تجھی مجھے میراث پہنچی تھی اور یہ خبر اسے اس
 شخص کی حسنے نبی کریم صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تنظیم حضرت کی کیا
 کیا فخر تر عیثیٰ المثنیٰ قین لیمان منطوقہ السید المر
 نجی بن العابدین کھا مولانا ابوالخطاب نے اپنے رسالہ میں
 جو مولود شریف کے باب میں ہے اور نام اوس کا تنویر رکھا ہے
 ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک روز اپنے
 مکان میں حال ولادت شریف حضرت کا بیان کرتے تھے ایک قوم کے
 روبرو پس وہ خوش ہوتے تھے اور حمد کرتے تھے پس یکایک
 آنحضرت صلو اللہ علیہ وسلم اوس مجلس شریف میں تشریف لائے
 اور فرماے کہ تمہاری واسطے میری شفاعت حلال ہوئی اور اوس
 کتاب میں ہے کہ روایت ہے ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے
 انہوں نے کھا کہ میں نے ایک بار آنحضرت صلو اللہ علیہ وآلہ و
 سلم کے ہمراہ مکان ابی عامر انصاری میں آیا اور وہ حالات
 ولادت آنحضرت صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم کرتے تھے پہر آن
 حضرت صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اؤ کو فرمایا کہ حق تعالیٰ نے
 تمہارے واسطے اپنے دروازے رحمت کے کشادہ کیا
 اور سب فرشتے تمہاری واسطے حق تعالیٰ سے بخشائیں چاہتے
 ہیں اور تمہارے یہ کام سے ملک و نجات حاصل ہوئی عبد اللہ

بن اسماعیل سے روایت ہے انہوں نے کھا کہ شہر مصر میں ایک شخص
 تھا کہ تقریباً مولود آنحضرت صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا کرتا تھا اور اسکے
 ہمسایہ میں ایک یہودی تھا پس اپنی زوجہ سے کھا کہ کیا حال ہے ہمارا
 ہمسایہ مسلم کا کہ وہ اس ماہ میں بہت سا مال خرچ کرتا ہے اور سکی زوجہ
 نے کہی کہ اس واسطے یہ مال خرچ کرتا ہے کہ اور کچھ غنیمتیں ہیں
 کہ نبی اور اس کا اس ماہ میں تولد ہوئے ہیں پس ہمارا وہ ہمسایہ مسلم
 واسطے خوشی اور بزرگی اپنے نبی کے یہ مال خرچ کرتا ہے اور
 کہتے ہیں کہ یہ بات سن کر وہ مرد یہودی چپ رہا پس وہ دونوں مرد
 شوم سو رہے پس زوجہ یہودی نے دیکھا خواب میں کہ ایک مرد
 جمیل صاحب مہابت اور عظمت مکانین اور سکے ہمسایہ مسلم کے
 تشریف فرما ہوئے اور اطراف اور سکے ایک جماعت اور سکے
 اصحاب کی تھی کہ انکی تعظیم اور تکریم کرتے تھے پس وہ یہودیہ
 نے اونہیں سے ایک صحابی سے پوچھی کہ یہ مرد جمیل کون ہیں
 وہ کہے کہ یہ اللہ کے رسول ہیں کہ اس مکانین اس واسطے تشریف
 لائے ہیں تاکہ صاحب مکان اور اسکے اہل سے ملاقات فرمائیے
 اس واسطے کہ وہ لوگ حضرت کے ولادت شریف کی خوشی کئے ہیں
 پھر یہودیہ نے ان صحابی سے کہی آیا وہ کلام فرما دینے کے جب
 میں اونسے کچھ کلام کروں صحابی کہے کہ مان تو اگر کچھ کلام آپ
 سے کرے تو وہ بھی تجھے بات کر نیلے پھر یہودیہ حضرت کے
 پاس حاضر ہو کر پکاری کہ یا محمد پس حضرت نے فرمایا جواب
 میں اور سکے لیک یہودیہ نے کہی کہ مجھے شخص کا جواب آپ

لیک فرماتے ہو اور میں آپ کے دین پر نہیں ہوں اور آپ کے دشمن نہیں
 ہوں پس فرمایا حضرت نے اوسکو اور قسم ہے اوس ذات کی
 کہ مجھے مبعوث بحق نبی کیا میں نے نہیں جواب دیا تیرے پکا نزکا
 مگر میں نے جان لیا کہ حق تعالیٰ تجھے ہدایت اسلام کیا پس یہودیہ
 نے کہی کہ اب نبی کریم ہوا اور آپ خلق عظیم رکھتے ہو نقصان پایا
 وہ شخص جس نے آپ کی مخالفت امر کیا اور نامراد ہوا جس نے آپ کا مرتبہ
 نہیں جانا دست شریف یا پناہ راہ کیجئے پس میں گواہی دیتی ہوں
 کہ کوئی معبود سوا خدا کے نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہو پیرائے
 سے عہد کی کہ جب میں صبح کروں جتنا میرا مال ہے سب اللہ کی
 راہ میں خرچ کروں گی اور تقریب ولادت آنحضرت صلو اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کی کروں گی بسبب خوشی اسلام کے اور خوشی میں اوس
 خواب کے جو اوس نے دیکھا جب یہودیہ نے صبح کیا اپنے شوہر کو کہا
 کہ وہ تیار رہی بڑی ضیافت کی کر رہا ہے اور وہ بڑے نیک کام
 میں مصروف ہے پس وہ یہودیہ نے اس امر سے تعجب کیا اور کہی
 کہ آج کیا حال ہے کہ میں تجھے بڑے اچھے کام میں دیکھ رہی ہوں
 پس اوس کے شوہر نے اوس سے کہا کہ یہ کام بسبب اوس مرد کے
 کرتی ہوں کہ جبکہ ہاتھ پر مسلمان ہوئی ہوئی شب گذشتہ میں پس
 وہ عورت نے اوس سے کہی کہ کون شخص تجھے یہ بہیظاں کیا اور
 کون شخص تجھے یہ امر اطلاع کیا پس اوس کے شوہر نے اوس سے
 بیان کیا کہ مجھے اس امر میں اونہوں نے مطلع فرمائے کہ جبکہ
 ہاتھ پر میں نے مسلمان ہوا تیرے بعد صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم منقول

ہے بعض مشائخین کبار سے کہ وہ فرماتے ہیں کہ بعض کتب مقبرہ میں
 دیکھا گیا کہ ایک شخص خواب میں آنحضرت صلوٰۃ علیہ وسلم سے شرف
 ہوا اور دیکھا کہ آنحضرت صلوٰۃ علیہ وسلم کے روبرو دسترخوان بچھا
 ہے اور طرح طرح کے طعام لوگ اسپر لالا کے رکھتے جاتے ہیں اور
 وقت رکھتے طعام کے ہر شخص حضرت کی خدمت میں عرض کرتا ہے
 کہ یہ طعام فلان بن فلان آپکا امتی گذرانا ہے اور صحابا سے کرام
 ادسیر حاضر ہیں اور حسب ارشاد حضرت کے یہ شخص ہی اوس شخص
 پر حاضر ہے مگر حضرت ابی ثادل شروع نہیں فرماتے بلکہ مشطیر بن
 ایک طعام حاضر ہو نیکی تھوڑی دیر کے بعد دو روٹیاں اور دال
 ایک شخص نے حضرت کی خدمت شریف میں لا کر رکھا اور عرض کیا
 کہ یہ طعام فلان ابن فلان ساکن فلان شہر آپکے امتی نے گذرانا
 ہے پس حضرت گویا اوس طعام کے مشطیر تھے وہ طعام آتے ہی
 اوسی طعام سے شروع فرماتے ہیں وہ مرد کہتے ہیں کہ میرے
 ولین یہ مقبولیت اوس طعام کی دیکھ کر نہایت تنہا ہوئی کہ میں ہی
 اوس طعام سے مشرف ہوتا اس واسطے کہ کیسے قسم قسم کے عمدہ
 طعام گذرانے لگے مگر حضرت اس قدر ملتفت نہیں ہوئے جقدر مقبولیت
 اوس ال روٹکی ہوئی پس حضرت نے میری یہ تنہا دیکھ کر
 اوسین سے مجھے غایت فرمائے پس اثر مقبول حضرت کا اچھین
 یہ ظاہر ہوا کہ ایسا ذائقہ میں نے کسی اور طعام میں نہیں پایا پس
 اونہوں نے جب صبح کیا اون مرد اور اونکے والد کا اور وطن
 کا نام سنکر یاد رکھ لئے تھے اونکی تلاش کے لئے اپنے وطن سے

سفر کئے یہاں تک اونسے شہر میں جا کر اذکو تماش کر کے اونسے ملاقات
 کئے بعد گفتگو سے بیار کے اونسے استفسار حال کئے اور کہے کہ تم
 جو طعام حضرت کی خدمت میں گزرتے ہو وہ طعام سے مجھے بھی مشرف کرو
 کہ میں اپنے وطن سے یہاں تک محض اسلئے سفر کیا جب وہ مرد
 نے اس بات کو سنے بہت روئے اور افسوس کئے کہ یہ بات
 تمہیں کیسی معلوم ہوئی اور یہ سر منحنی تمپر کیا افشا ہوا پہر کیفیت حال بیان
 کئے کہ میں مزدوری بقدر کفاف ہر روز کی کیا کرتا ہوں اور عادت
 میری یہ ہے کہ جو کچھ اپنی مزدوری سے پیدا کرتا ہوں طعام طہار
 تیار کر کے اوسکے دو حصہ کرتا ہوں ایک حصہ پر حضرت کی فاتحہ
 گذرا کر فقیر کو دیتا ہوں دوسرا حصہ میں کھاتا ہوں خیر تھے جب
 وہ طعام چاہا ہے آج میں نے نیت صوم کر لیا اور اپنے حصہ سے
 تمہاری ضیافت کرونگا پہراونہوں نے بوقت معمول بعبادت معہود
 طعام تیار کیا اور ایک حصہ پر اوسکے نیاز گذرانا اور مسکین کو دیا
 اور دوسرا حصہ جو اپنے کھانیکا تھا اون صاحب کی ضیافت کیا پر
 وہ کہتے ہیں کہ وہ طعام میں میں نے وہی لذت اور ذائقہ پایا جو
 حضرت کے دسترخوان الوان نعمت پر فرہ تھا پہراونہوں نے فرمایا
 کہ جو راز کہ فیما بین ہمارے اور حضرت کے تھا مکشوف ہوا اب ہماری
 زندگی دنیا میں کام کی نہیں تھوڑے عرصہ میں وہ رحلت فرماے
 اور وہ صاحب نے اونکی نماز جنازہ اور کفن دفن کے بعد اپنے
 وطن میں واپس ہوئے وروایت عیسیٰ بن عبد اللہ کہ
 وقتی در مجلس حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر بودم او

را خبر کردند کہ از فلان قبر فریاد و ناله میت شنیده می شود و چند
 روز است کہ اورا دفن کرده اند در باب الازخ شیخ فرمودند کہ او
 خرقه من پوشیده عرض کردند نمی دانیم گفت وقتی در مجلس آمدہ گفتند
 بنیدانیم گفت وقتی از طعام ما خورده گفتند بنیدانیم گفت وقتی
 پس ما نماز گذارد عرض کردند نمی دانیم فرمود مقصداً اولی تر زبان
 کاری و مساعی سرور مراقبہ کرده اثر ہیبت و وقار در بشهرہ مبارک
 ظاهر شد بعد از آن فرمود کہ ملائکہ می گویند او وقتی روی مبارک تو
 دیدہ کان نیک برو حق تعالی بسبب آن رحمت کرد و بعد از آن
 بر سر قرار رسیدیم بح ناله و فریاد شنیده نشد صاحب مناقب گوید
 درویشی عارفی بطریق سیاحت سیرکنان بشهر رسید کہ آنجا
 حکومت حاجی و فرمان سلطان بود بکلمہ تبلیغ رسالت بنوی مصطفوی
 صلوات اللہ علیہ والہ وسلم نرسیدہ بود و مردمان آنجا را رسم بود کہ در روز
 چارشنبه بر ستر تالاب رفته غسل نموده در زنجیر بندہ در دیگے کلان کہ
 نزد آن تالاب نصب کرده بودند ہر یک بقدر میسر خود آرد کنندم
 و شکر و روغن زرد در آن دیگ جمع می نمودند بعد از آن دهن
 دیگر را بستہ حلوا می پختند و ہمہ مردمان آنجا گرد آمدہ قسمت میکردند
 چون آن درویش در آن دیار این معاملہ معاینہ کرد از یکے از آنہا
 پرسید کہ پرستش بچہ نوع است کہ شما میسکنند او گفت پرستش نیست
 این روز گسے است کہ بعد از خدا از هیچ بزرگ نیست مایان روز
 اورا نگاہ میداریم و نام او حلوا سے پریم درویش گفت نام آن
 بزرگ چیست گفت نام او را یکے از کبار ما میدانوی خواہد گفت

درویش از و پرسید او گفت ما بغیر غسل نام آن بزرگ نمی گیریم چون
 روز چهارشنبه غسل خواهیم نمود آنوقت اگر به پرسی خواهیم گفت که نام
 او بسیار است چون روز چهارشنبه آمد آنها بر تالاب آمده غسل
 کردند و درویش از کبار آنها نام آن بزرگ استفتا نمود آنکس
 کتاب خود را خوانده خواند که در بزرگ در بغداد شریف آسوده شده
 و مولدش گیلان است و لقب او محی الدین و نام او سعید عبد القادر
 است و او را غوث الاعظم و قطب المدار و غوث الصمدانی و
 محبوب سبحانی و غوث الثقلین نیز خطاب می کنند و گفت شخصی از تبار
 آنجناب درین دیار وارد شده بود و افسر موده اگر در زور خیزیده
 این رسم نگه داری هرگز هیچ حاکمی و سلطان بر شما غالب نتواند آمد
 و حکم رانی تواند نمود از آنکه شما این وقت پاس روز چهارشنبه
 حفظ آداب آنحضرت از ما ترک نشده است و هم حکم هیچ حاکمی بر ما
 نرسیده آن درویش متعجب گشته که بعث پیغمبر صلی الله علیه و آله
 سلم در اینجا نرسیده اما ولایت حضرت غوثیه محبوبیه در اینجا محیط گشته
 که یکجای از همه معجزات نبوی است صلی الله علیه و آله و سلم را وی
 گفته آن درویش با خود عهد نمود که تا من این همه مردم را مشرف
 با سلام نسا زم از اینجا نروم الغرض بان مردمان بگفت بعد از خدای
 تعالی شخصی است که ازین هم بزرگ تر است بلکه این بزرگ را بزرگ
 از دست گفتند آن کدام است درویش گفت خاتم الانبیاء و افضل
 الرسل احمد مجتبی محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم است که جدا این
 بزرگ و نبی آخر الزمان اوست بعد از آن آنگروه که حضرت سرور کائنات

خلاصه موجودات اشرف مخلوقات ایمان آوردند و از طریق محمدیه استغفار نمودند
 پس کلمه توحید عرض نمودم و احکام اسلام بیان کردم همه کس به کلمه
 توحید تصدیق و تسلیم کردند و بدین اسلام مشرف شدند و روایت است
 از دو شیخ یکی شیخ ابو عمر و عثمان صیرفی و دوم شیخ ابو محمد عبدالحق حریری که
 گفتند و قتی ما پیش شیخ عبد القادر جیلانی رضی الله عنه بودیم در مدرسه
 روز سه شنبه سوم از ماه صفر ۷۵۰ خمس و خمسین و خمس مائه پس برخواست
 شیخ رضی الله عنه و وضو کرد و دو رکعت نماز بگذاشت و چون سلام نماز را
 داد یک نفره با هیبت بگذاشت بر او دو ققاب یعنی نعلین چوبین در هوا پرتاب
 کرد و چنانکه از نظر غائب شد باز نفره با هیبت بر دو ققاب دیگر را نیز پرتاب
 هوا پرتاب کرد و چنانکه انهم از نظر غائب شد بعد از آن شیخ به نشست و چکشی را
 مجال آن نشد که از شیخ بپرسد که این چه بود بعد از بست و سه روز قافله
 از بلاد عجم بیامد و گفتند ما را نذر سه از برای شیخ است شیخ فرمود که
 بتانند از ایشان یکمین حریر تسلیم کردند و جامها از خرومقدار سه زرد
 دو ققاب شیخ گفت که این ققاب بر شما از کجا است گفتند ما می فرستیم روز
 سه شنبه سوم از ماه صفر ناگاه عرب بیرون آمدند با دو صد نفر مار نهیب
 کردند و بعضی را بکشتند و تمام اموال را بفارت بردند و در یک وادی
 فرو بردند و اموال قیمت میکردند و ما گفتیم کاشکی شیخ عبد القادر رضی الله
 عنه را در آنوقت یا دیگر دیدیم و در دلی می آوردیم در حال برای شیخ
 نذر کردیم محمد بن بودیم که دو نفر عظم شنیدیم که هیبت آن تمام وادی
 را در گرفت و دیدیم ایشان سخت مضطرب شده بر ما آمدند گمان بردیم اگر
 طایفه عرب بر ایشان تاخته است و گفتند بیایید و مال خود را بگیرید که ما را

چہ مصیبت رسید رفتیم دیدیم کہ ہر دو مقدم ایشان مردہ افتادہ اند و آن
 ہر دو ققاب باب ترزدیک ایشان است پس ایشان مالھا سے ما
 بجا باز داوند و گفتند ان لھذا الامر شیاً عظیماً گذافی در الدارین بعض
 مشایخین کبار سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ بعضے کتب مقبرہ
 میں دیکھا گیا کہ ایک وقت ایک اہل باطن کا گذر کسی مقبرہ میں ہوا حال
 اہل قبور کا ان کو مکشوف ہوا کہ وہ سخت مغرب میں بعد خدایام کے پہر
 ان کا اوس مقبرہ پر گذر ہوا ان کو معلوم ہوا کہ اون سب کے مغفرت ہو گئی
 اور سب اہل قبور براحت و آرام ہیں پس وہ اہل باطن اہل قبور کی
 اروا کے جانب متوجہ ہو کر وجہ مغفرت ان کی استفسار فرمایا معلوم ہوا
 کہ طعام نیاز شریف حضرت غوث پاک کا کینے اپنی مکامین اد کیا تھا
 استخوان اوس طعام محن مکامین گرے ہوئے تھے تو سے نے
 اوسمین سے ایک استخوان لیجا کر اوس مقبرہ میں ڈالا پس برکت سے
 اوس ریزہ طعام مبارک نیاز شریف کے حق تعالیٰ سبکو مرحوم منفق
 کیا یہ علام حضرت کا ایک یار نیت کیا کہ ظروف مسی پخت کیواسطے
 وقف روضہ منورہ حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کروں اور بعد اد
 شریف میں پہچون مگر از لوازمہ بشریت اوسمین سہو واقع ہوا پھر تھوڑے
 عرصہ کے بعد مرض سرطان کہ مرض مہلک ہے لاحق حال ہوا یہاں
 تک کہ سب اطبا اوسکے علاج سے درماندہ ہوئے اور مرض پوزو یا
 تھا ایک شب جناب محبوب سبحانی مشکل آسانی غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے خواب میں مشرف ہوا اور حضرت کا ارشاد ہوا کہ یہ امر نسبت
 فراموشی نیت تیرے لاحق ہوا چاہی کہ اپنی نیت کو جلد ادا کر پس مجھے

اپنی نیت جو وقف ظروف بھی یاد آگئی پشیمان ہوا اور قصد مصمم اپنی ادا
 نیت کا کیا پس بجز داس امر کے صورت صحت نمودار ہوئی اور بفضل
 خدا بقایت جناب محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ شفا کلی حاصل ہوئی حضور
 افضل الدولہ مغفرت مکان شاہ دکن کا ایک صاحبزادہ رحلت کیا
 اوسی قریب میں ماہ ربیع الاول پہنچا خدمت نیازات کی جبکو تفویض تھی
 اوہوں نے تامل کیا کہ اس حالت ورنج والم میں فرد نیازات کی واسطہ
 حصول اجازت اور دستخط کے کس طور پر پیش کیا جاوے جبکہ وقت
 معہود سے کچھ تاخیر پیش کر نہیں فرد نیازات کے واقع ہوئی بکمال
 غتاب حضور نے فرمایا کہ فرد نیازات ربیع الاول اور ربیع الثانی
 ابھی تک کیونہیں پیش ہوئی اہل خدمت نے عرض کیا کہ حضور کی
 طبیعت پر طلال دیکھ کر پیش کر نہیں فرد نیازات کے جبروت نہیں ہوئی
 حضور نے یہ سن کر فرمایا کہ میں اور میری ریاست اور میری اولاد
 سب حضرت رسول کریم صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت محبوب سبحانی
 رضی اللہ عنہ پر سے خدا ہیں اوسوقت افراد نیازات طلب فرما کر مضاف
 عادت سے دستخط فرمائے پس ثمرہ اوسکا یہ ظاہر ہوا کہ حضور کے
 خلف الصدق نواب میر محبوب علیخان خلد اللہ ملکہ ہوئے عرصہ کے
 بعد ماہ ربیع الثانی میں تولد ہوئے اور بعمر سہ سالگی بلا دخل غیر بجائے
 اپنے والد کے تخت نشین ہوئے ایسا اہل خدمات سے بقایا اونکا
 سرکار پر مبلغ کثیر باقی تھا مگر اوسکے ملنے کی کچھ شکل نہیں تھی مرچہ انہوں
 دست و پا زنی کیا مگر سرکار کی مرضی بالکل اوسکے دینے کی نہ تھی
 پیر اوہوں نے نذر کیا کہ اگر میرا مقصود حاصل ہوا اور وہ قسم بقایا بھی

مٹے میں اوسین سے ربع قسم کی نیاز حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ
 عنہ کی گذرا تو نگاہیں بعد اوسکے ایسے اسباب ظاہر نمود ہوئے کہ سر
 نے نصف رقم نقد دئے اور نصف قسم آئندہ دینے کا وعدہ کئے
 پس چاہئے تھا کہ جو کچھ قسم ملی تھی اوسین سے ربع قسم کی نیاز شریف
 گذرا تے بلکہ انہوں نے ایک نہایت قد قلیل رقم نیاز شریف کے
 واسطے نکالے پھر چند روز بعد اوسکے اسباب بالعکس نمود ہوئے یہاں
 تک کہ اونکا گہر تباہ ہوا مگر اللہ نے بعضے محل حضور افضل الدولہ
 مغفرت مکانکے جو عن صاحب خیرات کثیر تھے اور ایک بڑی
 رباط اونکی مکہ معظمہ میں ابھی تک باقی ہے ایک بار بار ضہ سخت
 علیل ہوئے اور اطباء اونکے علاج سے عاجز ہوئے یہاں تک
 اونکا حال یوں بنا کہ فقط ایک سانس اوسین باقی رہی اور حرکت
 اعضا کی ساقط ہو گئی تھی چونکہ حضور مغفرت مکانکی اوس محل کے حالت
 توجہ خاص تھی نہایت اس حالت سے متفکر اور شوش ہوئے اور
 جبکہ مایوس علاج سے ہوئے طرف دعا کے حضور نے متوجہ
 ہوئے اور بہت سے شایعین کو واسطے دعا کے یاد فرمائے
 آخر الامر حضرت سید شاہ عبدالقادر القادری قدس سرہ کے خدمت
 میں استدعا دعا فرمائے اور اونکو باصرار طلب فرمائے اور
 اسباب میں استدعا دعا کئے شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے حضور
 مغفرت مکان سے فرمائے کہ مگر حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ
 سے خلوص عقیدت ہے تم حضرت کے جانب متوجہ ہو اگر حضرت کی
 عنایت اسباب میں ہو جاوے تو حصول مقصود میں کچھ شک نہیں

حضور نے فرمایا کہ میں حضرت کی جناب میں بدل و جان متوجہ ہوں شاہ صاحب
 علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حادثہ یہ ہے اگر کوئی تمہارے پاس آتا ہے
 اپنی کسی حاجت کے واسطے تو اول حسب مقدمہ وراپنی نذر گذرانا ہے
 نگو بھی چاہئے کہ اپنے حسب مقدمہ و حضرت کی نیاز شریف گذرانوس حسب
 نے حکم دیا کہ فی الفور شیرینی سوا سور و پیہ کی داخل کیا جاوے پس بحر
 حکم عالی تہوڑے ہی عرصہ میں وہ شیرینی داخل ہوئی حضور نے شاہ صاحب
 علیہ الرحمہ کو فرمایا کہ بسم اللہ آپ فاتحہ حضرت کی اس شیرینی پر ادا فرما
 پس شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے فاتحہ کے طرف متوجہ ہوئے اس وقت
 بڑے بڑے اطباء نامور مریض کے پاس حاضر تھے بغض پر بار بار
 رکھتے تھے بغض ساقط تھی اور آثار روئیہ سب نمودار تھے جبکہ شاہ صاحب
 موصوف واسطے فاتحہ اور دعا اور استعاذ کے حضرت محبوب سبحانی
 رضی اللہ عنہ کے طرف متوجہ ہوئے سب اطباء تعجباً متبسم ہوئے
 یعنی یہ کونسا وقت دعا اور استعاذ ادا لیا اللہ کا ہے کہ سب آثار
 روئیہ اس وقت موجود ہیں پھر بعد ان فراغ کے فاتحہ سے شاہ صاحب
 نے ایدہرا اپنے منہ پر ماتھہ پھیرے او دھر مریض کو افاقہ غشی سے
 حاصل ہوا اور محل میں حضور پر نور کے شور اور غلغلہ تنہیت صحت کا برپا
 ہوا اور تہوڑے عرصہ میں افاقہ کامل حاصل ہوا یہ تہوڑا مشتمل نمونہ
 از خردوار سے فوائد نیاز شریف کے بیان کئی گئے ورنہ کرامات
 محبوبہ کا حد و احصار نہیں اس واسطے لکھتے ہیں کہ امامتہ نبعت حد التوا
 اور بھی لکھتے ہیں کہ امامتہ کقطر الامطار انانا اللہ من برکاتہ آمین خاتمہ
 بیانیں اصل قوم و ماہیہ نجدیہ کے قولہ تعالیٰ الذین خرقوا دینہم

وکائناتاً شیعاً تفسیر آیت وہ لوگ کہ دین میں تفرقہ ڈالے اور گروہ کر وہ
 ہوئے کتاب سیف البجاری میں مولانا فضل رسول صاحب علیہ الرحمۃ
 تحریر فرماتے ہیں کہ قرآن اور حدیث سے بخوبی ثابت ہوا کہ راہ حق
 اور صراط المستقیم راہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کی ہے
 موافق جماعت اور سواد اعظم کے خلاف ہو وہ دوزخی ہے اب دریا
 کرنا چاہئے کہ جماعت اور سواد اعظم کون ہے سولہ پیغمبر خدا صلوا
 علیہ وآلہ وسلم کے قرن اول تین صحابہ کے وقت میں خلافت حقیقہ
 مذہب ایک راہ ایک طریق صحابہ اور ان کے شاگرد تابعین کھلاتے ہیں
 طریقہ پیغمبر یا ہم متفق تھے اگرچہ کسی مسئلہ فرعی میں اختلاف ہوا وہ
 اختلاف رحمت تھا شقاق اور اختلاف ملت نہ تھا آخر خلافت حقیقہ میں خارجیوں
 نے جماعت اور سواد اعظم سے خروج کیا اور حضرت فاتح ولایت خاتم
 خلافت کو جو اسد اللہ الغالب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بنی کافر ٹھہرایا
 نعوذ باللہ منہ اسی طرح رافضی پیدا ہوئے پھر معتزلی ظاہر ہوئے
 غرض ہر وقت میں جماعت اور سواد اعظم سے بعضے بعضے گمراہ فر
 نکلتے گئے اور کسی کسی اطراف میں اظہار بد مذہبی کا منتشر ہوا مگر وہ
 جو فرقہ ناجیہ جمہور صحابہ و تابعین اور تبع تابعین اور ان کے اطباع
 کا ہے کہ خلیفہ اہل سنت و جماعت کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم
 سے جسے اب تک اسی صراط مستقیم پر ہیں اور جماعت اور سواد اعظم
 امت وہی ہیں اور ہر وقت میں اکثر اطراف میں اظہار حق اور مددگاری
 دین کی ادھین سے ہوتی رہی اور سب مذہبوں کو تادیب و تنبیہ لیا
 اور سنائی رہی اور بموجب وعدہ الہی کے اکیلا ان خیر باللہ ہم الغالب

غلبہ عام اوسی فرقہ کو رہا اور وہ سوادِ اعظم تھا یہ دینِ اشعرری ماتریدی
 اور فقہ میں حنفی مثافعی مالکی حنبلی ہیں جو ان کے سوا ہیں وہ جماعت سے
 خارج اور سوادِ اعظم کا تارک اور دینِ مارق ہے اور سوادِ اعظم کے
 مخالف جو فرقے اب تک ہوئے اور ان کے رد و ابطال اور دفع و
 زوال میں جو جو کوشش آیا اور سکا ذکر کرنا بسببِ شہرت کے ضرر نہیں
 سردست جو فتنہ نجدیہ کا پہل رہا ہے اس کا بیان کرنا بہت مناسب
 ہے کہ اکثر عوام اس کی حقیقت سے ناواقف ہیں اس سبب سے وہ لوگ
 میں پڑے ہیں سلسلہٴ عجیب میں کہ سلطان عبدالعجید خان سابق سلطانِ دوم
 کہ بڑا غازی اور دیندار اور عادل تھا جنتِ نصیب ہوا سلطانِ سلیم
 ثالث اس کے ہتھیارے اس کی جاے پر جبراً تخت نشین ہوا اور
 سلطانِ مرحوم کے فرزند و نکو اور اکثر امراء سلطنت کو کہ اس کے فرزند
 کے ہوا خواہ تھے قتل کیا اور رعیت پر ظلم شروع کیا ان امور سے
 سلطنت میں خلل واقع ہوا اور صوبجات سلطنت کے خود حاکم ہو کر
 صرین شریفین سے جو ملک متعلق تھا اس کی حکومت بہت مدت سے
 مکہ معظمہ شریف سے متعلق تھی کہ وہ ایک سادات سے ہوتی اور
 اس ملک کا چند ان حصول نہ تھا ہر موسم حج میں سلطانِ روم
 کے جانب سے یہاں ایک امیر فوج مع نقد و جنس کہ حساب اور کیا
 کروڑ مار پیونیکو پہنچاتا کہ صرین شریفین کے سادات اور اہل خد
 کو اور دوائے کے ساکنین گرد و نواح عام کو علم حسب مراتب پہنچاتے
 اور فوجِ سلطانی کو اگر شریف کسی سرکش گروہ کی تنبیہ کا حکم دیتا تھا
 لاتے اس سبب سے دوائے کے رہنے والے سب لوگ خوش و خرم

بہ آرام تمام تھے جب سلطنت روم بگڑ گئی اور سب باتونین خلل
 پڑ گیا مفسدوں نے ہر طرف سے سراوٹا یا عبد الوہاب نام ایک
 رئیس نجد کا بڑا چالاک ہوشیار تھا اور بابا اجداد اسکے علم ظاہری
 میں اور غلام باطنی میں اس ملک کے مقتدا اور صاحب سلسلہ
 تھے اور اوکے خاندان کا اس ملک میں بڑا اعتماد تھا عبد الوہاب
 نے حال خرابی سلطنت کا دیکھ کر بادشاہ سے کھارادہ کیا
 پھر صلاح پھیری کہ دیندار یکے جید میں لوگوں کو جمع کر کے شرین
 شریفین کو کہ وہ فوج سے خالی ہین اور مال اور خزانہ اوس میں بیٹھا
 ہے اپنے تصرف میں لےجی جب یہ ملک اپنے قبضہ میں آ گیا
 اور خزانہ بیٹھا رہا تھ آگیا پھر آگے اور ملکوں پر دخل ہونا آسا
 ہے کیونکہ وہ سب آپس میں تفاق اور نزاع کے سبب سے
 خراب حال ہین یہ صلاح پھر اگر عبد الوہاب مع اپنے عزیزوں
 قریبوں کے غلط کہنے اور مرید کرنے میں کہ طریقہ جدی اوسکا
 تھا خوب مشغول ہوا اور خلائی کو اپنا معتقد کرنا شروع کیا اور خوب
 میطیع کر کے جمعہ کے دن مجمع عام کیا اور بڑی آدمیوں کو اطراف
 وجوانب سے بلایا اور بطور غلط کے کہا کہ شروع میں واسطے
 احکام دین اور ادائی جمعہ وغیرہ کے بادشاہ ہونا ضرور ہے
 اور بادشاہ روم و شام صرف براسے نام ہے حقیقت میں
 حکم اوسکا ذرا ہی نافذ نہیں اوسکو بادشاہ کہنا جھوٹ بولنا ہے
 خصوصاً خطبہ میں اوسکو بادشاہ کہنا کہ جھوٹ کہنا عین عبادت
 میں ہوتا ہے بڑا گناہ ہے چاہئے کہ سب ملکر ایک شخص کو سر

مقرر کرین مگر مجھے معاف کریں کہ دنیا کے طرف مجھے رغبت نہیں پہلے
 ا و ن لوگوں نے جو ملے ہوئے تھے ہر سونے کے کھاکہ سیلوے
 آپکی ذات شریف کوئی اس کام کے لائق نہیں کھا کہ مجبور ہوں جماعت
 مسلمین کا خلاف کیونکر کروں مگر ایک شرط ہے کہ عقاید و اعمال میں
 میرے مطیع رہو اور میرے حکم سے نہ پہر و آخر سب سے بیعت
 لیکر امیر المومنین بنا دو نام او سکاسلطانی جائے خطبہ میں داخل ہو قبضہ
 و رعیت کو کہ وطن او سکاتہا تخت گاہ قرار دیا اور اپنی اولاد و اقار
 کو شہر و نکاحا حکم قرار دیا اور عدل انصاف اور دینداری اور تاکید
 نماز روزہ کی خوب جاری کیا اور اجلاس امامت کے روزے
 ملک کا انتظام اپنے فرزند کو حوالہ کیا اور آپ ایک نئے مذہب
 بناسنیکے طرف مشغول ہوا کہ اہل سنت و جماعت وغیرہ مشہور مذہبوں
 سے جدا ہو کہ اس مذہب کے رد سے وہ کافر ٹھہریں کچھ مسئلہ
 متفرق خارج ہونے کے کچھ معتزلہ کے کچھ ملاحدہ طاریہ وغیرہ کے مذہبوں
 سے لیکر کچھ اپنے دل سے جوڑ کر ایک رسالہ بنایا محمد نام او سکے
 چھوٹے بیٹے نے اوسین بڑا کر کتاب التوحید نام رکھا اور پھر او
 آپ اختصار کیا حاصل او سکایم کہ تمام امت مرحومہ کافر ہے خصوصاً
 رہنے والے صرین شریفین کے تاکہ او نکا لوٹنا اور قتل کرنا چاہا
 شہرے چند نسخے او سکے حاکموں کے پاس بھیجے حاکموں نے ظاہر
 کیا محکوموں نے قبول کیا اور بہت خوش ہوئے کہ مکہ کی لوٹ
 اور جہاد کا ثواب ہے آخر سعود نام ایک اجت و زیر او س
 عاقبت نامحمود نے بنام ہناد زیارت کعبہ مسئلہ ہجری او اخبر

سلطنت سلیم ثالث میں بڑی بہیر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے گہر پڑھائی
 کیا ساکنین حرمین اور نکاح پہلا حال عدالت اور دینداری کا شکر اور
 آئینے بہت خوش اور مشتاق ملاقات ہوئے مگر چند لوگ جو اونکے
 واقف حال تھے انہوں نے مکہ میں اونکے حال کا تذکرہ کیا اور
 لوگوں نے اس کا تذکرہ شریف مکہ تک پہنچایا اور کھا کہ فوج کو مضبوط
 شام سے طلب کیجئے یا قبایل عرب کو جمع کر کے اسکا بندوبست کیجئے
 کہ اونکا یہاں آنا اچھا نہیں شریف نے اسی پھلے حال سے اونکے
 دھوکا کہا کہ کہا کہ معاذ اللہ خانہ خدا کی زیارت کرنیوالوں کو روکنا
 اور کئے والوں پر غصہ ہوا کہ پہر کوٹھی ایسی مفید ان بات سنکے اس
 عرصہ میں خبر آئی کہ سعود ناما مسعود ابنوہ ناما معدود دلیکر مکہ پر آتا ہے
 پہر لوگوں نے شریف سے کہا کہ آپکی غفلت سے تہک حرم اور جانوں
 کا قتل اور مالوں کی لوٹ ہو جاوے گی شریف مکہ نے وہی جواب دیا کہ
 مسلمان سنت پر چلتے اور تقویٰ کا دعویٰ رکھتے ہیں ایسا برا لگاہ اور
 کیونکر سرزد ہو گا یہاں یہی قیل و قال تھے کہ وہ اشیقا مقام قرن لکنا
 میں کہ تیقات نجد ہے آپہونچے و مانے مکہ کو چھوڑ کر طائف کو دو
 مارے اور بلا سبب طایف کو چار طرفے گہیر لئے اور جو سامنے
 آگیا کیا مرد اور کیا عورت کیا چوٹا اور کیا بڑا سبکو شہید کئے اور مسجد
 عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اور آثار متبرک سب زمین کے
 برابر کر دیئے اور تمام مال و متاع پر تصرف کر کے گماشتے اپنے
 چوڑے اور خود متوجہ مکہ معظمہ کے ہوئے ایک منزل باقی رہی
 تھی کہ کچھ پہنچے ہوئے طایف کے بہاگ کے آکر شریف سے حال

طایف کا بیان کئے شریف کے پاس محض پانسو غلام تھے اور مدد بدلتی
 مہلت کہاں اور کتاب التوحید ہی ایک دن پھلے مکہ میں آگئی تھی علماء مکہ نے
 اس دن حرم میں اجماع کیا اور کفر پر تجدید کے اور اسے جہاد پر چاروں
 مذہب کے علماء باجماع ماثبت ہر قیور دئے اور بعد مغرب شریف کو دیا اور
 لکھا کہ سب مسلمان آپ کی ساتھ لڑنیکو تیار ہیں و درستی سامان جنگ میں
 مصروف ہیں علم الصلاح آپ سب جمیع کے ساتھ حرم کی سرحد پر چلکراؤ کوڑوں
 اور اونے لڑیں یہ ماجرا اجماع وغیرہ کا جمعہ کے دن ساتویں محرم ۱۲۳۱ھ
 کو ہوا آٹھویں تاریخ صبح کو سب لوگ تیار منتظر شریف تھے مگر شریف برا
 بہنیں ہوئے اور اپنی غفلت پر شرمندہ ہوئے اور فوج ہنوسنے لگی
 مگر ابی بنگل اس شبہ میں تھے کہ شاید طایف والوں نے پھلے قصہ کیا
 ہوا وہی یہ گمان تھا کہ طایف میں جو ہوا سو ہوا آخر حرم میں شمشیر رانی مگر بیکے
 کہ وہ مسلمان لوگ ہیں لوگوں نے ہر چیز ہر چیز عرض کیا کہ بڑا اور حجاج او
 قرامہ کے وقت میں کیا کیا بہنیں ہوا حالانکہ وہ بھی کلمہ گو تھے اور حال بخیر
 کتاب التوحید اور واقعہ طائف سے ظاہر ہو گیا اسپر ہی شریف باہر
 بہنیں نکلے اس عرصہ میں غلام ہی اہل شہر سے متفق ہوئے اور زیتر
 سے اذن چاہے شریف نے کہا کہ میں حکم قتال کا زائرین میں امتد
 یہ ہرگز نہ دنگا اس تکرار میں پیر دن آگیا اور کوئی امر قرار نہیں پایا
 کہ ناکہان خبر آئی کہ نجد یہ تر وادین مارتے ہوئے اور لوٹ کر تے
 ہوئے داخل حرم ہوئے اس وقت شریف کو اون خیشوئی جاشت کا
 یقین ہوا مگر سوا باگ جلیجکے کچہ چارہ نہیں دیکھا اپنے غلاموں کو لیکر
 جدہ کو چلے گئے اور وہاں کے طلحہ میں پناہ لئے اور مکہ کے زون مرے

سب اپنے مکان کو چھوڑ کے کچھ پہاڑوں پر چڑھ گئے کچھ مسجد احرام میں اپنی
 پناہ سمجھ کر آہرے نجدی بیدین سے نہ اوسکے بغیر کہ اونسے کوئی مقابلہ کرنی
 چاروں طرف سے کمال سفائی اور مینا کی کے ساتھ مسجد احرام میں گہسے وہ
 لوگ کہ کعبہ کے پردہ میں پیچھے ہوئے تھے اور قبہ زمزم اور حلیم اور
 مقام ابراہیم میں دبے ہوئے تھے اونکا ہی پاس نجا انا للہ و
 انا الیہ راجعون جھرا سو ڈنگ اونکے ظلم سے نہ بچا اوسمیں ہی بہ
 صد مات زد و ضرب کے شوق اگیا تمام مال شریف اہل مکہ کا اور حرم کے
 کارخانوں اور نذر کا اپنے تصرف میں لے لیا اور کچھ ہی بچوڑا جب حکم
 دیا کہ اہل مکہ پہاڑوں سے آنکر اپنے مکانوں میں آباد ہو وین مگر جتنے ہاتھ میں
 ہتھیار ہووے وہ قتل کیا جاوے مگر مکہ کے شریفوں کے قوم سے
 جو رسول اللہ صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلیت اور سیادت اونکی تمام
 عالم میں معتبر اور مشہور ہو سکیو امان نہیں کیا مردکی عورت کیا چوٹا
 کیا بڑا جسکو کہاں پاو ومان قتل کرو پس اس حکم کے مشہور ہو نیسے اہل
 بیت نبوی میں جسکو جهان طاقت ہوئی آوارہ ہوئے اور جو اونکے
 کے ہاتھ پیرا شہید ہو اباقی ماندہ لوگ اپنے گھر و زمین آئے دیکھے کہ مکان
 سامان اور اسباب سے خالی ہیں بعد فراغت تخریب مکہ منظر کے تھوڑی ہی
 فوج لیکر متوجہ غارتگری میں نہ منورہ کے جانب ہوئے جو قتل اور غارتگری کہ
 مکہ منظر میں کئے تھے وہی معاملہ مدینہ منورہ میں کئے مسجد قبا جکا ذکر و ثنا
 قرآن شریف میں ہے اور مقابر متبرکہ اور آثار صحابہ اور اہلیت سب
 ہمار کر دئے پھر روضہ مقدس کے جانب متوجہ ہوئے کہ نام اونکا
 صنم اکبر یعنی معاذ اللہ ثبات رکھے تھے اور ارادہ ہم روضہ منورہ

کا کئے اور ایک جماعت روضہ منورہ کے جانب اس نیت نایاک کئے
 اور روضہ مقدس کے پاس پہنچے اور دروازہ کھولنے فی الفور ایک
 اثر دہ کے فکار کی آواز آئی کہ سب خاک سیاہ ہو گئے اسکا حاصل دمان
 ظلم و ستم سے پیٹ بھر کے تمام اسباب و سامان نقد و جنس مکہ منظمہ میں
 لا کر اپنی جماعت میں شریک ہوئے پہر دمان سے پاؤں پیلائے جماعت
 اور نجد اور بعض عراق کے شہروں پر جو فوجیں خالی تھے قتل اور
 لوٹ کیا کر بلائے معلوم میں بھی وہی معاملہ کیا جو مدینہ منورہ میں کیا تھا
 مگر جدہ پر قصد کیا کہ دمان قلعہ مستحکم اور توپیں تھے مگر شریف کو بھی ہا
 انہی کی قدرت نہ تھی اس حال میں ایک زمانہ گزر گیا عجیب طرح کا فتنہ
 ملک میں تھا اور سلطان سلیم ثالث کہ نہایت بے فکر اور بے عقل تھا اسباب
 عدم شکوہ و شوکت سلطنت کے اس فتنہ کو رفع کر سکا اور یہ باعث
 شہور و فساد سلطنت کے اس طرف متوجہ ہو نیکی او سکوفرمست ہی نہ تھی
 اس عرصہ میں سلطان مصطفیٰ خان رابع خلف سلطان عبد المجید خان سوم
 نے سلطان سلیم ثالث کو مارا اور آپ تخت نشین ہوا کہیں ماہ گذر
 تے کہ مصطفیٰ بیرقدار نے سلطان مصطفیٰ خان کو قتل کیا۔ جب سلطان محمود
 خان غازی خلف سلطان عبد المجید خان کہ مرد با خدا تھا بادشاہ ہوا
 کیسے سلطنت کی پراگندگی کو حکمت عملی سے جمع کیا محمد علی بادشاہ
 والی مصر کو حکم جہاد کا نجد پر دیا محمد علی بادشاہ نے ابراہیم بادشاہ
 کو ملک حجاز پر بھیجا دوسرے آنکرا ایسا تدارک کیا کہ نام و نشان نجد یہ کا
 باقی نہ رہا اور قتل عام کیا جتنا اسباب کہ مکہ مدینہ کربلا وغیرہ کا لوٹ
 لیگئے تھے سب لا کر جہان تہاں پہنچایا اور جس مالک نے اپنی چیز کی

شناخت کی اوسکے حوالہ کر دیا اور باقی مال مخلوکہ نجدیہ کا مسلمانوں کو
تقسیم کیا اور مساجد متبرکہ اور آثار شریفہ جو نجدیہ نے منہدم کر دیا تھا اب
نئی بنائیں کا حکم دیا اسی عرصہ میں ملک مین کے گنواروں شیعوہ زیدیہ مذہب
نے جو دین و آئین سے ناواقف محض تھے اور اپنے طریقے سے ہی جاہل،
سوا سے راہ لوٹنے اور قتل کر نیکے کچھ نہیں جانتے تھے اس مذہب کو اپنے
مذاق کے موافق پا کر بخوشی قبول کیا مسلمانوں پر جہاد کیا مخا ورحدیدہ
کہ وہ دو شہر ملک مین مین مابین دریا کے کنارہ پر واقع ہیں لوٹ لیا
جب فوج ترک کی بیان ہی آئی کچھ مارے گئے اور جنگلوں میں بہاگ گئے
اس عرصہ میں سلطان محمود خان غازی جنت نصیب ہوا اور اونکے فرزند
سلطان عبد المجید خان غازی تخت نشین سلطنت روم ہوئے نظم و نسق
پادشاہانہ جاری کئے سب صوبجات اونکے مطیع فرمان ہوئے محمد علی
یا شاسے ملک حجاز و مین وغیرہ جو ضعف سلطنت کے باعث سے
حال میں اونپر متصرف ہو گیا تھا نکال لئے بموجب اس حکم کے فوج محمد علی
بادشاہ کی روانہ مصر ہوئی اور فوج سلطانی بنا و ترک نہ آئی تھی کہ زیدیہ
مذہب سیدوں ساکن نواح مخا ورحدیدہ نے مذہب نجدیہ اختیار کیا او
اور مکانون کو فوج سے خالی دیکھ کے پہر تاخت و تاراج کیا اور ہر ایک مکان
میں ایک امیر ہو گیا عجیب طرح کا ظلم برپا کیا مولف کتاب سیف ابجار مولانا
مولوی فضل رسول صاحب علیہ الرحمہ بیان لکھتے ہیں کہ راقم نے شہ ۱۲
ہجری میں اسی حال پر چوڑا پھر سنا کہ فوج ترک کے آنے اور نکالنا ہی کام
تمام ہوا اسی طرح ملک مستط کے گنواروں خارجیوں نے اس مذہب کو
پسند کیا اور لوٹ مار شروع کیا چنانچہ بہت سے خارجیوں اور سوداگروں

کے جازوٹ لئے بادشاہ مستطکہ سعید اوسکا نام تھا اذ نکا قتل عام کیا بالآخر
اون سبکا استیصال ہو گیا اب تمام ملک عرب جازو شام و یمن وغیرہ میں
اس مذہب کا نام و نشان باقی نہیں سوا اے چند گنوارونکے ایک چھوٹے
سے جنگل صحرا سے یمن کے کہ نام اوسکا قبیلہ سیر ہے کہتے ہیں کہ
کچھ کچھ باقی ہیں العلم عند اللہ اور مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ اور تمام مسلمانوں
کے شہر و یمن جو روم و شام اور مصر و عراق وغیرہ کے ہیں کوئی اس
مذہب کو ظاہر نہیں کر سکتا یہ حال ہے عرب کے بیدین والو کا اور مند
میں اس دین کے پھیلنے کا قصہ یہ ہے کہ مولوی اسمعیل کے حکم میں تہ
اور طبیعت میں مذہب سے بید کی رغبت پہلے سے ہی بزرگ اونسکے
اس سبب سے اونسے ناراض تھے شاہ عبدالغری صاحب نے آخر عمر میں
اپنا تمام مال مملوک منقولہ وغیرہ منقولہ وغیرہ منقولہ کہ جس جس کثرت سے تھی
حرم اور نواسون وغیرہ کو ہبہ کر کے قابض کر دیا مولوی اسمعیل کو کچھ
ندیا جب شاہ صاحب نے انتقال کیا کوئی بزرگوین نہ بنا کھلے بند ہوئے
تین چشمہ فساد کے دین میں اونکی ذات سے جاری ہوئے ایک فتنہ ظاہر
یہ کہ قیاس اور تقلید کو حرام اور ائمہ مجتہدین اور فقہاء و متقدمین کو فاسق
بلکہ کافر سمجھتے ہیں یہ تھوڑا شاہ جہان آباد میں اور پورا نواح عظیم آباد وغیرہ
یورپ شہر و یمن پیدا ایسے جاہل کہ ابو حنیفہ اور شافعی ہی صحیح نہیں بول
سکتے تھے گو پہلے اور شیعین کو سین کہتے ہیں اماموں اور متقدمین کو برا
کہتے ہیں اور اذکی طرف خطا اور گمراہی کر نہیں کچھ تامل نہیں کرتے اور لوگوں
اسمعیل کے زبان درازیان اور بے ادیمان ائمہ اور فقہاء کے
ساتھ مشہور ہیں دیکھو تو پیر العین میں لکھا ہے ولت شمس کیف

یجوز التزام شخص معین مع تمکن الرجوع الی الدرایا المنقولہ عن النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الصریح الدلالتہ علی خلاف قول الامام الخلیل
خان لم یتوک قول امامہ فضیلہ شائری عن الشریک ثم حمہ من نہیں سمجھتا کہ
ایک شخص معین کی تقلید کا التزام کرنا کیونکر جائز ہو باوجود ممکن ہونے رجوع
کے اور روایتوں کے طرف کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں کہ
صاف دلالت کرتے ہیں تقلید کئے گئی امام کے قول کی خلاف پر اگر اپنے
امام کے قول کو نہ چھوڑ دے تو اوس میں شریک کا ہے پہلے اماموں کی
تقلید کی حقیقت سمجھ لینا چاہئے وہ یہ ہے کہ بعد گذر جانے زمانہ اصحاب
کرام کے حدیث کے روایتوں میں اختلاف و تعارض بکثرت واقع ہوا اور
اور راویوں میں ابھی برے گلے یہاں تک کہ بد مذہب لوگ بھی جیسے
رافضی خارجی وغیرہ داخل ہوئے اور راویوں کے رد و قبول میں اختلاف
ہوا ایک جسکو ماٹھا دوسرا نہیں مانتا اور ایسے الفاظ حدیث کے معنی
میں بھی اختلاف ہوا کوئی ایک حدیث کے کچھ معنی کہتا ہے دوسرا
وہی حدیث سے اور مراد ٹھہراتا ہے اللہ تعالیٰ نے خاص خاص مذہب کو
توفیق دے کہ اپنی ساری ہمت اور سعی اس کام پر مصروف کی کہ دریا
کرین کو نسی روایت صحیح کو نسی روایت غیر صحیح کو نسی مقدم اور کو نسی
مؤخر کون مانے کون منسوخ کون راجح کون مرجوح کون راوی عدل کون غیر
عدل کو نسی معنی مقبر کو نسی غیر مقبر سو اوہوں نے اسطرح کی ہر ایک
بات کو جیا چاہئے خوب تحقیق کر کے ایک ائمہ لکھ دیا اور صورتیں منسوخ
پیش آئیں کہ وہ بعینہ قرآن و حدیث میں اور کو قرآن و حدیث سے کالا
۲ اور اصول شرعیہ کا ضبط کیا اور سکا نام مذہب ہے ہر ایک شخص کو یہ مرتبہ

حاصل نہ تھا اون لوگوں کی پیروی کی اور سکا نام تقلید ہے اور یہ بات کہ جب چاہا
 جس کی چاہئے پیروی کر لی کسی مسئلہ میں کسی اور کسی مسئلہ میں کسی
 محض دین میں کہیں ہے ایک چیز کو کہیں حرام کہے کہیں حلال کہیں مکروہ
 جانتے کہیں مباح ایک صورت کے دو مقدمہ میں کہیں مدعی کو حق دلا دے
 کہیں مدعا علیہ کو ائمہ مجتہدین کے زما بین اور قریب قریب میں اور اسکے بہت
 مجتہد تھے رفتہ رفتہ اون کے مذہبوں کا نشان نہ رہا اور نہیں چار مذہبوں کی تحریر
 تقریر ضبط اصول و فروع نظم کلیات و جزئیات جیسا چاہئے ویسا دیا
 و سائر ہوا اسود اعظم امت مرحومہ نے ان چار مذہبوں سے جسکی چاہی
 تقلید اختیار کی تھانہ عبدالغفر صاحب تفسیر میں لکھتے ہیں کہ چھ فرقوں کی
 خدا کے حکم سے فرض ہے از اجماع مجتہدین شریعت و شیوخ طریقت اند
 کہ حکم ایشان بطریق واجب بخیر لازم الاتباع است بر عوام امت زیر کہ
 ہم اسرار شریعت و دقائق طریقت ایشانرا میراست فاسئلواہل الذکر
 کنتمولا تعلمون اب دیکھو مولوی اسماعیل نے تمام لاحقین امت مرحومہ کو
 مشرک ٹھہرایا کہ اماموں کے وقت کے بعد سے انہی اہل سنت چار فرقے
 ہیں خفی شافعی مالکی حنبلی اور حدیث کے کتا بوغین کو مٹی حدیث
 مخالف اپنے امام کے دیکھ کر تقلید کو چھوڑ دینا جائز نہیں ہے کیونکہ تحقیق
 حدیث کی جیسے کہ اماموں کو مٹی حدیث کے کتا بون جمع کر نیوالوں کو تھے ان
 کتا بون کے دیکھنے والوں کا کیا رتبہ ہے ہر ایک کام کیواسطے ہر ایک
 شخص خاص ہے تحقیق ناسخ و منسوخ راجح و مرجوح کے تعارض کو دور کرنا
 الفاظ سے مطلب نکالنا اور اسطر خٹے باتیں جو ضرور ہیں اور اصول
 کے کتا بوغین تفصیل مذکورین مجتہدوں کا کام ہے اون چاروں اماموں کے

برابر اس کام میں اور کوئی حائل نہیں گویا اس بات پر اجماع امت اور
 اتفاق ہو گیا اور حضرات محدثین کا کام جب تک تاحیثون کا ہے عقد و احکام
 فی مناقب النعمان میں لکھا ہے کہ اعمش علیہ الرحمۃ سے مسئلہ پوچھ گئے
 انہوں نے ابو حنیفہ سے کہا کہ تم انہیں کیا کہتے ہو ابو حنیفہ نے سیکے احکام
 بیان کئے اعمش نے کہا کہاں سے کہتے ہو جواب دیا کہ تم نے فلا فی حدیث
 فلا نسہ اور فلان فلا نسہ یوں روایت کی ہے اور بہت سے حدیث
 اس طرح بیان کئی اعمش نے کھا کہ بومین نے سودن میں حدیث کے سونے کی
 ساعت میں بیان کئے ہیں نہیں جانتا تھا کہ مکویہ حدیث معلوم ہوگی اسے
 اگر وہ فقہاء کے تم طبیب ہو اور عطار یعنی دوا فروش ہیں اور تو نے
 اسے شخص و نو طرفوں کو لے لیا ہے اور اعمش جب حج کو چلے علی بن مسہر
 کو پہنچ کر ابو حنیفہ سے ملا مساجد کے لکھوانا گویا اور اعمش سے ایک
 شخص نے مسئلہ پوچھا انہوں نے اشارہ کیا ابو حنیفہ کے حلقہ کی طرف
 اور کھا کہ ان کو لازم پکڑو کہ جب ان کو کوئی مسئلہ آگے آتا ہے تو ہمیشہ ان کو
 آپس میں پیرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ صواب کو پہنچے میں و کعب بن جراح
 کسی نے کھا کہ ابو حنیفہ نے خطا کی کعب نے کہا کہ وہ کیوں خطا کرینگے حالانکہ
 ان کے ساتھ ابو یوسف و زفر و محمد سے لوگ ہوں اجتہاد و قیاس
 میں اور عیسا بن زکریا اور حفص و جہان و مندل سے لوگ حفظ حدیث
 میں اور قاسم سے علوم عربیہ میں اور داؤد و فضل سے زہد و عین
 جکے ایسے اصحاب اور جلسا ہوں وہ خطا نہ کریگا اگر کریگا تو یہ لوگ حق کے
 طرف پھیر دیں گے و کعب نے کہا کہ جو لوگ اس طرح کی بات کہیں وہ مثل الثامین
 بلکہ ان سے بھی گمراہ تر عبد اللہ بن المبارک نے کہا کہ ابو حنیفہ کا قول ہمارا

نزدیک مثل حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جان مسم حدیث نہیں پاتے
 معربین کلام نے کہا کہ ہم نے طلب کیا ابو حنیفہ کے ساتھ حدیث کو تو سو
 حدیث میں غالب آیا ہم پر ایسے ہی زہد میں اور فقہ میں تو دیکھتے ہو کیا حال
 ہے حافظ عبد العزیز اور ابو محمد حارثی اور ابراہیم بن معویہ وغیرہ نے
 نقل کیا ہے کہ علامت سنی ہونیکے محبت ابو حنیفہ کی اور علامت بد مذہبی
 کی بغض ابو حنیفہ ہے ابو حنیفہ بڑے حافظ حدیث سے تھے ورنہ یہ رتبہ
 اجتماع کا کیونکر حاصل ہوتا اور انہوں نے چار ہزار شیخ ائمہ تابعین وغیرہ
 سے حدیث لیا اور انہوں نے جتنے لوگوں نے حدیث روایت کی ہے
 شمار سے باہر ہیں اور ائمہ اسلام سے اونٹنے لوگوں نے روایت
 نہیں کئے اور نہ اورونکے اتنے اصحاب و تلامذہ ہیں اور کسی شخص
 سے علما کو ایسا انتفاع نہیں ہوا جیسا کہ ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب سے
 احادیث مشتبہ کے تفسیر میں سفیان ثوری نے کہا کہ ابو حنیفہ کا علم بہت
 بڑا تھا جو آثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے صحیح ہوتا اور سیکھو
 لیتے اور حدیث کے مانع و منسوخ کو خوب جانتے تھے اور ثقاة سے
 حدیث طلب کیا کرتے تھے اور یہ کہ آخر فضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وصحبہ وسلم کا کیا ہے اور علمائے کیا کھا ہے امام شافعی اور سفیان
 بن عیینہ اور عبد اللہ بن المبارک وغیرہ نے کہا کہ ابو حنیفہ سے بڑا جتنے
 کوئی فقیہ نہ دیکھا نہ سنا کہا نیز مدینہ دارون نے کہ حفظ اپنے زمانے کے
 تھے حافظ مکی نے کہا اعلم زمانہ ہے اپنی محو صفائی کھا کہ میں نے سیکھو ابو حنیفہ
 سے بڑا نہ دیکھا مراباب میں ابواب خیر سے جسکو ملایا ابو حنیفہ کے ساتھ
 ابو حنیفہ کو مراباب میں افضل پایا یہ تھوڑا کچھ بطور نمونہ نقل کیا ہے اور کتاب

جو تصنیف شافعی مذہب کی ہے معلوم ہووے کہ اعتقاد اکابر کا ایسا تھا پہر
استر مخلصا پہر صاحب سیف ایچا رہنے اور عبارات کو مولوی اسماعیل
صاحب کے نقل کئے ہیں جو مولوی صاحب نے مقلدین مذہب کے شاہین کہتے ہیں
اور اس کا جواب بھی صاحب کتاب دئے ہیں وہ بہت سے ہیں مگر ایک اور غیر
سے یہ ہے کہ مقلدین کو نصاریٰ میں داخل کیا معاذا اللہ منہ من بعد صاحب
کتاب بیان مولوی اسماعیل صاحب شروع فرمائے وہ یہ ہے جب شاہ عبدالغفر
صاحب اپنے تمام مملوکات اور ورون کو ہمہ کیا مولوی اسماعیل صاحب گبر
اور مولوی عبدالحی شاہ صاحب کے داماد کہ عدالت ضلع میٹریہ کے محرونی
میں فرنگی کے نوکر تھے موقوف ہو کر دتی میں آئے دونوں نے ملکر سید
نام ایک مرد جاہل شاہ عبدالغفر صاحب کے مرید کو پرینایا اور ساتھ لکیر
شہر دہلی میں پیری شروع کی در بدر گھر بہ گھر قرآن و حدیث کے درس کو
وسیلہ ٹھہرایا لوگوں کے رجوعات کا نذر و نیاز و دعوت ترویج سے
فائدہ خوب اٹھایا ہر قسم کے مذہب کے قبول کرنین کچھ تامل نہ تھا ہاتھ لک
بنارس کا رزیڈنٹ اکشر بروک نام کے مکاتبن ایک زن فاختہ تھی صاحب
مقدرت مرید ہوئی اور دس فرار روپیہ نذر کی اس کے مرید ہونی سے
رزیدنٹ بھی بہت حاطر داری کی اس واسطے کہ سید صاحب نے اس کو اپنی
خاص بیٹی فخر مایا تھا صاحب کتاب سیف ایچا فرماتے ہیں کہ ہر قسم
بھی دامن موجود تھا مولوی عبدالحی سے لوگوں نے پوچھا کہ یہ روپیہ
فاختہ کا کہ نصرائی سے زنا کی عوض میں اس نے حاصل کیا ہے درست ہوا
کچھ جواب پریشان دئے آخر کو حوالہ کیا استفسار پر سید صاحب سے
اون دونوں صاحبوں نے زبانی پرانے پر کفایت لکھی بلکہ ایک کتاب

صراط المستقیم سید صاحب کے حال میں لکھا خلاصہ و سکا کتاب سیف ایجاں
تحریر ہے غرض اوسین تمام قرب اور کرامات مضمونی سید صاحب کے
وجہ ہیں اختصار ترک کیا گیا بالآخر یہ مضمون سیف ایجاں میں ہے کتاب التوحید
سجدہ کی مراد آباد میں کہ وہاں پہلے سے کئی قدر اس مذہب کی گفتگو تھی
ماتھ لگی اس مذہب کو پسند کیا اور تقویۃ الایمان تصنیف کی گویا وہی کتاب
کی شرح ہے اس میں کی بڑی شہرت ہوئی اور عوام الناس بہت اس
بلا میں پہنچے تو میں اور مختصر انبیا اور اولیاء کی اتنی کتب تمام امت سلف خلف
کی خوب جاری ہوئی دیندار اہل علم جان تھے ان کی فیض محبت سے
جو بجا سو بجا ورنہ اول و ہدایت میں اکثر لوگوں کو اس طرف میں آگیا بسبب شہرت
اونٹن اور ناواقف کے فن سیرت و حدیث سے جب نوبت دلی میں
پہنچی ہزاروں ہزار آدمی کہ شاگرد اور عرید اور دیکھنے والے اور صحبت
یاقتہ شاہ عبد الغنی صاحب اور مولوی رفیع الدین صاحب کے اور علم و فضل
میں اونے زائد لوگ موجود تھے مولوی اسماعیل اور مولوی عبد الحمید
دست و گریبان ہوئے اور خواص نے نمائش کی کہ اس سفر میں بھی نیا دین
کیا نکال لائے کہ اس کے روئے ہمارا و تباد و نئے لیکر صحابہ تک کو
کفر و شرک سے نہیں بچا اور قبل اس سفر کے تم ہی اسی طریقہ پر تھے
اور ویسا ہی و غلط کہتے تھے اور فتویٰ لکھتے تھے جب کو اب شرک کہتے ہو
یہ دین میں فساد ڈالنا اور قرآن و حدیث میں تحریف کرنا اور خلائق کو
گمراہ کرنا بہت برا ہے پر نصیحت کے کچھ سود مند نہ ہوئے لاچار ہو
سب نے انکار و ابطال کیا مولوی مخصوص اللہ صاحب اور مولوی موسیٰ صاحب
رفیع الدین صاحب کے صاحبزادوں نے فتویٰ اور رمالے اونٹن رو میں لکھے

نوبت بکھیرنگ پنچا سے مولوی فضل حق صاحب خیر آبادی نے جزاء اللہ خیر
 کہ علم و فضل میں مولوی اسماعیل وغیرہ کو اودنے کچھ نسبت بہنیں علوم عقلیہ و نقلیہ
 اپنے والد ماجد سے کہ وہ علوم میں یگانہ عصر تھے حاصل کئے ہر طرح مولوی
 اسماعیل کے روبرو رد و ابطال کیا اور بکھیر کی نوبت تحریر کی انہی میں سے
 میں مولوی اسماعیل نے حرکت مذہبی کچھ جواب میں کی آخر کو عاجز و سکت ہو گئے
 تحقیق الفتویٰ میں کمال شہر و سبط سے مولوی فضل حق صاحب لکھا اور
 اوس میں صورت مسئلہ اور استفتاء اس امر کا قرار دیا کہ تقویہ الایمان میں مولوی
 اسماعیل نے فلاں فلاں کلام لکھے ہیں آیا استخفاف اور بے ادبی پر انھیں
 صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شامل ہے یا نہیں اور شرعاً اود کے قائل کا کیا
 حکم ہے سوال کو اختصاراً ترک کیا مگر جواب جو علما و مفت بہت ہر دو نسخہ
 ادا کئے ہیں اوسکو نقل کیا جاتا ہے کلام اودلاتر دو و اشتباہ بر استخفاف
 منزلت و جہاں آن سرور و مقربان بارگاہ حضرت الہ و انتفاص شان سایر
 انبیاء و ملائکہ و صفیاء و شیوخ و اولیاء اشتغال دلات دارد قائل این کلام
 لا طایل از روعے شرع میں بلاشبہ کافر و بدین است ہرگز مومن و مسلمان
 نیست و حکم اود شرعاً قتل و کفیر است و ہر کہ در کفر و شک آرد یا تر دو دار و
 یا این استخفاف را سہل انگارد کافر و بدین و نامسلمان و یسین است الادر
 کفر و بدینی کترین است از کسی کہ این کلام ضلالت نظام را ثواب و مستحسن نہ
 و اعتقاد این کلام را از عقاید ضروریہ دین شمار و نکست در کفر با قائل ہر
 بلکہ در استخفاف از وبالائراست چہ او استخفاف آنحضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم
 و سایر انبیاء و ملائکہ و اولیاء مستحسن داشت و آنرا از ضروریات دین پنداشت
 و بیچنان کسی کہ ظاہراً باطلان پاسداری این قائل درین مسائل و اودار و جبر

حفظِ حرمت اور اہل علم و اہلِ ولایت و درازکار آرد چہ او نیز مرتکب استخفاف
 شانِ حضرت سید المرسلین صلوٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم شد کہ پاسداریِ بیدینی را بر
 احترامِ آن سید الانام علیہ تجلیہ و السلام رجحان داد و بخوفِ ملامت بلکہ بمقتضای
 بدبختی و شامت در پی اثباتِ آنچه بر استخفاف و لالت و ارواقا داینمہ کفر
 زندہ است و اتحادِ اعادنا اللہ من ذالک و از اثباتِ این مطالب در مقامِ انہ
 دست داد و قطع و ابدالِ دینِ ظلم و احمقہ رب العالمین احوالِ سوء
 ظلمت و کفر شکست و بیاض نور ایمان با شراقِ پیوست فوس شفاء فلیوم من
 و من شفاء فلیکفر و السلام علی من اتبع الهدی مہرین اور و خط
 اکثر اعلام کے اس پر اور مجلس جامع مسجد کے یہ تفصیل ہے کہ پہلے ایک
 استفتاء مرتب ہوا مہر و و خط مولوی رشید الدین خان صاحب و مولوی فضل حق
 صاحب و مولوی مخصوص اللہ صاحب و مولوی قدسی صاحب و مولوی محمد شریف
 صاحب و مولوی عبد اللہ صاحب و اخون شیر محمد صاحب کے صبح کے وقت منگل
 کے روز اتیسویں ربیع الثانی ۱۲۸۶ ہجری کو کہ مولوی عبدالحی صاحب جامع
 میں وعظ کھڑے تھے مولوی رشید الدین صاحب اور مولوی مخصوص اللہ
 صاحب اور مولوی قدسی صاحب مولوی رفیع الدین صاحب کے صاحبزادے
 اور مولوی محمد شریف صاحب وغیرہ علماء و طلبہ خاص و عام خاص پر مجتمع ہوئے
 جب مولوی عبدالحی صاحب وعظ کھڑے چکے عبد اللہ طالب علم نے وہ استفتاء
 پیش کیا کہ اپنے مہر او سپر کر دیجی مولوی عبدالحی نے کہا میں نہیں مہر کرتا کہ
 میں کچھ نہیں جانتا و سننے کا یہی کہہ بیٹھی اور اصرار کیا مولوی عبدالحی نے انکار
 کیا اور طال ظاہر کرنے لگے مفتی محمد شجاع الدین خان صاحب نے کہا کہ اس کا تصفیہ
 ضرور ہے کہ بڑا اختلاف پڑ گیا ہے مرزا غلام حیدر شائہ زادہ نے طالب علم

کئی مکرار سے رنجیدہ ہوئے اور مولوی عبدالحی وغیرہ کو مجمع علمائین واسطے منظر
 کے لائے مجمع مائے شمار خاص و عام امیر و فقیر کا ہو گیا کو تو اں بھی واسطے
 جند و بست کے آپہنچا پیر مولوی عبدالحی نے فاضلوں نے پوچھا کہ تم کیوں آئے ہو
 کہینے کہا کہ آپ کے بلائیکے موافق کہ ہر روز کہتے تھے کہ جب کتاب مناظرہ ہو ہمارے
 سامنے آوے یہ سن کر چپکے ہو مولوی مخصوص لہ صاحب نے کھا کہ ہم بموجب حکم خدا
 آئے ہیں کہ حق ظاہر ہو جاوے مولوی موسیٰ نے کھا کہ تم ہمارے دوستیاد و نگو برا
 کہتے ہو بولے کہ میں نہیں کہتا مولوی موسیٰ نے کھا یہ ایسے مسئلے تھے بتاؤ کہ او
 سے برای اوستاد و کئی ثابت ہوتی ہے پوچھا وہ کیا ہے کہا کہ شلاق قبر کے بوسے
 کو شرک کہتے ہو اور ہمارے اکابر اس کے مباشرتہ مولوی عبدالحی نے انکا
 کیا کہینے کہا کہ لکھد و تاکہ تمہارے اوپر جوٹ باندھنے والو کئی تکذیب ہو مولوی
 عبدالحی کا۔ چنے ہوئے ماتھ سے لکھد یا بوسہ دہندہ قبر مشرک نیت مولوی رشید
 الدین صاحب کے ماتھ میں قوی دیا گیا اور قریب مولوی عبدالحی کے آبیٹھے مولوی
 عبدالحی نے نگاہ شکوہ اودنے شروع کیا کہ خا نصاحب مجھے آپکی خدمت میں دوستی تھی
 بر ملا مجھے ذلیل کہو خا نصاحب نے فرمایا کہ تم تمہارے اعزاز و اظہار کمال کو واسطے
 ہیں لوگوں نے مشہور کیا کہ تم مسئلے خلاف سلف کہتے ہو اس سبب سے تم سے خلق کو د
 ہے ایسے مجمع میں منقریو کئی تکذیب ہو جاوے گی مولوی عبدالحی شکوہ ہی پریشان باتیں
 کرتے رہے خا نصاحب نے فرمایا کہ تمہارے لوگ کہتے ہیں کہ عبدالغفری کی راہ اثر
 جہنم اور سیوقت گواہی سے یہ بات ثابت ہو گئی لوگ برا کہنے لگے مولوی عبد
 نے تبرا کیا کہ از مبد مولوی رشید الدین خا نصاحب سے کہا کہ مولانا عبدالعزیز
 کی محبت اور اعتقاد علم و بزرگی میں میں مثل تمہارے ہوں طحاوی و کرخی کے برابر
 جانتا ہوں پر استفسار شروع ہوا ہر مسئلہ کا جواب دیا کہ چند ان مخالف جہوتہ تہامو

اسماعیل نے پہلے ہی استفسار سے ارادہ اوٹھ جائیگا کیا مولوی رحمت اللہ صاحب
 کہ ذریعہ تشریف رکھنے کے جناب کی بھی دستخط اس تحریر ضرور ہے مولوی صاحب
 نے کہا کہ میں کسی کے ہاں پکا نوکر نہیں ہوں میرا واسطے محتسب لا اے مروڑ
 میرے ساتھ سختی کرتا ہے اور انہوں نے کہا کہ حضرت میں سختی نہیں کرتا
 میں عرض کرتا ہوں پہر مولوی اسماعیل نے کہا کہ میرے رسالہ کا جواب
 لکھ مولوی رحمت اللہ صاحب نے کہا کہ رسالہ آپکا میرے بغل میں ہے اگر آپ
 فرمائیں اسی مجمع میں جواب کو عرض کروں غصہ کہا کہ کچھ لکھا پہر مولوی
 اسماعیل نے کہا جواب عقلی لکھوں یا نقلی لکھا جیسا چاہے پہر مولوی رحمت
 نے کہا کہ رد جواب ادسکا لکھو گے کہا کہ میں کسی کا محکوم نہیں ہوں مولوی
 رحمت اللہ صاحب نے کہا کہ نئے عقیدہ اپنے دلوں کے بنائے ہوئے
 کسی سے نفراٹے اور نہیں تو ابی بخت کر لیجئے مولوی اسماعیل اور
 ہاگے اور چلتے ہوئے مولوی رشید الدین خاں صاحب مولوی عبدالحی سے
 پوچھ لکے وہ جواب دیتے تھے ایسے کہ قدامی بہت خلاف نہ تھے سیرت
 شوال میں کہ بدعت کے تھے مولوی عبدالحی نے کہا کہ میرے نزدیک
 بدعت حسنہ یہی ہے گو اصل ہر بدعت بد ہے مگر سب نیک کا اوسمین
 ہو تو حسنہ ہو جاتی ہے والا فلا مولوی رشید الدین خاں صاحب نے کہا
 کہ اصل ہر بدعت کی بد نہیں بلکہ جو من سن سنہ حسنہ فلا اجر ہا جا
 من عمل علیہا ومن سن سنہ سیئہ احدیث اور حدیث من حدیث
 فیہذا مالیس منہ اور حدیث من ابتداع بدعتہ ضلالتہ لا یرضی اللہ
 کہ ان تینوں حدیثوں نے ثابت ہوا کہ نیا طریقہ نیک ہی ہوتا ہے اور بد ہی
 اور خدا کی مرضی کے موافق ہی ہوتا ہے اور مخالف ہی گمراہی ہی ہوتا ہے

غیر گمراہی ہی ہوتا ہے اس سبب سے علماء نے کہا ہے کہ بعض بدعت و
 مندوب و مباح بعضے حرام و مکروہ مولوی مخصوص اللہ صاحب نے
 کھا بدعت کی وجہ حق قبیح کی ظاہر ہو وہ کیا ہے مولوی عبدالحی نے کہا
 یہ ہے انہوں نے کہا اس تقدیر بدعت سیئہ و مباح میں کیا فرق ہے
 مولوی عبدالحی ساکت ہو گئے کیسے کہا کہ احکام خمسہ سے ایک حکم کم ہو گیا
 پھر مولوی عبدالحی نے کہا کہ ہر بدعت کو ہذا واسطے کہتا ہوں کہ کل بدعت
 ضلالتہ کا کلیہ ظاہر پر ہے اور مخصوص ہو جاوے خالصا صاحب نے کھا کہ
 تحقیق میں کیا قباح لازم آتی ہے اور عموماً میں شخصیں مشہور ہے
 مولوی محمد شریف نے پیر کا ما من عام الا وقد خسر منہ البعض خالصا
 نے کہا کہ تیون صدیقین مذکورہ بالا شخصیں کو چاہتے ہیں پس شخصیں ضرور
 ہے مولوی عبدالحی نے کہا کہ اصل ہر بدعت کتب قبیح بعض علماء کا مذہب
 ہے خالصا صاحب نے کہا یہ قول حضرت مجاہد کا ہے مگر تمہارے مذہب
 سے نہایت دور ہے کہ اونکے مذہب میں جبکی اصل پابی جاوے
 شرع میں وہ سنت ہے بدعت وہی ہے کہ جبکی اصل شرع میں نہ پابی
 جاوے پھر مولوی عبدالحی نے غوطہ میں جا کر کہا کہ یہ قول نووی کا
 ہے فتح المبین میں لکھا ہے اوس وقت فتح المبین شرح اربعین امام نووی
 کی پیش کی گئے عبارت اوس مقام کی باوازا بلند مع ترجمہ پڑھے گئی
 پھر مولوی عبدالحی نے اچھے سے قائل معقول ہوئے پھر اذان بعد
 دفن میں کلام موا بعد کسی قدر تکرار کے کہا کہ میں کسی منع نہیں کرتا پھر
 کلام سوا سوم کے فاسخ میں بعد قیل و قال کے کہا کہ اگر کوئی اوس
 دین میں ثواب زیادہ جانتا ہے منع اور اگر ثواب زیادہ نہیں جانتا اور

برعایت مصلحت کرتا ہے تو منع نہیں تمام ہو اخلاصہ نقل مجلس کا پہر تو بحیرہ حال ہوا
 کہ ہر ایک سکے میں ادوا ذرا آدمی سے قائل ہونے لگے اور اطراف و جوار
 میں ہی یہ تقریریں اور تحسیریں جا بجا پہلے پڑیں سب پر ظاہر ہو گیا کہ مولوی عیال
 کا طریقہ مخالف ہے تمام سلف صالح کے اور اپنے خاندان کے ہی مخالف ہے
 اور سبب عمار کا وہی نسبت خاندانی تھی اور جب اس کے ہی خلاف ٹہرے تو کچھ
 اعتبار نہ رہا اور ساری قلعی کھل گئی اور ہر ایک جگہ جواہل علم تھے متوجہ ہوئے
 اونکی بیدینی کے اظہار اور اس کے رد کرنے پر ایسے سیوئے اگلے و نکلے فتنے کی
 تہنڈی ہو گئی اور نئے دین والے ہی زبان دیا کربات کرنے لگے اور توجہ
 بات بنانے میں اور ترقیہ جاری ہو انہار و نہار آدمی اس طرح سے تباہ
 ہوئے صرف وہی لوگ کہ جنکو سخن پرور کا پاس میں پر غالب ہوا یا جنکو ڈ
 پیشہ واسطہ دنیا پیدا کر نیکا اس طریق پر قائم رہے مگر نہایت ذلت و خواری
 ساتھ اہل علم کے مجالس میں ترقیہ سے گزار کرتے مولوی اسماعیل وغیرہ ارکان
 دین جدید نے ہی اس بحث کو کم کر کے وعظ کو منحصر کیا جاوے کی ترغیب پس
 جملہ جمیل سے کہ امر محمود ہے بہت لوگ اکٹھے ہوئے اور روچیں جس ہی جگہ کو
 توفیق ہوئی تقدیر حوصلہ دیا ایک جماعت کے ساتھ کئی افغانستان کو سید احمد
 امیر المومنین بنایا اور قوم سکھ پر جہاد کا غم کیا مگر اس میں ہی وہی پیش گوئی
 کہ فلانی تاج کو تخت سنگیہ میں کفر قوم سکھ امیر المومنین کے ہاتھ سے مارا
 جاوے گا اور فلانی تلخ فلان ملک فتح ہوگا اور نماز عید فلاں سال میں امیر المومنین
 جامع مسجد میں لاہور کے پڑھیں گے اور ائمہ کا یون حکم ہوا ہے اور رٹا اسکے وقت
 تو پ بند و ق سکھ کے بند ہو جائیں گے بلکہ بعض افغان اسوی شرط پر داخلیت
 ہوئے تھے جب مقابلہ ہوا فقرہ کفر سکھ کے سامنے سے جان بچا کر صاف

بہاگ گئے اور عار جہاد سے بہاگ جانے کے جو بڑا گناہ کبیرا سے اختیار
 کئے اور اہل پشاور کے مخالفوں سے ملکر مسلمانوں کا قتل بہت کیا جب
 فوج سکھ متوجہ پشاور ہوئی یہ خبر سنتے ہی بہاگ کر راہ پنجاب کی لئے پنجاب
 کا رئیس فتح خان نام اور سب افغان بہت تعظیم و تکریم سے پیش آئے
 اور بیعت کی اطاعت و فرمان برداری جیسی چاہے گئے اپنے تمام ملک
 کا خراج بھی امیر المومنین کے سرکار میں داخل کرنا قبول کئے اور عامل حاکم او
 اپنے اپنے مکانون پر مقرر کیا کرا دیا تحصیل اور حکم اونکا جاری کرایا اور
 مقدور والوں نے جو پجاری دیاں تھے اپنے گھر کے مال سے عورتوں
 زیور تک یہی دریغ کیا پانس حق ایماندار کا جیسا چاہئے وہ بجالا دے
 واقع میں افغان کی قوم دیندار ہیں بڑے مضبوط ہیں دینکے نام پر اونکو جان نیا
 ایسا عزیز ہے جیسا کہ اور اونکو جان رکھنا مولوی اسماعیل اتنے ہی حکومت
 کا تحمل نہیں کر سکے آپ بابر ہو گئے مظلمات بجا اور دین جدید کے احکام
 جاری کر دئے اور سید احمد کے نام پر صلوات اللہ علیہ وسلم کا لفظ تجویز نہ
 اور سکھ میر سہا اسمہ احمد اور جو وہ صراط المستقیم میں سید احمد کو پیغمبر
 بنانے کی تمہید کر رہے تھے اسکا اظہار شروع ہوا فقہ اور فقہاء پر لعن و لعن
 و تشنیع کتب حنفیہ پر بر ملا کرنے لگے اور پٹھانوں کے ناموس و مال و جان
 سے تعرض شروع کیا مرچند مغز آدمیوں نے سمجھا یا نہ مانا وہ بھار
 تنگ آئے اور مشورہ کیا کہ ہمیں سکھ پر جہاد کے واسطے اونکو گریس
 کیا یہ لوگ جو کافر و ناسے چاہئے ہمارے اوپر جاری کیا سکھ کے مقابلے
 میں اوس نامردی سے بہاگے اور مسلمانوں کی جان و مال و عزت پر
 اس قدر دلیری کرتے ہیں دین و ایمان کا بھی اونکے کچھ تیا نہیں ہے

مرفع کیا چاہئے چنانچہ عالموں اور سرداروں کو بھیجا کہ ہاتھ باندھ کر مولوی
 اسماعیل نے ایک ذرا بھی نہ سنا آخر مسلمانوں نے جلتے آدمی ہمارے
 مولوی اسماعیل کے جہان جہان متعین تھے اور علم و اخرا حکم دین جلد
 میں مشغول تھے ایک مرتبہ بگو مار ڈال فتح خان نے عذر کیا کہ میں آخر
 روز سپاہ کے واسطے کہتا تھا کہ حد اعتدال سے بڑھنا اور دین جدید کے
 احکام جاری کرنا اور لوگوں کے مال و جان و ناموس سے تعرض کرنا
 مناسب نہیں ہے اب کام ہاتھ سے نکل گیا کہ تمام ملک پر گیا اور سکاڑا
 نہیں ہو سکتا مگر تمکو اس مہلکہ سے بچا کر باہر نکالے دیتا ہوں پہر جو کچھ
 مقدر میں ہو گا ظہور میں آویگا سید احمد اور مولوی اسماعیل وغیرہ
 آدمیوں کو کہ ہمراہ تھے اوس ملک میں سرحد سے باہر نکال کر اپنے ملک
 کے رعایا کی استمالت اور انتظام کے واسطے پر سید احمد وغیرہ ہاگے
 جاتے تھے کہ عین ہاگنے کی حالت میں ایک جماعت و مان پہنچی کہ اؤں
 سبکو مار دالی کوئی کتا ہے سکھ تے کوئی کتا ہے پٹان تے اؤں
 سے کوئی نہ بچا اور جو اکثر ہاگ کر آئے تھے سو ملک چچا ور سے تنہا اور وہ
 کہ بالیقین مظلوم مسلمانوں کے ہاتھ سے اوٹایا انہیں مضمون سیف ابجار مخلص
 بیان سے سیف ابجار میں سید احمد کی امت کے عقاید مختلفہ اور ان کے
 حق میں حدیثیں جو ثبائیکہ ذکر ہے پر مولوی اسحاق کے جانشین مقام
 مولوی اسحاق اور تاویلات سے فریقین کو راضی رکھتے کا ذکر ہے جو کوئی
 چاہے کتاب سیف ابجار کو مطالعہ کرے اس سے بخوبی واضح ہوگا پس
 فریق دہا یہ منسوب ہیں ساتھ عبد الوہاب نجدی کے فائدہ مرقومہ فوق کتاب
 سیف ابجار میں تحریر ہے حال خروج اتباع عبد الوہاب نجدی کا ملک

نجد میں اور اونکے ظلم اور تغلب کرنیکا حرمین شریفین پر مشرک شہر انیکا اہل
 اسلام کو اور پیراونکے ہاک ہونیکا دست اہل اسلام سے بالاجال کتاب
 حاشیہ ثنائی میں اور تفصیل کتب تواریخ حرمین شریفین اور مصر میں مذکور
 ہے اور علاوہ اوسکے تواریخ ملک انگلستان میں بھی سب حال مفصلاً مسطور
 ہے عبارت حاشیہ ثنائی مطبوعہ مصر کے تیسری جلد میں صفحہ ۳۳ براب البقا
 میں تحریر ہے کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا
 من نجد و تغلبو علی الحرمین و کانو یتجاوزون مذہب الحنابلۃ لکنہم
 اعتقدوا انہم المسلمون وان من خالف اعتقادہم مشرکون
 فاستباحوا لک قتل اہل السنۃ و قتل علماء ہم حتی کسل اللہ شوقہم
 و خرب بلادہم و طمر عسا کر المسلمین عام ثلث و ثلثین و صائتین
 و الف اتھرو پیراوسی نسخہ سیف ابجا پر تحریر ہے خلاصہ حال و ماہیہ کا
 کہ وہ عبد الوہاب ساکن نجد کے پیروہین یہ ہے کہ اسے "امین برہنہ" شہر
 سلطنت روم ویکھ کر خروج کیا اور اوس بنابر سب مسلمانوں کو مشرک شہر
 دیا اور ایک نیا عقیدہ بنایا کہ جو اوسکے خلاف ہو مشرک ہے اور حرمین
 شریفین اور بعض عراق کے شہروں پر مثل کربلا وغیرہ کے اوزکا تسلط
 رہا آخر مسلمانوں نے لشکر نے اوں پر فتح پائی اور استیصال کلی اوسکا سلسلہ
 ہجری میں ہو گیا اور اونکے عقیدہ کی کتاب جو سند و ستان میں آئی تھی
 اوسکو مولوی اسماعیل نے اختیار کیا اور اوسکے مطابق کہ گویا اوسکا
 ترجمہ اور شرح ہے اردو زبان میں تصنیف کیا اور تقویت الایمان اوسکا نام
 رکھا کہ اوسکی رو سے اوسکے اوستادوں نے لیکر اصحاب رسول اللہ صلی
 علیہ وآلہ وسلم تک کو بھی مشرک سے نہیں سمجھا علماء سند اہل سنت نے

او نکرے روہرو اور او نکرے بعد تحریر اور تقریر سے خوب رو کیا اب بیان
 سے تقلید مجتہدین کے یا ب میں جو علماء سلف سے وارو سے تحریر کیا جا
 تا ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد المجید میں لکھا ہے اعلم ان فی الاخذ
 بهذا المذهب الاربعۃ مصلحتہ عظیمۃ و فی الاعراض عنها منقذ
 کثیر و نحن بین ذالک بوجہ احدھا الامتہ اجمعت علی ان
 یقتدوا علی السلف فی معرفۃ الشریعۃ فالتابعون اعتمد و فی
 ذالک علی الصحابۃ و تبع التابعین اعتمد و علی التابعین
 و هكذا فی کل طبقۃ اعتمد العلماء علی من قبلہم و العقل
 یدل علی حسن ذالک لان الشریعۃ لا یعرف الا بالانقل و الاستنباط
 و انقل لا یتقیم بان یاخذ کل طبقۃ عن قبلہا بالانقل و لا بد
 فی الاستنباط من ان یعرف مذہب المتقدمین لئلا ینخرج
 من اقوالہم فیخرج الاجماع و ینتی علیہا و یتبعین فی ذالک
 عن سبقر لان جمیع الصناعات کالصرف و الطب و الشعر و الحد
 و النجارۃ و الصباغۃ لم یتسر لاحد الا بلزامۃ اہلہا و غیر ذالک
 ما و ربمید لم یقع وان کان جائز فی العقل و اذا تبین الاعماء
 علی اقوالہم السلف فلا بد من ان یکون اقوالہم التی یقتد
 علیہا مرویۃ بالاسناد الصحیح مدونۃ فی کتب
 وان یکون مخدومۃ ما یمین الراجح من محتملاتہا و تحصیل
 عمومہا فی بعض المواضع و یقید مطلقہا بعض المواضع و یجمع
 المختلف بهذا الصفتۃ الاھل المذہب الاربعۃ کذا فی
 فتح المبین فی مکابہ عن المقلدین ترجمہ جان تو تحقیق کہ اختیار

کریمین ان مذاہب اربعہ کے مصلوہ عظیمہ ہے اور دیگر دانیین اذن مذہب
 سے فساد کبیرہ ہے اور ہم بیان کرتے ہیں اس امر کو کہ کجوجہ سے ایک اذنی
 وہ ہے کہ امت نے اجماع کیا اسبات پر کہ اعتقاد کریں وہ سلف پر معرفت
 شریعت میں پس تابعون اعتقاد کیا اسبات میں صحابہ پر اتباع تابعین نے
 اعتقاد کیا اسبات میں صحابہ پر اتباع تابعین نے اعتقاد کیا تابعین پر اسی طور
 ہر طبقہ میں اعتقاد کیا علما اذن پر جو قبل و بعد ہیں اور عقل اس امر کی خوبی
 پر دلالت کرتی ہے اس واسطے کہ شریعت بغیر عقل اور استنباط کے معلوم
 نہیں ہوتی اور استنباط میں ضرور ہے کہ مذاہب متقدمین پہچاننے میں تاخیر
 کے اقوال سے یا ہر زمانہ سے پس خرق اجماع لازم آدے اور بنا امر بنا
 اجماع پر کرے اور مدوچا ہے اس امر میں اذن لوگوں نے جو سابق گذرے
 ہیں اس واسطے کہ تمام علوم مانند صرف اور طلب اور شاعری اور آہن گری
 اور نجاری اور ضاعی کیسے واسطے آسان نہیں ہوئی مگر ساتھ مصاحبت
 اہل مشیہ کے اور سوائے اسکے نادر اور بعید ہے اگرچہ عقل کے
 نزدیک جائز ہے ہر حقیقت کہ متعین ہوا اعتقاد اقوال سلف پر پس ضرور ہے
 کہ ہووے جن اقوال پر اعتقاد کیا گیا روایت کئی ہووین اسناد صحیح سے
 یا مدون ہووین کتب مشہورہ میں اور ہووین وہ روایت خدمت کئے اس
 امر سے کہ بیان کرے اسکو جو کہ احتمالات سے اسکے راجح اور قوی ہووے
 اور بعض مواضع میں مطلق کو مفید کرے اور مختلف کو جمع کرے اور اسکے
 احکام کے علت کو جمع کرے ورنہ مرجح اذن روایات پر اعتقاد صحیح نہ ہوگا
 اور کوئی مذہب اس صفت کے ساتھ اس آخر زمانہ میں نہیں مگر یہ چاروں مذہب
 تفسیر احمدی میں لکھا ہے قل وقع الاجماع علی ان الاتباع امانہ

للائمۃ الاربعۃ وقال فی الاشبہاء والنظایر تحت القاعدة الاولى
 ما خالف لائمۃ الاربعۃ فهو مخالف للاجماع وان كان فيه خلاف
 غیرہم فقد صرح فی التحریر ان الاجماع فقد انفصل علی عدم العمل
 بمذہب مخالف لائمۃ الاربعۃ کذا فی فتح المبین ترجمہ بتحقیق کہ
 اجماع واقع ہوا اس پر کہ اتباع محض ائمہ اربعہ کی جائز ہے اور اشبہاء میں ہے
 تحت قاعدہ اولی کے کہا کہ جو مخالف چار اماموں کے ہو وہ مخالف اجماع ہے
 اگرچہ او میں ان کے غیر کا خلاف ہو وے پس تحقیق کہ کتاب تحریر میں تصریح
 کیا ہے اس بات پر اجماع منعقد ہوا عدم عمل و مذہب پر جو مخالف ان چار
 اماموں کے ہے قاضی ثناء اللہ نے تفسیر منطری میں لکھا ہے فان اهل
 السنۃ قد افرق بعد القرون الثلاث والاربعۃ علی اربعۃ مذہب ولم
 یبق مذہب فی فرع المسائل سورۃ هذه المذہب الاربعۃ فقد یجا
 الاجماع المركب علی بطلان قول مخالف کلہم وقد قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یجتمع امتی علی الضلالة وقال
 اللہ تعالیٰ ومن یتبع غیر السبیل المومنین فاولہ صاقلوہ واصلہ
 جہنم و ساءت مصیبت فتح المبین ترجمہ پس تحقیق کہ اہل سنت متفرق
 ہوئے بعد قرون ثلاثہ اور اربعہ کے چار مذہبوں پر اور باقی نہیں رہا فرع
 مسائل میں سوائہ چار مذہبوں کے پس تحقیق منعقد ہوا اجماع مرکب باطل
 ہونے پر اس قول کے جو مخالف اول چار مذہبوں کے ہوا اور تحقیق
 کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری امت گمراہی پر
 جمع نہیں ہوتی ہے اور حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص غیر راہ مومنین کے
 اتباع کرے پھر دیکھے ہم اس کو اسے پہرا اور داخل کرینگے ہم

اوسکو دوزخ میں اور بد ہے وہ دوزخ پہنکی جانے ملا علی قاری کہتے ہیں
 بل بحث حتماً ان یعین مذہباً من هذه المذاهب ما مذہب
 الشافعی فی جمیع الوقایع والفروع واما مذہب مالک واما
 مذہب ابی حنیفہ وغیرہم ولسی لہ ان ینتقل من مذہب
 الشافعی فی البعض ما یھواہ ومن مذہب غیوہ فی الباقی ما یشاء
 لانما لوجہ نہ اذالک لا دمی لہ الخبط الآخر وجہ عبد البضبط واصل
 یرجع الی فی التکلیف لان مذہب الشافعی از قضاہ تبحر
 تبحر مذہب غیوہ ابا حنہ ذالک الشیء بعضہ او علی العکس
 بھوان شاء مال الی الحلال وان شاء مال الی الحرام فلا یحقق
 انحلال و احرامہ و ذالک باطل بالاجماع لان حفظ الدین واجب
 و ذالک ما یحصل الایہ فیکون واجباً لان مقدمہ الواجب
 واجب بالاجماع فثبت ان تقلید مذہب الواحد واجب
 مالا جماع ثم حمیہ یعنی ایک مذہب کی تقلید کا اختیار کرنا واجب ہے
 مذہب اربعہ سے مثلاً تقلید شافعی کی جمیع مسائل میں و علیہ القیاس
 تقلید حنفی کی اور یہ کہ سیکو جائز نہیں کہ بعض مسائل میں شافعی کے تقلید
 اپنی خواہش نفس کے موافق اختیار کرے اور بعض مسائل میں حنفی کے
 تقلید اپنے مرضی کے موافق کرے اسوا سطلے کہ اگر یہ امر جائز ہوتا تو تکلیف
 شرعی اٹھ جاتی مثلاً مذہب شافعی میں ایک شہ حرام ہے اور وہی شہ
 مذہب حنفی میں حلال ہے یا بالعکس اوسکے سو غیر متعین مذہب کہیں اوسکو
 حلال کہتے ہیں اور کہیں حرام پس علت و حرمت متحقق نہ ہوئی اور یہ بالاجماع
 باطل اور مردود ہے اسوا سطلے کہ حفاظت اور نگرانی دین کی واجب ہے

اور یہ بات بغیر نقین مذہب واحد کے حاصل نہیں ہوتی پس تعین مذہب
 واحد کی واجب ہو گئی کہ مقدمہ واجب کا ہی واجب ہوتا ہے پس ثابت
 ہوا کہ تقلید مذہب واحد کی واجب ہے اور یہی مدعا ہے اور فتویٰ
 علماء مدینہ طیبہ کا جو متعلق کتاب فتح المبین ہے اوس میں یہ تحریر ہے
 وقد انعقد الاجماع خلف عن سلف علی وجوب تقلید و احد
 منهم لان المجتہد مفقود بعد لماعة الراۃ کما فی ذکر الکرام النوی
 حیث لم یوجد بعد هذا التاریخ من یتکمل فیہ شرط الاجتہاد
 ترجمہ یہ تحقیق کہ اجماع منعقد ہوا خلفا عن سلف واجب ہونے پر تقلید ایک
 کے اداں ائمہ مجتہدین سے اس واسطے کہ مجتہد مفقود ہیں بعد چار سو پچھری کے
 جیسا کہ اذکار امام نووی میں لکھا ہے اس واسطے کہ نہیں پایا گیا بعد اس
 تاریخ کے وہ شخص کہ کامل طور سے پاسے جاوین اوس شخص میں شرائط
 اجتہاد کے مولوی احمد رضا خان صاحب تقریر و تقریظ متعلق کتاب
 فتح المبین میں لکھا ہے کہ سیدنا سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ کہ اجلہ
 ائمہ محدثین اور شیوخ بخاری و مسلم ہیں ارشاد فرماتے ہیں احکام بیت
 مضلة الالفقہاء عیہ حدیث گمراہ کر دینے والی ہے مگر فقہائے مجتہدین
 کو سمجھ ہے کہ علماء مجتہدین اور ائمہ متہقین حدیث کے مالہ و ما علیہ کو سمجھتے
 ہیں اور اسرار شریعت اور دقائق احکام الہی سے وہی لوگ کما حقہ
 واقف ہیں اوس میں کو عمل باحدیث سزاوار اور لائق ہے نہ مثل قوم مابہ
 نجد یہ کے ایک دو کتابیں حدیث کے سرسری طور پر سہتے ہیں ہنوز
 عبارت عربی پڑھنے کا اور سمجھنے کا تو شعور بخوبی پیدا نہیں ہوا آخر عربی
 عبارت کی توجہ کھان تپا دعویٰ عمل باحدیث کا کرنے لگاتے ہیں اور

فتوٰن میں احادیث سے جواب دیتے ہیں اور ذرا ہی خیال نہیں کرتے
 کہ یہ حدیث کس مقام اور محل پر وارد ہے اور اس حدیث میں کیا
 نکات اور اسرار مندرج اور منہج ہیں پس اس دشمن سے اونکے سہی
 قرآن اور حدیث نے اونکو گمراہ کیا اور وہ لوگ مورد آیہ یضیل بہ کشور
 کے ہوئے آج کل کے غیر مقلدین اور فرقہ و ماہیہ کا تو کیا ذکر ہے جو استاد
 اونکے ابن تیمیہ اور داؤد ظاہری اور عبد الوہاب نجدی ہیں کہ یہ لوگ
 اونکے تابع ہیں اور شتمہ علم ہیں اونکا یہ لوگوں کو حاصل نہیں دیکھو جب وہ نہ
 نے ائمہ مجتہدین کی تقلید کو چھوڑ کر عمل یا حدیث اختیار کیا کس گمراہی میں
 پر گئے اور عمل یا حدیث اونکا مضحکہ اطفال ہو گیا چنانچہ ابن تیمیہ نے
 حدیث لا تشدوا لرجال الا الخی ثلاثہ مساجد سے یہ مضمون نکالا
 کہ زیارت نبوی کے واسطے سفر کرنا حرام ہے اور عبد الوہاب نجدی
 نے دعویٰ عمل یا حدیث اور عمل یا قرآن کا کیا روضہ منورہ بنویہ کو صنم اکبر
 کہا اور قتل بہت مسلمین خصوصاً قتل سادات اور اہل حرمین شریفین
 کا مباح کیا اور داؤد ظاہری نے حدیث لا یسئل احدکم فی المأثم
 الواکد سے یہ مسائل استنباط کیا کہ اگر کوئی شخص ایک طرف میں پیشاب
 کر کے کھڑے ہو یا پائین ڈالے یا الگ جگہ سے پیشاب کرے مگر وہ پیشاب
 بھہ کر پائین آ جاوے یا اگر کوئی شخص یا خانہ پائین کر دے تو کچھ مضائقہ
 نہیں اوس پانی سے وضو جائز ہے اس واسطے کہ حدیث میں پیشاب
 کرنا کھڑے ہوئے پائین منع ہے اور یہ سب صورتیں جو اس کے
 سوا میں جائز ہیں پس ایسا عمل یا حدیث مضحکہ اطفال و مصداق آیہ اللہ
 یستہزئ بہم کا ہوا ہے اگر تو قرآن میں غلط خوانی یا برائی و نفی مسلمان یا

پہر اونسکے تابعین عامل بالجہدیت جو مختلف من بعدہم خلف پیدا ہوئے بدعوہ
 عمل بالجہدیت طعام فاتحہ اور اعراس بزرگان دین کو حرام کہنے لگے جان موٹ
 یا سے اوس طعام کو مطلقاً حرام کہے اور اوسکو مشابہت دئے اون جان
 سے جو تونکے نام سے شریکین بت پرست فوج کرتے ہیں اور جان موقع
 نہ پائے وہاں درپردہ گفت وگو کئے کہ طعام فاتحہ بزرگان دین اغنیاء حرام
 ہے اور بدعوہ عمل بالجہدیت فتویٰ میں باتحاشا احادیث مانگنے لگے اور
 استدلال بالجہدیت فرمانا شروع کئے کہ جبکا سرنہ پر جیسا کہ اس شہر میں قبل
 ایک زمانہ کے ایک صاحب اوسی گروہ کے مسجد میں وعظ بیان فرما رہے
 تھے اثناء وعظ میں جو اونکو اپنے علم کا غلو اور جوش ہوا اور بدعوہ
 اناخیر کا اونسکے دماغ میں سمبھایا ارشاد فرمائے کہ مجھے اللہ تعالیٰ ایسا
 علم و فضل عنایت فرمایا ہے کہ جس چیز کو چاہوں حرام کروں اور جو
 چاہوں حلال کروں ایک اہل مجلس نے اونکی خدمت میں عرض کئے
 کہ حضرت کا ارشاد یا برکات سچہ ہے کہ حق تعالیٰ نے آپکو اسقدر مبلغ
 علم سرفراز کیا کہ آپ جسکو چاہیں حلال کریں اور جس چیز کو چاہیں حرام
 فرما دیں مگر اہل مجلس آپکے علم و فضل سے جیسا چاہیں واقف نہیں
 مگر اسوقت میں کہ آپ آیہ حرمت علیکم امہاتکم کے پہلے تھے
 کو حلال فرما دینے کے تو سب اہل مجلس مخطوط ہو دینگے اور آپکے علم
 و فضل کا بخوبی اقرار و اعتراف کریں گے پس داعظ صاحب کو جو ناہیجہ
 بدعوہ مددانی اونسکے سرنہ میں سمایا تھا یکسر فرد و مالاً اخر سوائے نکون
 ساری اور شرمندگی کے کچھ ثمرہ اونکو حاصل نہوا خیال کیا چاہئے کہ
 یہ لوگ جو بدعوہ عمل بالجہدیت کا کرتے ہیں اور صحاح ستہ کا دم بہرتے

ہیں سوا ذلکو علم حدیث کھان حاصل ہوا اصحاب صحاح نے سب ائمہ مجتہدین
 سے علم حدیث اخذ کئے اور ائمہ مجتہدین اصحاب صحاح ستہ کے استاد ہیں
 خصوصاً امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب صحاح میں سے کوئی
 ایسا نہیں کہ بواسطہ بلا واسطہ شاگرد نہ ہو وین چنانچہ فتح المبین میں لکھا ہے
 مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے قال ابن حجر وتلمذ لہ کبار من
 الائمة المجتہدین والعلماء الراشعین عبد اللہ بن المبارک
 والیث ابن سعد والامام مالک بن انس انتہ ومنہم داؤد
 الطائی وابراہیم بن وہب وفضیل بن عیاض وغیرہم
 من اکابر السادات الصوفیہ رضی اللہ عنہم اجمعین یعنی
 کھا ابن حجر نے کہ شاگرد ہوئے امام ابو حنیفہ کے بڑے بڑے ائمہ مجتہدین
 اور علماء راہنجن مثل عبد اللہ بن المبارک اور لیث بن سعد اور امام مالک
 انتہ اور ادین سے داؤد طائی اور ابراہیم اوسم اور فضیل بن عیاض
 وغیرہم اکابر صوفیہ سے انتہ ان تحریرات سے معلوم ہوا کہ امام مالک
 امام صاحب کے شاگرد ہیں اور امام شافعی امام مالک اور امام محمد کے
 شاگرد ہیں اور امام احمد امام شافعی کے شاگرد ہیں اور امام احمد کے
 امام بخاری اور امام مسلم اور ابو داؤد شاگرد ہیں اور امام بخاری
 کے امام ترمذی اور امام نسائی شاگرد ہیں امام اعظم کے
 شاگرد دو تھے ہیں شاگرد ہی ارشد بخاری شافعی مسلم نسائی
 ترمذی احمد یا غرض کوئی محدث الا ماشاء اللہ ایسا نہیں کہ
 امام ابو حنیفہ سے بلا واسطہ یا بلا واسطہ تلمذ حاصل نہ ہو اس طرح عبد اللہ
 بن مبارک اور وکیع بن جراح کے واسطے سے ہی کہ یہ دونوں ہی امام

امام صاحب کے شاگرد ہیں امام بخاری اور مسلم وغیرہ امام صاحب
 کے باواسطہ تلمیذ رشید ہیں اسی طرح امام ابو یوسف کے امام احمد
 اور امام محمد اور ترمذی بن معین وغیرہ شاگرد ہیں انتہی عبارت فتح البین
 مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب الانصاف
 فی بیان سبب لاختلاف میں لکھا ہے ومن هذا القبیل محمد بن
 اسمعیل البخاری فانہ معدود فی طبقات الشافعیۃ الشیخ
 تاج الدین السبکی وقال انہ نفقہ بالمحمدی والمحمدی
 نفقہ واستدل شیخنا العلامة علی ادخال البخاری
 فی الشافعیۃ بذکرہ فی طبقاتہم وکلام النووی الذی ذکرنا
 شاہد لہ وانتہر یعنی حسب طرح ابو جعفر بن حریر طبری شافعی المذہب
 ہیں اسی طرح امام محمد بن اسماعیل بخاری بھی مقلدین شافعیہ میں شمار
 کئے گئے اور جس شخص نے ان کو طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہے
 وہ امام تاج الدین سبکی ہیں اور انہوں نے فرمایا کہ امام بخاری
 نے علم فقہ سیکھا ہے امام حمیدی سے اور حمیدی نے شافعی سے
 اور دلیل لائے ہمارے شیخ علامہ امام بخاری کے داخل ہونے پر
 شافعیہ میں ساتھ مذکور ہونے اور ان کے طبقات شافعیہ میں اور کلام نووی
 کا جو ذکر کیا ہم نے اس کو گواہی دے رہا ہے اس بات کی کہ امام
 بخاری شافعی المذہب ہیں انتہی پس جب ایسی بڑی امام المحدثین نے
 بدون تقلید کے دین میں چارہ نہیں دیکھا ناچار مذہب شافعی اختیار
 کیا تو اب لازم ہو کہ تقلید امام بخاری علیہ الرحمہ کے ضرور چاہئے
 کہ کسی مذہب کو اختیار کریں اور اپنی لاندہبی پر ہزار بار لعنیں اور

پیکار کرین کذا فی فتح المبین شاہ ولی اللہ کتاب الانصاف میں لکھا ہے
 اما هذه الطبقة الذين هم اهل الحديث والا صرافان الاكثر
 منهم انما كثر هم في الروایات وجمعهم الطرق وطلب النیب
 والشاذ من الحديث الذي اكثره موضوع او مقلوب ولا یدر
 عون المتن ولا يفهمون المعاني ولا يستنبطون لسانها ولا
 يستخرجون ركانها وفقهاها ورجالها بالوفاء فقهاء ورجالهم
 بالطعن وادعوا عليهم مخالفة السنن ولا يعلموا انهم من
 مبلغ ما اولوه من العلم قاصرون وبسوء القول فيهم آثون
 یعنی لیکن یہ طبقہ جو اہل حدیث کا ہے سو شیک اکثر انکے سعی
 کرتے ہیں روایات میں اور طرق حدیث کے جمع کرتے ہیں اور طلب
 کرتے ہیں غریب اور شاذ کی اور حدیث سے کہ جبکا اکثر موضوع یا
 مقلوب ہے اور نہیں رعایت کرتے وہ لوگ متن کی اور نہیں سمجھتے متنب
 کو اور نہیں استنباط کرتے انکے اسرار کا اور نہیں نکالتے انکے خرا
 اور قنابت اور بسا اوقات فقہا پر عیب کرتے ہیں اور طعن مارتے
 ہیں اور اوپر مخالفت حدیث کا دعویٰ کرتے ہیں اور نہیں جانتے بھرا
 کہ فقہا کو یہ مسئلہ کس مبلغ سے دیا گیا علم سے وہ لوگ قاصر ہیں اور
 فقہا کے حق میں بُرے الفاظ کہتے ہیں کدہ گار مہوتے ہیں انتہی کذا فی
 فتح المبین اور علامہ ابن حجر مکی شافعی نے خیرات السحان کے فصل سب
 وشم میں لکھا ہے من یطلب الحديث ولا يتفقه من یجمع الاثر
 ولا یدری منافعتها حتی یحیط بکما ان المحدث لا یعرف
 وجہ حدیثہ حتی یحیط بکما ان المحدث لا یعرف وجہ حدیثہ

طلب کرتا ہے اور فقہات نہیں کہتا مانند اس شخص کے ہے کہ جو قرآن
 جمع کرتا ہے اور اس کے فوائد نہیں جانتا یہاں تک کہ طبیب اور بے جبکہ
 محدث وجہ حدیث کو نہیں جانتا یہاں تک کہ فقیہ اور بے کذا فی فتح المبین
 یہ بات بھت است اور درست ہے کہ معانی حدیث کے قول فعل صحابا
 اور علماء اسخین ہی سے معلوم ہوتے ہیں جیسا کہ فتح المبین میں مذکور ہے
 امام زریعی نے تبیین التحاق میں لکھا ہے واذا تفق الناس علی
 ترک العمل بحدیث المرفوع لا یجوز العمل بہ لاند دلیل ضعیفہ فما
 ظنک بفعل بعض الصحابہ ثم حمہ اور حسبقت متفق ہو دین لوگ اوپر
 چوڑنے عمل کے حدیث مرفوع پر نہیں جائز ہے عمل اس حدیث مرفوع
 پر اس واسطے کہ دلیل ہے اس کے ضعف کی پس کیا گمان ہے تیرا فعل
 بعض صحابا سے انتہا اور فتح المبین کے جواب سوال دوم میں تحریر ہے
 طحاوی نے حاشیہ در مختار کے کتاب الذبائح میں فرمایا ہے وھذا الظن
 المناجیۃ قد اجتمعت الیوم فی المذاہب الاربعۃ وھم احنفیون
 والمالکیون والشافعیون ومن کان خارجا من ھذہ المذاہب
 الا ربیعۃ فی ذالک الزمان فھو من اھل البدع والناسر یعنی یہ
 گروہ نجات پائیو لا جمع ہیں آج کے روز چاروں مذہب میں اور وہ لوگ خفی اور
 شیعہ اور مالکی اور حنبلی ہیں اور جو شخص ان چاروں مذہب سے اس
 زمانہ میں خارج ہوا وہ بدعتی اور دوزخی ہے انتہا یہاں سے جو استفاء
 ان گروہ کے بارہ میں مرتب ہوا اور علماء نے بالاتفاق اسکا جواب
 دیا ہے اور کتاب فتح المبین میں تحریر ہے اختصارا نقل کیا جاتا ہے
 معلوم کیا جائے کہ استفتائین سوالوین مرتب ہوا بسم اللہ الرحمن الرحیم

ویسوا کاتب
 تلبس بکینا
 نویسی کیا گیا

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم سوال اول علماء اہل سنت و جماعت اس مسائل
 میں کیا فرماتے ہیں کہ پھر گروہ و مابین بعض فرقہ غیر مقلدین داخل ہے
 اہل سنت و جماعت میں یا خارج ہے اونے مثل اور فرقوں ضالہ کے سوال
 دوم اور ہم غیر مقلدین کو اونکے ساتھ مخالفت اور مجالست کرنا اور او
 ر اپنے مساجد میں باوجود خوف فساد کے آنے دنیا درست ہے یا نہیں
 سوال سوم اور اونکے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے مینو بتفصیل توجہ و بالا
 انجریل جواب سوال اول و مابین غیر مقلدین کہ قطع نظر عقاید کے جبکہ علماء
 ظاہری اس ملک میں ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید کرنا اور فقہ کو مخالف
 حدیث کے کہنا اور مقلدوں کا نام مشرک و بدعتی رکھنا اور اپنے تین
 موحدا اور محمدی ظاہر کرنا اور تقلید سے چڑھنا اور اعتقاد مجلس میلاد
 خیر العباد اور فاتحہ خوانی و عرس و لیا، اللہ کو شرک و بدعت کہنا اور
 بغیر کسی امام کی تقلید کے آئین نماز میں پکار کے کہنا اور وقت رکوع کے
 اور قومہ کے رفع یدین کرنا اور ناف سے اوپر بلکہ سینہ پر ٹاٹہ باندھنا
 اور امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا اور جو ایسا کرے او سکوبرا کہنا
 مثل دیگر فرقوں ضالہ رافضی و خارجی وغیرہما کے اہل سنت و جماعت
 سے خارج ہیں چنانچہ بموجب تحریر او نہیں کے کتابوں کے چند عقاید او
 مسائل نقیض نام و سند سے صفحہ کے بطور نمونہ بیان کئے جاتے ہیں تا پھر
 کسی منکر کو اونکے ثبوت میں گنجائش انکار اور شبہ کی باقی نہ رہے
 استو پر صاحب کتاب فتح المبین نے نقیض نام کتب و مابینہ کے اور داخل
 سند سے صفحہ او سکے او نیش مسائل اعتقادیہ اور شترہ مسائل عملیہ و نیکے
 بہ نقل عبارت او سکے کتابوں کے ثبات کیا اور اونکے رد اور جوابات

احادیث اور آیات قرآنی سے بخوبی کیا حق تعالیٰ جزاء خیر دیوے مگر چونکہ
یہ مختصر دن سب مسائل کو معاجزہ اونکی نقل کرنیکی کنجائش نہیں کہتا
کہ او سمن بسط کلام اور طوالت متصور ہے مگر چند مسائل اونمین سے
واسطے مذاق ناظرین کے اختصاراً بیان کئی جاتے ہیں مالایدرک
کلمہ لایترکہ مسائل اعتقاد یہ مین سے اول یہ خدا سے پاک کا چھوٹ
بولنا جائز ہے دوم انکار خاتم النبیین ہونا حضرت کا سوم انبیاء علیہم
السلام سے احکام دین ہول چوک ہونا چہارم احادیث احاد سے
معجزات حضرت کے ثابت ہونا پنجم قیاس مجتہد کا شریعت مین قابل اعتبار
ہونا ششم چارون امانوں کے اور چارون طریقوں کے منع یعنی حنفی
شافعی مالکی حنبلی اور حشینیہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ سب لوگ مشرک ہیں
اور کافر ہشتم ارواح انبیاء کرام اور اولیاء غظام خلق پر کس طرح کافیر
نہیں محروم اوراق عرض کرتا ہے اسی باعث سے جو اونکے دلونمین
ایسی خواہش ممکن ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء کرام
کے اعراس کے حضور سے محروم رہتے ہیں اور دعوت اعراس
کو بلطائف اچھل رو کر دیتے ہیں ہشتم اہل قبور سے استمداد کرنا خلاف
شرع بلکہ موجب کفر ہے نہسم کسی نبی یا ولی کی زیارت کو دور سے جانا
نا جائز نہیں ہے دہم تاثیر اور اعمال سلب امراض اور افادہ توبہ عاصی
و تصرف خیال و آگاہی نسبت اہل اللہ و اطلاع خطرات قلبیہ و کشف وقایع
آئندہ و دیگر تصرفات اولیاء اللہ و کشف ارواح و تعویذات و طریق دفع بلائ
و غیرہ من اعمال المشایخ الصوفیہ اور طریق سیری مریدی کا شرک ہے یازدہم
در و مستغاث دلائل انحراف و وار دہسم میں رکعت تراویح کو بدعت

اور ضلالت کہتے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مجتمع بدعت اور خاطی قریح
کہتے ہیں نیز دسّم الہام کو صرف خیال دل سمجھنا خواہ خدا کے طرف
یا شیطان کے جانب سے اور الہام ہر ایک کبھی سے لیکر انسان تک
اور کافر سے لیکر مسلمان تک ہوتا ہے اور مکو حاصدہ اولیاء اللہ کا سمجھنا خطا
چہار دسّم سب افعال آنحضرت صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محمود اور شرعی
نہ جاننا اور عصمت مطلقہ آپ کے واسطے ثابت نہ کرنا یا نزد سّم اقباس آیات
قرآنی کو کفر اور ممنوع سمجھنا اور شیخ سعدی اور حضرت جامی اور حافظ ایسے
بزرگواروں کو جو کہ اپنے کلام میں اقتباس آیات قرآنی کئے ہیں اور کو کافر
کہنا باقی مسائل علم و اقیاس اب عملیات اور نئے بیان کئے جاتے ہیں
اول یہ کہ اگرچہ قلیل پانی ہو اور زمین نجاست گرنے سے پانی نجس نہیں ہوتا
جب تک کہ اس کے اوصاف ثلثہ تغیر نہ ہو دوم یہ کہ پیتاب سب جالو روں
کا گو سو رکا ہو دے اور شراب اور خون اور منی یہ سب پاک ہے سوم
مرد پر خواہ وہ مولوی یا واعظ یا مفتی یا قاضی یا میجر یا چاندیکے یا لیان کر
چہرے کنکن وغیرہ زیور درست ہے یعنی محض سونا مرد پر حرام ہے
چہارم حرام سمجھنا زکوٰۃ کا نبی یا شتم اور اغلاموں پر اور اسودہ اور
تندرست کھاؤ پر انتہی صاحب کتاب فتح المبین لکھتے ہیں کہ اور سکا یہ مطلب
ہو کہ مصرف زکوٰۃ کے واسطے بیماری لازم ہے اگر فقیر تندرست
ہو گا تو اسکو زکوٰۃ یعنی حرام ہوگی حال یہ کہ غلط محض ہے پچم شونیتی
خالہ سے نکاح جائز ہونا ششم اکثر شب یا تنہا شب سے زیادہ عبادت
کرنا جیسا کہ آنحضرت صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام اور اولیاء
عظام مثل غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے اور نئے نزدیک

گناہ ہے معاذ اللہ باقی مسائل علوم و القیاس جو اب سوال دوم ایسے
 غیر مقلدوں سے جو عقاید و تعلیمات مذکورہ کے قائل ہیں مخالفت
 اور مجاہد کرنا اور ان کو مساجد میں آنے و مباشرتاً منع اور با
 خوف فتنہ دین ہے اس امر کو صاحب کتاب فتح المبین نے احادیث
 اور اقوال سلف سے ثابت کئے کہ یہاں بخوف اطاعت ذکر نہیں ہوا
 جواب سوال سوم اگرچہ در صورت مراعات مذہب مقتدی کے بشرطیکہ
 امام کسی مفسد و مبطل صلوٰۃ کا مرتکب نہ واقعہ کرنا جائز ہے لیکن اب
 معلوم ہوا کہ اونکے پیچھے نماز درست نہیں ہے کیونکہ مسائل مذکورہ
 اور عقاید مسطورہ بعض موجب کفر ہے اور بعض مفسد نماز ہیں اور سوا
 اوسکے جبکہ شافعی المذہب متعصب کئے پیچھے اقتدا جائز نہیں جیسا کہ
 فتاویٰ عالمگیری و جامع الرموز میں مرقوم ہے اما الاقتداء بالشافعی
 فلا بأس اذا لم يتعصب اى لم یبغض للحنفی یعنی شافعی کے
 پیچھے اقتدا کرنا مضائقہ نہیں بشرطیکہ متعصب نہ ہو بعضہ خفیو نے بعض و
 عداوت نہ رکھتا ہوا دن غیر مقلدین لامذہب کے پیچھے بطریق اولیٰ
 نہوگی کہ یہ تو خفیو کے نام سے جلتے ہیں اور مقلدین کو علانیہ بُرا
 کہتے ہیں بلکہ مشرک اور بدعتی سمجھتے ہیں اور اس سے بڑھ کر ایک بات
 اون لامذہبوں کے حق میں محدث نامی علامہ شامی نے حاشیہ و التفتا
 میں لکھی ہے زمانین و مابنی نجد یکے پیرو اور تابع مثل خارجیوں کے
 ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مخالفت کر کے
 اونکے لشکر سے خروج کیا تھا پس جب لامذہب مثل خارجیوں کے ٹہرے
 اور خارجی مثل باغیوں کے ہوئے تو جو حکم باغیوں کا ہے وہی حکم

لاذہبونا کما فی البدایع ولا یصلی علیہا بل یکفون ویدفنوا
یعنی باغیوں کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے صرف اذکو کفن دیکے دفن
کریں و حکم خروج عند جمہور الفقہاء والمحدثین حکم البعۃ وودعہ
بعض المحدثین الی کفر ہم یعنی حکم خارجوں کا نزدیک جمہور علماء
محدثین اور فقہاء کے حکم باغیوں کا ہے اور محدثین تو ان کے کفر کے قائل
ہوئے شامی صفحہ ۳۹ جلد ۳ مطبوعہ مصر استیعبار فتح المبین میں اس
فتوے پر ایک نوالہ دیا ہے فہرست اجمالی او کی تحریر کئے جاتی ہے
مواہر علماء حرمین شریفین مواہر علماء فرنگی محل ولکھنؤ علماء کاپنپور

۱۶ اسم ۲۰ اسم ۱۵ اسم
علماء بریلی و بدایون علماء دیوبند و سہارنپور و مشکوٰۃ علماء لاہور و امر

۱۹ اسم ۱۷ اسم ۱۶ اسم
علماء ہوگلی و کلکتہ علماء حیدرآباد و مدرس علماء مصطفیٰ آباد و رامپور

۱۹ اسم ۱۱ اسم ۱۲ اسم
علماء شہر اندور علماء مقام لودھیانہ و دیوبند علماء دہلی و کاپنپور او

۱۶ اسم ۱۱ اسم ۱۴ اسم
ہر شخص علماء میں سے بقدر اپنے وسعت علم و فضل کے تجویج تصحیح

فتویٰ اور توصیف کتاب فرما کر اپنے مہرین یا دستخط ثبت کئے ہیں
اس فتویٰ پر جب اجماع امت ہوا یہ فتویٰ مثل نقض قطعی کے شہرہاں علماء

صاحب کتاب کو جزاء خیر دیوے کہ ان کی سعی اور کوشش تبلیغ سے
مسائل اجماعیہ امت محمدیہ سے سب مومنین امت محمدیہ مستفاد اور

فیضیاب ہوئے پس جو شخص خلاف میں ان مسائل اجماعیہ کے عمل کرے

وہ مخالف اجماع امت سے اور جو لوگ اپنے تین عامل بابت وقرا
قرار دیکر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں انکی قلعی کہل گئی جانا چاہئے کہ عا
اون لوگوں کی یہ ہے کہ اپنے عقاید فاسدہ کو کسی سے ایک وقت میں
ایک دم ظاہر نہیں کرتے بلکہ رفتہ رفتہ ایک حب موقع اور سکا اظہار کر
ہیں اور اوسمیں یہ حکمت سمجھتے ہیں کہ اگر ایک وقت میں ایک بار اپنے
عقاید فاسدہ سے اطلاع کریں تو لوگوں کو وحشت اور تنفر حاصل ہو
جاوے گی اس واسطے اگر کوئی اذکار کا ہم صحبت ہو تو اسکو اول مثلاً ایک
عقیدہ اپنا سمجھاتے ہیں جبکہ وہ عقیدہ اسکو خوب ذہن نشین ہوا
اور پھر وہ استوار ہوا تو پھر دوسرا عقیدہ اپنا اسکو ذہن میں جاتے
ہیں علم ہذا القیاس پھر اگر ایک ہی عقیدہ ان عقاید میں سے اگر کسی
میں تو سمجھ لینا چاہئے کہ سب عقاید فاسدہ اوسمیں موجود ہیں ایک
مجموعہ قادیان شاہ عبدالغفر صاحب اور احوال مولوی اسماعیل
اور مولوی عبدالحی کا مطالعہ میں آیا کہ اوسمیں مناظرہ اور مباحثہ
جو مولوی اسماعیل اور مولوی عبدالحی اور مولوی رشید الدین خاں
صاحب سے درپیش ہوا وہ بھی مندرج تھا اور صدر خاتمہ اس کتاب
میں اشارۃً اور اجمالاً جانشینی مولوی عبدالحی کی بجائے مولوی
اسماعیل کے تحریر کئے گئے تھے اب مولوی عبدالحی کے باب میں
جو قوی علماء ہر من شریضین کا جو مجموعہ مذکورہ میں مندرج تھا مع عنوان
فتویٰ بقیۃ تحریر کیا جاتا ہے قوی اربعہ از مفتیان مذاہب اربعہ کہ در مکہ
معظمہ زاد ائمہ شرفاؤ تعظیماً کہ در حق مولوی محمد عبدالحی بیگے از ہر اسان
حضرت سید صاحب کہ کلمہ توہین نسبت مذاہب اربعہ گفتہ بود و بعد صد

قوتی مقیمان محدوج بر استقار راه قرار وریش گرفت و جان بسلامت برد
 الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين
 علو الله واصحابه اجمعين ما بعد فماذا يقولون ايها القضاة او هي الفتوى
 في التبريع الفراء الخنفية والعلماء الدراستون في الملت السميحة
 الحمد لله على صلاحها افضل الصلاة وازكى التحية في رجل مسلم
 ظاهر يدعي ان مقلدا المذهب الا ربعا يمانهم غير صحيح
 وكلهم في النار وان الخنفي و شافعي كلهم كفار وان الهدية
 و شرح الوقاية بصدر الشريعة فيها ضلالة وطلالة ينبغي ان
 يحرق في النار وقد ثبت هذا الدعوى قبل اربع سنين
 في الملكة المعظمة فاخذ وحسب ثم استتب كتاب وخلص
 ومن دابة ان يتوب لسان لا قلبا كما يقول اذا خاف رجل على
 نفسه وما له يحجب ان يتوب عن مذهبه لسانا دون القلب
 كما في حالت الاكراه وعلى قوله هذا ايضا شهير ولكن ثبت
 لهم في الحال ترك المدعي بنو حكمه توجروا وفقكم الله تعالى
 ويرضى واثابكم بما عند الحسنح الجواب سبحانه
 واعلم لنا الا ما علمتنا الطاهرات القائل بان ايمان المقلد
 غير صحيح وكلهم في النار يصير ضالا مضلا وساعيا في الارض
 بالافساد وقد نعتقد لاجماع علو عدم الخروج عن المذاهب
 الا ربع لان الجهد مقود بعد المايعة الزايع كما في ازكار التور
 وقوله ان الخنفي و شافعي كلهم في النار وكفار يدل على
 انهم خارج من جماعت اهل الاسلام وقد ورد في

في الحد يث الشريف اتبعوا السواد الا عظم فمن شذ شذ
 في النار ومقول في حق الهداية هي الهداية الى احكام الا
 وفي شرح الوقاية صدر اولها الا علام فهذه هفوة تشير بزبد
 نفوذ بالله منها وقد تقرر ان اهانت العلم والعلماء كفر في
 نظم الوهباني ولكن من يستحب كفر كذلك كلف الفقيه تصغير
 قال في الحاشي القدوسي من استخف بالنبى او نبى
 من الانبياء يكفر وكذا من استخف بالعلماء العالمين ائمة
 الدين وشرعية روى ان من قال لفقيه فقيه
 على وجه التصغير يكفر في الواجب على الامام ان يحبس
 هذا الشخص اخارج عن الاسلام حيا مديدا حتى يقرب
 او يموت وان راعى مصالحة في تغزيره او لا بان يشهر
 يركبه على الحمار ويديره في الاسواق ويضرب بضر باوجع
 حتى يظهر صلاحيته والسلام في ذلك مطول وفيما اوردها
 كتب كفايته واليه الهادي كتب الفقير الى الله عز شانه السيد
 ابو بكر واغستنا في الحق بالمدنية المنورة جواب ووم از
 مفتي شافعيان اللهم ارنا الحق وارزقنا اتباعه وارزقنا
 بالطلا وارزقنا اجتنابه اين يجب على ولاية الامر عز الله
 بهم الدين منع بهم المفسدين اشتباة هذا الرجل عما
 من الضلالت المودية الى العار والنار يسر القرار فان تظان المذكورة
 موصل به الى الكفر فانه يلزم على قوله الحكم بتكفيره الا مت وقضيهما
 التي حكم اصادق المصلد ورق بانها لا يجتمع على الضلالت

فان تاب قبل منه والا عز والتعزير البليغ اللائق باقتل ما يله
اولى الامر ومنع الناس من الا اجتماع معه لئلا يقع الناس
في الضلالة التي هو مرتكبها والله اعلم سبحانه كتبه الفقير
الى الله سبحانه محمد صالح بن الرئيس ابراهيم المفتي الشافعي
بمكة المكرمة - جواب سوم ان مفتي مكينا ان الحمد لله وما
توفيقي الا بالله يجب على ولا الا نام اغرا الله بهم وبين الاسلام
وقطع بسيف سطوتهم وابر اهل النريغ والبهتان ان يدين
الرجل المذكور العذاب بالضرب والطاعة السجن باغلاو حتى
يوجد منه الرجوع الى المشاب وما اخاله الا من الزنا وقر الله
اظهره الاسلام واخفوا الكفر في الطوبى لان المقالة المذكورة
الشيقة لا يصل من مسلم سرا وعلايته لا شتما لها من اذلة
قول خاتم النبوة والرسالة لن يجمع امتي على الضلالة ونسئل الله
عز وجل ان يحشرنا مرة الاربعة الائمة الذين اجمعوا على السنة
والتحقيق ان مقلد لهم من المصلحين كتبه الفقير الى من ليس له
تاخي محمل بر محمل عربي النسب الى مفتي المالكية بالساحات الملكية عفا
عنه ووقف بما يجب ويرضى في كل كليتة وخرية جواب چهارم ان مفتي
جنيلان الحمد لله رب العالمين اللهم اهدنا للحق والصواب
ان كان الامر كذلك فيجب على ولا الامور وفقها وياهم بما
يرضى ان يبرجر هذا الرجل زجرا بليغ ويضرب الشينع ويطيل
سجنه ويشهر حتى يموت لان لا يضل غيره لانه ضال مضل نر نديق
والله اعلم سبحانه كتبه الفقير الى الله سبحانه وتعالى محمل بن محمير

مفتی الحناطہ عکرمہ عفا اللہ عنہما ترجمہ چار فتویٰ چار مذہب کے
مفتیوں نے مکہ معظمہ سے حق میں مولوی عبدالحی کے کہ وہ ایک ہمراہ ہونے
حضرت سید صاحب کے تھے کہ انہوں نے کلمہ امانت کا نسبت مذہب
اربعہ کے کھاتا بعد صدور ہونے فتویٰ کے استفتاء ہاگ گئے اور انہی
جان کو پچانے ترجمہ استفتاء احمد لہ رب العالمین والصلوات
والسلام علیٰ حبیبہ سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین یا بعد
اے قاضیان و مفتیان شریعت اور اے علمائے راجحین کیا فرما
ہو ایک شخص کے باب میں کہ وہ بظاہر مسلمان ہے اور دعویٰ اور
مقولہ اور سکا یہ ہے کہ متبع مذاہب اربعہ کا ایمان صحیح نہیں ہے
اور سب کے سب جہنمی ہیں اور حنفی اور شافعی وغیرہا سب کے سب کافر
ہیں اور ہدایہ اور شرح وقایہ میں گمراہی اور بطالت ہے کہ وہ آگ
میں جلانے کے قابل ہیں اور پھر اپنے کلام کو قبل چار سال کے مکہ معظمہ
میں ظاہر کیا تھا اور وہاں وہ شخص گرفتار اور قید ہوا پھر اس سے تو
ان اقوال سے چاہے گئی اور اپنے اقوال سے ثابت ہوا اور قید
سے خلاصی پایا اور اس کے طریقہ سے یہ بات ہے کہ تو یہ زبان
سے کرنا دلتے مگر ناجیسا کہ کوئی شخص اپنے نفس پر یا مال پر کچھ
نقصان کا خوف کرے اور اس پر واجب ہے کہ اپنے مذہب سے
توبہ کرے دل سے نہ کرے جیسا کہ حالت اکراہ میں اور اس قول
پر ہی اس کے گواہ ہیں لیکن ان کو ثوابت ہو کہ فی الحال اس
دعوے کو اپنے چوڑا دیا ہے پس ایسے شخص کا حکم اے علماء
اور قضات بیان کرو کہ حق تعالیٰ کو ثواب دیوے اور توفیق دے

سید صاحب
مولوی
محمد
مفتی

پخیر کی دیوے کہ جس نے خوش ہے اور ٹکونی پینچا وے چو اب
 سید ابو بکر داغستانی مفتی مدینہ منورہ کا سبحانک لا علم لنا الا ما علمنا
 ظاہر یہ ہے کہ جو شخص کہے کہ ایمان مقلدائے مجتہدین کا صحیح نہیں
 اور وہ لوگ سبکے سب دورخی ہیں گمراہ ہے اور لوگوں کو گمراہ کریو
 ہے اور زمین میں فساد ڈالتا ہے اور اجماع منعقد ہوا اس امر پر
 کہ جار مذہب سے باہر نہ نکلنا اس واسطے کہ مجتہد بعد چار سو ہجری
 کے مفقود ہے جیسا کہ کتاب اذکار نووی میں تحریر ہے اور اسکا
 قول جو یہ ہے کہ حقی اور شافعی سب جہنمی اور کفار ہیں دلالت
 کرتا ہے کہ وہ شخص خارج ہے جماعت اہل اسلام سے اور یہ حقی
 کہ وارد ہوا ہے حدیث میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 فرمایا کہ تم بڑی جماعت کی اتباع کرو پس جو شخص کہ جماعت سے
 الگ ہوا وہ دوزخ میں گیا اور حق میں کتاب ہدایہ کے کھا گیا ہے
 کہ وہ کتاب ہدایت ہے احکام اسلام کے طرف اور حق میں سر قائم
 کے کہا گیا کہ وہ صدر ہے صاحبان علم کا پس یہ کلام اس شخص کا
 یعنی اُن کتابوں کو آگ میں جلا نا دلالت اور اشارہ کرتا ہے اس
 شخص کے زندقہ ہو نیکیے جانب لغو و بابتہ بناؤ مقرر ہے یہ
 بات کہ امانت علم اور علما کی کفر ہے نظم و سبانی میں لکھا ہے
 کہ جو شخص کفر کو دولت رکھے یا فقیہ کو بصیغہ تصغیر کہے وہ شخص
 کافر ہے اور حاوی القندوسی میں کہا کہ جو حضرت کی خدمت میں
 یا اور کسی نبی کی خدمت میں بے ادبی کرے وہ شخص کافر ہے
 ایسا ہی جو شخص علماء ائمہ دین کو خفیف جانے اور فقیہ کو بصیغہ تصغیر

فقہ براہِ تخییر کہے کافر موتا ہے پس واجب ہے حاکم پر کہ اس شخص کو
 جو خارجِ اسلام سے ہے دیر تک قید رکھے یہاں تک کہ وہ مرے یا توبہ
 کرے اور اگر مصلحت دیکھے تو اول اسکو تعزیر دیوے اس طور پر
 کہ سواری چار اسکو بازار بازار گردش دیوے اور اسکو خوب
 سخت مار مارے یہاں تک کہ صلاحیت اسکی ظاہر ہووے اور کلام
 اس باب میں طویل ہے اور جو کہ بتنے لائے ہیں اور لکھے ہیں کافی ہے
 اور حق تعالیٰ ہدایت دینے والا ہے اہلِ تہذیب جو اب دوم محمد صالح
 مفتی شافعیان مکہ معظمہ کا اللہم ارنا الحق تھا وارزقنا اتناعہ وارزقنا ابطل
 باطلا وارزقنا اجتنابہ آمین واجب ہے حکام وقت پر کہ ایسے شخص سے
 ایسے اقوال گمراہ سے اسکو توبہ طلب کریں اسواسطے کہ یہ کلام
 اسکا کفر کو پہنچا ہے کیونکہ اسکو اسکو اسکو سے لازم آتا ہے کہ امت
 محمدیہ کافر یا گمراہ ہو کہ جس امت کے باب میں حضرت صلوات اللہ علیہ والہ
 وسلم نے فرمایا کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہووے گی پھر اگر وہ توبہ کرے
 تو تورا اسکی قبول کئے جاوے وگرنہ اسکو سخت تعزیر دیوے جاوے
 جو تعزیر کہ اسکو اسکا امثال کے لائق ہے وہ تعزیر جو حاکم اسکو مناسب
 سمجھے اور آدمین کو اسکو کے ساتھ ہمنشین سے منع کرے تاکہ اسکو وہ
 گمراہی میں نہ ڈالے جو وہ خود اسکا مرتکب ہے اہلِ تہذیب جو اب سوم
 محمد بن محمد عربی النہالی مفتی مالکیہ مکہ معظمہ کا الحمد للہ و ما توفیقی الا باللہ
 حکام پر واجب ہے کہ اس شخص کو عذاب کریں ماریں کے ساتھ اور
 دراز می قید طوق و زنجیر سے یہاں تک کہ وہ رجوع مذہب ثواب کے
 طرف کریں اور بہین خیال کرتا ہو نہین مگر وہ شخص اسون زندہ تھونے

ہے کہ بظاہر مسلمان اور بہ باطن کافر ہیں اس واسطے کہ ایسا کلام شیخ مسلمان
 سے خواہ سراسر خواہ علانیہ موصا در نہین ہوتا کیونکہ اس کلام سے
 چوڑا کلام خاتم النبوة اور رسالت کا لازم آتا ہے جو حضرت نے فرمایا
 کہ میری امت ہرگز گمراہی پر جمع نہوگی اور ہم حق تعالیٰ سے دعا کرتے
 ہیں کہ ہمکو ان گروہ میں شمر کرے کہ وہ لوگ سنت نبوی پر اجماع ہیں اور
 حق یہی ہے کہ مقلد اور تابعین اونکے حق پر ہیں جو اب چہارم محمد بن
 یحییٰ مفتی حنبلیان مکہ معظمہ اللہم ابدنا للحق الصواب واجب ہے حکام پر کہ
 تنبیہ شدید اور ضرب شیخ ایسے شخص کو کریں اور بدعت دراز قید رکھیں اور
 شہر گردی اور بیہوشی کے مجازات کا دوسرے کو گراہ کرے کیونکہ وہ شخص خود گمراہ و دروغ گو
 کر بیولا ہے واللہ اعلم سچا نہ انتہا اب کچھ تھوڑے فضائل امام ہمام امام
 اعظم ابو حنیفہ کو فی رضی اللہ عنہ کے ذکر پر ختم کتاب کیا جاتا ہے کیا خوب
 فرمایا امام شافعی علیہ الرحمہ نے اعد ذکر نعمان لانا ان ذکرہ ۱۰ ہو
 المسک ماکررتہ تیضوع یعنی تو ذکر کو امام ابو حنیفہ نعمان کے بار بار پلٹھا
 تا جا کہ ذکر امام موصوف کا مانند مشک کے ہے جیسا اسکو پلٹھا دے
 خوشبوئی اس سے نکلی ہے امام محی الدین نووی نے کتاب تہذیب
 الاسماء میں لکھا ہے کہا ابو نعیم نے کہ امام ابو حنیفہ اچھی صورت والے
 عمدہ لباس والے عمدہ خوشبو والے نیک مجلس کثیر الکرم خوب ارادے
 کرنے والے اپنے بیانی مسلمانوں پر تھے اور کہا امام ابو حنیفہ نے
 میں نے ابو جعفر امیر المومنین کے پاس گیا پس کہا انہوں نے آپ کس
 سے علم حاصل کیا کہا میں نے حماد بن ابی سلیمان سے انہوں نے
 ابراہیم نخعی سے انہوں نے عمر بن الخطاب اور علی ابن ابیطالب

اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے
 پس کہا ابو جعفر نے خوب علم و اثنی حاصل کیا اور ایک دن ابو حنیفہ
 رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ منصور کے پاس گئے پس منصور نے کہا کہ یہ
 شخص اس وقت میں تمام دنیا کا عالم ہے اور سفیان بن عیینہ نے
 کہا کہ میری آنکھ نے مثل ابو حنیفہ کے نہیں دیکھا اور عبد اللہ
 بن مبارک سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ امام ابو حنیفہ
 بڑے صاحب وقار تھے ایک دن ہم جامع مسجد میں تھے پس ایک
 سائب اونٹ کو دین گرا پھر سوا سے اونٹ کے اور سب آدمی بھاگ
 گئے اور انہوں نے سائب کو چوڑا دیا اور کچھ نہ کیا اور اپنی جاکے
 پر بیٹھے رہے اور بن عبادہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے
 ہیں کہ میں شہدہ ہجری سن ایک سو چالیس ہجری میں ابن جریج کے
 پاس گیا پس خبر انتقال ابو حنیفہ کی اونکو پہنچی پس ان اللہ وانا لہ
 راجعون کہا اور نہایت غمگین ہوئے اور فرمایا کہ کیسا بڑا عالم
 اوشہ گیا اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ میں اپنے
 والدین سے پہلے امام ابو حنیفہ کی واسطے دعا مانگتا ہوں اور
 تحقیق میں نے اون سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ میں حاد کے
 واسطے اپنے والدین کے ساتھ دعا مانگتا ہوں اور عبد اللہ
 بن مبارک سے روایت ہے کہ انہوں نے کھانے میں مسعر بن کد ام کو
 امام ابو حنیفہ کے حلقہ میں دیکھا کہ سامنے اونٹ کے بیٹھے بیٹھے ہوئے
 اون نے سوال کرتے تھے اور فائدہ وٹھاتے تھے اور نہیں دیکھا
 میں نے کیس کو کہی کہ اون نے فقہ میں امام ابو حنیفہ سے عمدہ کلام

کیا ہوا اور کوع سے روایت ہے کہ نہیں ملا میں زیادہ فقہ سے نسبت
 ابو حنیفہ کے اور نہ اونسے اچھی نماز پڑھنے والیسے اور نصیر
 شعیب سے روایت ہے کہ لوگ فقہ سے خبر تھے بیان تک کہ موسیٰ
 کر دیا اونکو امام ابو حنیفہ نے ساتھ اس شعر کے جو نہ پہنچا ذہن اونکا او
 لخص کیا اوسکو اور بیان کر دیا اوسکو اور امام شافعی سے روایت
 ہے کہ تمام آدمی فقہ میں امام ابو حنیفہ کے طفیلی ہیں اور جعفر بن ربیع
 روایت ہے کہ میں ابو حنیفہ کے پاس پانچ برس رہا پس کیسکو اونے
 زیادہ خاموش نہیں پایا مگر جب کوئی بات فقہ کی سوال کیجاتی تو شل
 دریا کے بتے اور سیفان بن عیینہ سے روایت ہے کہ ہمارے وقت
 میں کوئی شخص امام ابو حنیفہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا نظر میں نہیں آیا
 اور زافر بن سلمان سے روایت ہے امام ابو حنیفہ ایک رکعت میں
 رات گزارتے اوسمیں قرآن ختم کرتے اور اسد ابن عمر سے روایت
 ہے کہ امام ابو حنیفہ نے فجر کی نماز غشا کے وضو سے چالیس برس پڑھے
 اور اکثر رات کو ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے اور اونکے رویکی آواز
 سنائی دیتی تھی بیان تک کہ ہمایہ اونکے اون پر جسم کرتے اور شمار
 کیا گیا کہ اونہوں نے قرآن کو جس جگہ وفات پائے ساتھ ہزار بار پڑھا
 ہے اور مسعر بن کدام سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات مسجد
 میں کیا پس دیکھا میں نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے پس اچھی معلوم
 ہوئی مجھکو قرأت اوسکی پس پڑھی ایک منزل میں نے کھا کہ اب رکوع
 کریگا پھر تہامی قرآن پڑھا پھر نصف پڑھا پھر ایسا ہی وہ شخص پڑھتا رہا بیان
 تک کہ ایک رکعت میں کل قرآن ختم کر دیا پس دیکھا میں نے تو وہ

امام ابو حنیفہؒ اور زائیدہ سے روایت ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ کے ساتھ مسجد میں عشا کی نماز پڑھی اور لوگ چلے گئے اور مجھ کو انہوں نے نہیں جانا کہ مسجد میں ہے اور میں نے ارادہ کیا کہ ایک مسئلہ اونے دریافت کروں گا پس کھڑے ہوئے اور نماز شروع کئے یہاں تک کہ اوس آیت تک پہنچے **فمن اللہ علینا و قنا عذاب السعوم** پس اسی آیت کو دوہراتے رہے یہاں تک کہ مؤذن نے صبح کی اذان کہی اور میں انتظار ہی میں رہا اور قاسم بن معن سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے تمام رات اسی آیت میں قیام کیا بل الساعۃ موعدهم والساعۃ اوحی و امیں پس بار بار اوسیکو پڑھتے تھے اور گریہ و زاری کرتے تھے اور وکیع سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ جب اپنی عیال کو نفقہ دیتے اوسے قدر خیرات کرتے اور حسب وقت نیا کپڑا پہنتے اوسے قیمت کا کپڑا اپنے ساتھ کو پہناتے اور جب اونکے سامنے کھانا رکھا جاتا اپنے سے دو چند لیکر کسی محتاج کو دیتے اور وکیع سے یہ روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ بڑے امانت دار تھے اور ہر شے پر استد کی رضا مقدم کرتے تھے اور اگر خدا کی راہ میں تلواریں اور سپر بہین برداشت کرتے تھے اور قیس بن ربیع سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ متقی فقیہ بہت احسان اور صلہ کرنے والے تھے ہر شخص جو اونکے پاس التجا لیا تا اور نہایت بخشش کر نیوالے تھے اپنے بہا یوں پر اور بعد اذ کی طرف مال روانہ کرتے کہ اوس کا کپڑا خرید جاتا اور کو قہ میں لایا جاتا اور ہر سال نفع جمع کرتے اوس سے اپنے مشایخ محدثین کے حوائج اور قوت اور لباس خرید کرتے پھر باقی اشرافیان جو رہ جاتے

پہر او نہیں کو دیتے اور کہتے کہ تم اپنے حوایج میں صرف کرو اور نہ تعریف
 کرو مگر اللہ تعالیٰ کی اس واسطے کہ بیٹے کو اپنے مال سے کچھ نہیں دیا ہے
 اللہ تعالیٰ تمہاری واسطے میرے ہاتھ پر نفع بخشا ہے پس رزق اللہ میں
 کسی غیر کو قوت نہیں اور ابو یوسف سے روایت ہے کہا انہوں نے
 امام ابو حنیفہ سے کسی حاجت سے سوال نہیں کئے جاتے مگر اسکو
 پورا کرتے اور عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے کہا انہوں نے
 کہ میں نے سفیان ثوری سے کہا کہ امام ابو حنیفہ غیبت سے بہت بعد
 رہتے ہیں بیٹے او کو نہیں سنا کہ کہی کسی دشمن کی اپنے غیبت کرتے
 ہوں کہا واللہ وہ بڑے عقیل ہیں اپنے نیکوں پر اس شہر پر مسلط نہیں
 کرتے جو انکو لیجاوے اور علی بن عاصم سے روایت ہے کہا انہوں
 نے اگر عقل امام ابو حنیفہ کی نصف اہل ارض کی عقل سے وزن کیجاتی
 اونکی عقل پر غالب آتی اور اسماعیل پوتے امام صاحب کے روایت
 کرتے ہیں کہ ہمارے یہاں ایک ٹاپینے والا را کھڑی تھا اسکے دو بچہ
 تھے ایک کا نام اوسنے ابو بکر اور دوسرے کا نام عمر رکھا تھا پس ایک
 نے اوسکو پیر سے روزد کر مار ڈالا پس امام ابو حنیفہ کو خبر دئے گئی
 فرمایا دیکھو جتنے اوسکو مارا ہے اوسکا نام عمر سو گا پس دیکھا تو جھپٹا
 اوہوں نے کہا تھا ویسا ہی پایا اور اسماعیل بن سالم بعد اسی سے بڑا
 ہے کہا انہوں نے امام ابو حنیفہ قاضی ہونے پر جبر کئے مگر اسکو قبول
 نہیں فرمایا اور امام احمد بن حنبل جب اسکو ذکر کرتے رویا کرتے
 اور اسکو ترحم آتا خیرات احسان میں تحریر ہے کہ جب امام
 شافعی بغداد میں داخل ہوئے اور امام ابو حنیفہ کی زیارت کو گئے

اور دو رکعت نماز پڑھے اور سینہ رفع یدین کیا اور ایک روایت میں
آیا کہ دو رکعتیں صبح کے تہین اور سینہ قنوت نہ پڑھا پس کہا گیا اونے فرمایا
سبب اس لباس کے یہ کہ نہ ظاہر کروں میں مخالفت اور نہ روبرو
اونہی اور شاگردی اختیار کیا اونے بڑے مشیخ ائمہ مجتہدین اور علماء
رامحین مثل جلیل عبداللہ بن مبارک کہ خلی جلالہ اور علم اور تقدم اور
زہد پر اجماع ہے اور مثل امام کثین بن سعد کے اور امام مالک کے اور
مثل امام مسعود بن کرام اور زعفر اور ابو یوسف اور محمد وغیرہم کے اور جب
عبداللہ بن مبارک کے پاس امام ابو حنیفہ کا ذکر ہوا انہوں نے کہا کیا اور
شخص کا تم ذکر کرتے ہو سپرد دنیا تھا ہا پیش کی گئی اونے اعراض کیا جب
مفسور خلیفہ عباسی نے دس ہزار درہم حسن بن قطب کے ہاتھ سے
امام ابو حنیفہ کے پاس بھیجا تو امام او سکور دہنیں کر سکے اپنے فرزند عدا کو
وصیت کیا کہ بعد انتقال میرے اونکو واپس کر دیا پس انہوں نے دیا
ہی کیا حسن نے کہا کہ رحمت خدا کی تمہارے والد پر کہ وہ اپنے دین پر سچا
مضبوط تھے اور بہنیں مشغول ہوئے امام ابو حنیفہ اپنے مذہب کی طرف دعوت
کر بہنیں مگر بسبب اشارہ کرنے رسول اللہ صلو اللہ علیہ والہ وسلم کے خواہ
میں کہ دعوت کرو لوگوں کو اپنے مذہب کے جانب پس جبکہ اونکو اذن ہوا
تقسیم کیا خزانہ خدا کو اسکے تحقیق پر اور جانا کہ یہ امر مجہر واجب ہے
در دعوت کیا آدمیوں کو طرف مذہب اپنے یہاں تک کہ ظاہر ہو اندھب
اوسکا اور پہل گیا اور بہت ہوئے تابعین اور مقلدین اسکے اور رسوا
ہوئے حاسدین اسکے اور نفع بخشا حق تعالیٰ نے مشرق اور مغرب اور
عرب اور عجم کو اور نصیب کیا بہرہ وافق اونکے مقلدین میں پس مستغ

ہوے وہ ساتھ لکھنے شروع اور اصول مذہب کے اور نظر کرنے
 منقول اور معقول مذہب کے بیان تک کہ مجتہد ہو گیا مذہب اور نکا
 محکم قواعد اور ارکان فوائد میں اور تائید کرتا ہے اس بات کو بیان
 کرتا بعض اصحاب مناقب امام میں کہ ثابت والد امام کے صغریٰ
 میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے پس حضرت علی رضی اللہ
 عنہ نے اونکے اور اونکی اولاد کے حق میں برکت کی دعا کئے پس
 امام ابو حنیفہ جو کچھ دئے گئے اسی دعا کی برکت سے دئے گئے اور
 اونکے کمال تقویٰ یہ پیرا ہے کہ انہوں نے جبکہ سنا کہ ایک بکری کو
 مین گم ہوئی ہے بکری کا گوشت کھانا مطلقاً ترک کیا بیان تک کہ اوسکی
 موت کا اعلام ہوا اور جو شکر اونکے مناقب میں بیان کیا گیا اوس سے
 حصر مناقب اونکا نہیں بلکہ یہ بیان ایک قطرہ ہے اوس دریا کا کہ
 جسکے ساحل کا پتا نہیں آو نہوغشا کے وضو سے چالیں برس نماز صبح
 ادا فرمایا پس کہا گیا اونے کہ کس شے نے آپکو اس عبادت پر قوی
 کیا اونہوں نے کہا کہ میں نے اسماء الہی کے ساتھ دعا مانگی تھی جسکا
 مجموعہ دو آیتوں میں ہے اول محمد الرسول اللہ آخر سورۃ فتح تک اور
 دوسرے تم انزل علیکم من بعد الغم سے آخر تک سورۃ
 عمران کے اگر تو نجات کا آخرت میں ارادہ کرے تو یہ اعتقاد رکھنا
 چاہی کہ مرا ایک ائمہ مجتہدین اور علماء عالمین ہدایت اور رضا ہے
 پر ہیں اور ماجور ہیں روایت کی ہے یہی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو حکم ملک کو کتاب اللہ سے دئے جائے تو اس پر
 عمل کرو سیکو اوسکے ترک کر نہیں عذر نہیں پہنچا اگر کتاب اللہ میں نہ ہو

تو سنت رسول اللہ اختیار کرو اگر سنت نہ ہو تو جو میرے اصحاب کہیں
 اوسکی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے امام ابو یوسف نے کہا کہ
 میں نے نہیں دیکھا کسی کو زیادہ جاننے والا علم تفسیر اور حدیث کا
 امام ابو حنیفہ سے کہ وہ مجھ سے زیادہ تھے علم حدیث میں اور
 امام ابو حنیفہ نے وہ کام کیا کہ دوسرے اوس سے عاجز تھے اور
 باوجود اوسکے کہ حاسدین اونکے بہت تھے اور یہ سنت اللہ کی
 ہے کہ اپنی مخلوق میں ولین تجل لست اللہ تبدیل لا اور بسب
 وقت قیاسات مذہب اونکے مرنے کا گرد امام شافعی کے امام
 ابو حنیفہ کے کلام کو دیکھا کرتے یہاں تک کہ اونکے بھائی امام
 طحاوی کو اس بات نے برا لگتی تھی کہ مذہب شافعی سے اقبال
 کر کے مذہب حنفی اختیار کیا و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین
 وصلى الله على سيدنا محمد وآله واصحابه اجمعين خ
 علي ولله الشرف غوث الاعظم ويا ربك وسلم تمت الكتاب
 في ثالث عشر شهر ربيع الثاني سنة الف وثلثمائة سنة
 وخمس من هجرة نبينا علي صاحبها افضل الصلوات